

قال الله تعالى تلك أمانيهم قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين

لما دلت الآية على أن الدعوى بلا برهان مما يجب منه التعفف + وكان الحكم على غير الحديث بكونه حديثا والخلاف في التعسف كما أن عكسه داخل في التقشف + وكان الابتلاء في هاتين البليتين قد كثر في أحاديث التصوف + وكانت الرسالة الملقبة

# التشرف بمعرفة أحاديث التصوف

مع ترجمتها الموسومة ب

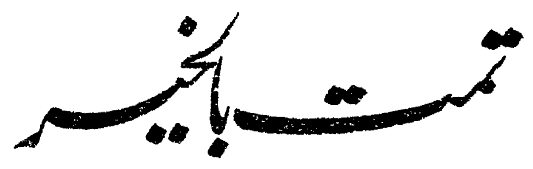
# تكميل التصرف في تسهيل التشرف

وافية عن كلتيهما لما فيهما من التحقيق والتعرف + خالية عن المجازفة والتكلف فالحائز عليهما بعيد إن شاء الله تعالى عن التاسف + وقريب إلى التظرف + من تصنيف صاحب الفهم والتعرف + كاشف معضلات التصوف مولانا المولوي الحافظ الحاج الشاه أشرف علي حمده الله الولي العلي فلا حيل إفادة أهل التلطف

اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلهف

في المطبع المعروف بمجبوب المطابع الواقع في دهلي

# فہرست مضامین التشرف بمعرفت احادیث التصوف


تمت بالخیر

# التشرف بمعرفۃ احادیث

مع ترجمہ مسمی بہ

# تکمیل التصرف فی تسہیل التشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبعد فہذہ التحقیق عدۃ احادیث مما اشتہرت علی السنۃ الصوفیۃ فی خطبہم وانتشرت فی کتبہم + التی ربما یحکم المتقشف علی اکثرہا بالوضع + لعدم معرفۃ السند او توہم کون مدلولہ مبائنا للشرع + وہذا الاخیر تیکفل بالبحث عنہ الدرایۃ + وانما قصدی فی ہذہ الکراسۃ ہو التحقیق من حیث الروایۃ + واصل ماخذہا تخریج احادیث الاحیاء للامام العراقی + ثم بعض الاسفار الاخر للباقی + وحیث لم اصرح بالماخذ فہو الاول + وفی الباقی اذکر المعول + وربما تجد الضعف فی بعض ہذہ الروایات + لکنہ لا یضر لتشیید اصل المقصود منہا بالصحاح بل بالآیات + کما لا یخفی علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ یہ تحقیق ہے چند ایسی حدیثوں کی جو حضرات صوفیہ کی زبانوں پر انکی تقریرات میں مشہور ہیں اور اُن کی کتابوں میں شائع ہیں جن کے اکثر حصہ کو خشک متشدد موضوع کہدیتا ہے۔ یا تو سند معلوم نہ ہونے کے سبب یا اسکے مضمون کو مخالف شرع خیال کرنیکے سبب اور اس امر اخیر سے بحث کرنے کا ذمہ دار تو علم درایت ہے باقی میرا مقصود اس جزو میں صرف روایت کی حیثیت سے تحقیق کرنا ہے۔ اور اصل ماخذ اس جزو کا تخریج احادیث الاحیاء للامام العراقی ہے۔ اور اسکے بعد اور بھی بعض کتابیں ہیں باقی احادیث کے لیے۔ اور جس جگہ ماخذ کی تصریح نہ کروں وہاں ماخذ پہلی کتاب ہے یعنی تخریج اور باقی احادیث میں ماخذ کو جسپر اعتماد کیا گیا ہے ذکر کرونگا۔ اور بعض اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف بھی پاؤ گے مگر وہ ضعف اسلئے مضر نہوگا کہ ان روایات سے جو مسئلہ اصل مقصود ہے وہ احادیث صحیحہ بلکہ آیات قرآنیہ سے مؤید ہے جیسا کہ

من مارس الفن * اذا کان ممن قد احسن
الله تعالی الیہ بالفہم ومن * ویزیدہ
وضوحا یزیل منہ الشکوک * النظر فی
رسالتی حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ
ومسائل السلوک من کلام ملک الملوک
لاشتراک الثلثۃ فی المقصود الاصل *
وان کان بعض الخصوصیات اوقع بینہا
الفصل * وھو ان المنظور الیہ فی الرسالتین
اثبات الفروع بالاصول * وفی ھذہ الرسالۃ
اثبات نفس الاصول بالمنقول * ھذا
ھو الذی ذکرتہ استقلالا وقصدا *
ومع ھذا المبعد ان اورد فی مطاوی
المقصد غیر احادیث الاحیاء القسمین
الاخرین تبعا وطردا * احدھما ما یثبت
بہ بعض المسائل المشہورۃ * وان لم تکن
تلک المرایات فی صحف الفن مسطورۃ
وعلی السنۃ اھلہ مذکورۃ * وثانیہما
ما اصلہ لم یوجد * ذکرتہ عسی ان
یظفر بہ احد * وسمیتہا بالتشرف *
بمعرفۃ احادیث التصوف * ربنا تقبل
منا انک انت السمیع العلیم * وتب علینا

فن کی مزاولت کرنیوالے پر مخفی نہیں جبکہ وہ ایسا شخص ہو
جسپر حق تعالی نے فہم صحیح کا احسان اور امتنان فرمایا ہو۔
اور اس دعوے کا (کہ اصل مقصود ان روایات ضعیفہ کا قرآن و
حدیث سے ثابت ہی) وضوح میرے ان دو رسالوں میں نظر کرنے
سے اور زائد ہوجاتا ہی ایک حقیقۃ الطریقہ دوسرا مسائل السلوک
کیونکہ اصل مقصود میں تینوں رسالے شترک ہیں اگرچہ بعض
خصوصیات کے تینوں میں فرق بھی ہی وہ یہ کہ رسالہ حقیقۃ الطریقہ
و مسائل السلوک میں اصل ملحوظ مسائل کا اثبات ہے احادیث
(اور احادیث کی تخریج تبعا ہی) اور اس رسالہ میں اصل ملحوظ خود
احادیث کا اثبات ہی اسانید سے (اور تفریع مسائل تبعا ہی) او
احادیث کا وہ ذخیرہ جسکو میں نے استقلالا و قصدا ذکر کیا ہی؛
تو یہی حصہ مذکور ہی (کہ صوفیہ میں مشہور بھی ہی اور سندا بھی ثابت
ہی) باقی کچھ بعید نہیں جو اس مقصود کے درمیان درمیان باستثنار
احادیث احیاء کے (کہ انکے ساتھ اور کوئی قسم نہ آویگی) اور دو
قسمیں بھی تبعا واستطرادا کہیں کہیں ذکر کردوں ایک وہ روایات
جن سے بعض مسائل مشہورہ فن کے ثابت ہوتے ہیں مگر وہ روایات فن
کی کتابوں میں (من حیث الاستدلال علی المسائل) مذکور نہیں اور نہ
مذکور ہیں حیثیت سے اہل فن کی زبانوں پر دائر ہیں اور دوسری قسم وہ روایات
جنکی اصل نہیں ملی [illegible] یہ قسم اسلیے ذکر کردی کہ ممکن ہی کسی کو
اسکی اصل ملجاوے (اور ہمیں ملحق کردے) اور میں نے اس مجموعہ کا نام
التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف رکھا ہی اے ہمارے پروردگار

انك انت التواب الرحيم٭

**تنبيهان الاول** قال العراقی رحمه الله حيث عزوت الحديث لمن خرجه من الائمة فلا اريد ذلك اللفظ بعينه بل قد يكون بلفظه وقد يكون بمعناه او باختلاف على قاعدة المستخرجات٭

**الثانی** قد يشير العراقی فی التخريج الی من ينسب اليهم الحديث من المخرجين بطريق الرمز [illegible] الی البخاری بلفظ خ والی مسلم م والی الترمذی ت والی النسائی ن والی ابن ماجه ه والی ابی داؤد د والی ما رواه البخاری و المسلم متفق عليه والی الدارقطنی قط والی الطبرانی فی الاوسط طس وفی الاصغر طص والی البيهقی هق والی ابن حبان حب والی العقيلی عق والی الحاكم ك

بیشک آپ بڑی توجہ فرمانیوالے اور بڑی رحمت والے ہیں

**تنبیہ اول۔** عراقی نے فرمایا ہے کہ میں جہاں حدیث کو کسی امام کیطرف منسوب کرونگا جسنے اسکی تخریج کی ہے تو میری مراد بعینہ وہ لفظ نہیں بلکہ کبھی یہ نسبت باعتبار لفظ کے ہوتی ہے اور کبھی باعتبار معنے کے یا باعتبار اختلاف کے جیسا مستخرجات کا قاعدہ کا ہے۔

**تنبیہ دوم۔** جن مخرجین کیطرف حدیث منسوب ہے عراقی کبھی تخریج میں ان لوگوں کی طرف حروف سے اشارہ کرتے ہیں پس بخاری کیطرف خ سے اشارہ کرتے ہیں اور مسلم کیطرف م سے اور ترمذی کیطرف ت سے اور نسائی کیطرف ن سے اور ابن ماجہ کیطرف ہ سے اور ابوداود کیطرف د سے اور جسکو بخاری [illegible] متفق علیہ سے اور دارقطنی کیطرف قط سے اور طبرانی کی اوسط کیطرف طس سے اور اصغر کیطرف طص سے اور بیہقی کیطرف ھق سے اور ابن حبان کیطرف حب سے اور عقیلی کیطرف عق سے اور حاکم کی طرف ك سے۔

## كتاب العلم من ربع عبادات الاحياء

## کتاب العلم ربع عبادات احیاء سے

**الحديث** طلب العلم فريضة علی كل مسلم ابن ماجه من حديث انس وضعفه احمد والبيهقی وغيرهما۔

**حدیث** علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حدیث انس سے۔ اور اسکو احمد و بیہقی وغیرہما نے ضعیف کہا ہے

الحدیث اطلبوا العلم ولو بالصین ابن عدی والبیہقی فی المدخل والشعب من حدیث انس قال البیہقی متنہ مشہور واسانیدہ ضعیفۃ۔

حدیث علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ملے ابن عدی اور بیہقی نے مدخل اور شعب میں انس کی حدیث سے روایت کیا بیہقی نے کہا کہ یہ متن تو مشہور ہو مگر اسنادیں اسکی ضعیف ہیں ف اور ضعف کے شبہ کا جواب خطبہ میں ہو چکا ہو اس عبارت میں اور بعض اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف ہی پاؤگے۔

الحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ الترمذی من حدیث انس وقال غریب ورواہ مسلم وابوداؤد والترمذی وصححہ عن ابی مسعود البدری بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اھ۔ الاحادیث الثلثۃ تدل علی فضل التعلم والتعلیم وفیہ اصلاح لجہلۃ الصوفیۃ من ذمہم العلم وعدہ حجابًا۔

۴ فضل العلم و ذم جہلہ

حدیث اچھی بات بتلانیوالا ایسا ہی ہو جیسا اسکا کرنیوالا روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس سے اور کہا کہ یہ غریب ہے اور اسکو مسلم و ابوداؤد و ترمذی نے مع تصحیح ابو مسعود بدری سے اس لفظ سے روایت کیا ہو من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اس میں کفاعلہ کی تفسیر بھی ہوگئی کہ تشبیہ اجر میں ہو یہ تینوں حدیثیں علم سیکھنے اور سکھلانے کی فضیلت پر دال ہیں اور اس میں جہلاء صوفیہ کی اصلاح ہو جو علم کی مذمت کیا کرتے ہیں اور اسکو مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں۔

الحدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک الترمذی وصححہ والنسائی وابن حبان من حدیث الحسن بن علی۔

حدیث جو چیز تجھ میں کھٹک پیدا کرے اسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جو کھٹک نہ پیدا کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے۔

الحدیث استفت قلبک وان افتوک احمد من حدیث وابصۃ اھ دل الحدیثان علی اعتبار الذوق والوجدان ممن لہ کمال الایمان + فیما تزاحم فیہ الدلیلان + وھو کالطبعیات لاھل العرفان +

ذوق سلیم کا معتبر ہونا

حدیث اپنے دل سے فتوی لے اگرچہ فتوی دینے والے تجھ کو فتوی بھی دیدیں روایت کیا اسکو احمد نے حدیث وابصہ سے دونوں حدیثیں اسپر دال ہیں کہ ذوق و وجدان بھی معتبر چیز ہے ایسے شخص کا جسکو ایمان کامل حاصل ہو اور وہ ایسے امور میں معتبر ہے جنمیں دو دلیلیں متعارض ہوں اور یہ (اعمال بالوجدان) عارفین میں مثل عادات طبعیہ کے ہے۔

(باقی آئندہ)

الحدیث ان من العلم کھیئۃ المکنون الحدیث ابوعبدالرحمٰن السلمی فی الاربعین لہ فی التصوف من حدیث ابی ھریرۃ باسناد ضعیف اھ وتمامہ فی الاحیاء لایعلمہ الا اھل المعرفۃ باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا بہ لم یجھلہ الا اھل الاغترار باللہ تعالیٰ فلا تحقروا عالما اتاہ اللہ تعالیٰ علما منہ فان اللہ عزوجل لم یحقرہ اذ اتاہ ایاہ —

حدیث بعض علوم مخفی اشیار کی شکل میں ہوتے ہیں روایت کیا اسکو ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اپنی تصوف کی چہل حدیث میں حدیث ابی ہریرہؓ سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ اُس علم کو بجز عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا پھر جب وہ اُس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اُس سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں دہوکہ کھائے ہوئے ہیں (مراد انکار وتکذیب ہی کیونکہ اجمالاً تصدیق کرلینا بھی ایک قسم کا علم ہے اور دہوکہ یہ کہ وہ اپنے علم وعمل کو عنداللہ صحیح ومقبول سمجھتے ہیں) پس تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو جسکو خداتعالیٰ نے اُس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خداتعالیٰ نے اُس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اُسکو دیا۔

الحدیث ما فضل ابوبکر الناس بکثرۃ صلاۃ ولا بکثرۃ صیام الحدیث الترمذی الحکیم فی النوادر من قول ابی بکر بن عبداللہ المزنی ولم اجدہ مرفوعا وتمامہ فی الاحیاء وما فضل ابوبکرؓ الناس بکثرۃ صیام ولا صلاۃ ولا بکثرۃ

حدیث ۔ حضرت ابوبکرؓ جو اور لوگوں سے افضل ہوگئے تو نماز وروزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ (مراد نفل نماز وروزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہی) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن عبداللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع نہیں پایا اور پورا مضمون احیاء میں ہی اس طرح کہ حضرت ابوبکرؓ جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت

روایة ولا فتوی ولا کلام ولکن بشیٔ وقر فی صدرہ اھ فی الحدیث وفی الاثر اثبات العلوم والاحوال الباطنیة۔

(العلوم والاحوال الباطنیة — علوم واحوال باطنہ)

**الحدیث** اختلاف امتی رحمة ذکرہ البیھقی فی رسالته الاشعریة تعلیقا واسندہ فی المدخل من حدیث ابن عباس بلفظ اختلاف اصحابی لکم رحمة واسنادہ ضعیف اھ فیه ما علیه الصوفیة من التوسع والرفق بالناس فی الاختلافیات۔

(الرفق بالناس فی الاختلافیات — اختلافی امور میں لوگوں سے نرمی برتنا)

**الحدیث** ان من العلم جھلا الحدیث ابو داؤد من حدیث بریدة وفی اسنادہ من یجھل اھ فیه ما علیه الصوفیة من تسمیة علم لا یوصل الی اللہ تعالیٰ جھلا۔

(کون العلم الغیر النافع جھلا — علم غیر نافع کا جہل ہونا)

**الحدیث** اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا الحدیث الترمذی من حدیث انس وحسنه وتمامه فی الاحیاء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں جو اُن کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اھ۔ اس حدیث اور اثر میں اثبات ہے علوم باطنہ واحوال باطنہ کا (اول میں اُن علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)۔

**حدیث** میری امت کا اختلاف رحمت ہے ذکر کیا اسکو بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں معلقاً اور مدخل میں حدیث ابن عباس رضؓ سے ان الفاظ سے مسنداً اختلاف اصحابی لکم رحمة یعنی میرے اصحابؓ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے اور سنداً اسکی ضعیف ہے اھ اس حدیث میں اصل ہے اس عادت کی جس پر صوفیہ عامل ہیں کہ اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی برتتے ہیں۔

**حدیث** بعض علم جہل ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے حدیث بریدہ سے اور اس کی اسناد میں ایک مجہول ہے اس میں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہے کہ وہ ایسے علم کو جہل کہتے ہیں جو موصل الی اللہ نہ ہو کما قال الشیرازی (علم چندانکہ بیشتر خوانی - چون عمل در تو نیست نادانی — علیکہ رہ بحق ننماید جہالت ست)۔

**حدیث** جب تم جنت کے باغوں پر گذرا کرو تو (اُنمیں) چرا کرو (یعنی اُن سے غذائے روحانی حاصل کیا کرو) روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس رضؓ سے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے عرض کیا گیا کہ جنت کے

قیل وما ریاض الجنۃ قال مجالس الذکر اھ فیہ فضل ظاھر لمجالس الصوفیۃ الصافیۃ فانھا محض ذکر علما او عملا

**الحدیث** ان من الشعر لحکمۃ البخاری من حدیث ابی بن کعب اھ فیہ تقریر ما اعتادہ اکثر الصوفیۃ من تدوین العلوم والحقائق فی الشعر

**الحدیث** ما حدث احدکم قوما بحدیث لا یفقھونہ الا کان فتنۃ علیھم العقیلی فی الضعفاء وابن السنی وابو نعیم فی الریاء من حدیث ابن عباس باسناد ضعیف ولمسلم فی مقدمۃ صحیحہ موقوفا علی ابن مسعود

**الحدیث** کلموا الناس [illegible]

[illegible] یکذبون احدیث بخاری موقوفا علی ورفعہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من طریق ابی نعیم وتمامہ فی الاحیاء

باغ کیا ہیں ارشاد ہوا کہ ذکر کی مجلسیں اھ اس میں کھلی فضیلت صوفیہ صافیہ کی مجالس کی ہو کیونکہ وہ مجالس خالص ذکر ہی ہیں خواہ علماً خواہ عملاً (یعنی وہاں افادہ علوم کا ہوتا ہو یا تسبیح و تہلیل کا شغل ہوتا ہو)۔

**حدیث** بعض اشعار حکمت ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے حدیث ابی بن کعب سے اھ۔ اس میں تائید ہو اس عادت کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہو کہ علوم و حقائق کو اشعار میں ضبط کیا ہے۔

**حدیث** جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات کہی جسکو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور اُن کے لئے فتنہ ہو گئی روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفاء میں اور ابن السنی نے اور ابو نعیم نے ریاء میں حدیث ابن عباس رض سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ابن مسعود رض سے موقوفاً روایت کی ہو۔

**حدیث** [illegible]

[illegible] کیا اس کو بخاری نے حضرت علی رض سے موقوفاً [illegible] ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو نعیم کے طریق سے اُس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اسکے رسول کی تکذیب کی جاوے (یعنی جب بات تو ہوگی

مجالس صوفیہ کی فضیلت — فضل مجالس الصوفیۃ

تائید عادت صوفیہ کہ عادت کو اکثر اشعار میں ضبط کرتے ہیں — تصویب عادۃ الصوفیۃ من [illegible] فی الشعر

۷

استرین ون ان یکذب اللہ ورسولہ۔

الحدیث نحن معاشر الانبیاء امرنا ان ننزل الناس منازلھم الحدیث رویناہ فی جزء من حدیث ابی بکر الشخیر من حدیث عمر اخصر منہ وعند ابی داؤد من حدیث عائشۃ انزلوا الناس منازلھم وتمامہ فی الاحیاء وتکلمھم علی قدر عقولھم اھ فیہ ما علیہ المحققون من الصوفیۃ من تعلیم کل بما ھو اھلہ وکتمان بعض العلوم من العامۃ۔

الحدیث العلم علمان علم علی اللسان الحدیث الترمذی الحکیم فی النوادر وابن عبد البر من حدیث الحسن عن جابر باسناد جید واعلہ ابن الجوزی وتمامہ فی الاحیاء بعد قولہ علی اللسان فذلک حجۃ اللہ علی خلقہ

قرآن وحدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں او اس لئے کسی نے اُس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا و رسول کی تکذیب کی)۔

حدیث ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہوا ہی کہ لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابوبکر شخیر کی حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ تم لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیاء میں ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اُن سے اُن کے عقول کے موافق کلام کیا کریں اھ۔ اس میں دلالت ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہو اور بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں۔

حدیث علم دو قسم ہے ایک علم محض زبان پر الخ اسکو حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبد البر نے حسن کی روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہی اور ابن الجوزی نے اسکو معلول کہا ہی اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالے کی حجت ہی اُسکی مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جاویگا

وعلم في القلب فذلك علم النافع فيه تقسيم العلم الى ما على اللسان المحض ودل المقابلة على كونه غير نافع والى ما في القلب وسماه نافعا وهذا هو التفسير للعلم الظاهر الذي يذمه القوم اي ما هو الظاهر المحض لا يصل اثره الى القلب والحديث نص في ذلك۔

**الحديث** اذا رأيتم الرجل قد اوتي صمتا وزهدا الحديث ابن ماجه من حديث خلاد باسناد ضعيف وتمامه في الاحياء فاقتربوا منه فانه يلقن الحكمة اھ **تنبيه** و حيث اقول فيما بعد تمامه فمرادي من الاحياء ولا اكرره

**الحديث** من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم ابو نعيم في الحلية

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم نافع ہے **ف** اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ اسکا علم نافع کے ساتھ) اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرمایا ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جسکی صوفیہ مذمت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا اثر قلب پر نہ پہنچا ہو (کہ قلب میں محبت وخشیت وغیرہ پیدا کرے)۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

**حدیث** جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو خاموشی اور زہد عطا کیا گیا ہے الخ اس کو ابن ماجہ نے ابن خلاد کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور پورا مضمون احیاء میں اس طرح ہے کہ ایسے شخص سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (منجانب اللہ) **تنبیہ** آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہونگا وہ احیاء سے ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لونگا۔

**حدیث** جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہے جو اپنے حاصل کیا ہو اللہ تعالے اس کو ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں

ذم العلم الظاهر المحض
علم ظاہر کی مذمت

۹

من حديث انس وضعفه
الحديثان اصل لما
يسمونه العلم الباطن
الذي يترتب على
العمل ولا دخل فيه
للدرس ۔

اصل العلم الباطن

**الحديث** لا يزال العبد
يتقرب الي بالنوافل حتى
احبه فاذا احببته كنت
له سمعا وبصرا متفق عليه
من حديث ابي هريرة بلفظ
كنت سمعه وبصره وهو
في الحلية كما ذكره المؤلف
من حديث انس بسند
ضعيف اھ والذي ذكر
المؤلف كنت سمعه الذي
يسمع به الحديث قلت
في المشكوة عن البخاري فكنت
سمعه الذي يسمع به وبصره
الذي يبصر به ويده التي
يبطش بها ورجله التي يمشي بها

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی
کہا ہے ۔ یہ دونوں حدیث اصل ہیں اس کی جسکو
علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور
جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ
ورث کے لفظ میں اس کے غیر مکتسب ہونے کی
طرف اشارہ ہے) ۔

**حدیث** (حق تعالے کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر
نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا
ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں
پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا
سمع وبصر ہوجاتا ہوں ۔ روایت کیا اس کو بخاری
ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضہ کی روایت سے ان
الفاظ سے کنت سمعہ وبصرہ اور وہ حلیہ میں مؤلف
کے الفاظ (کنت لہ سمعا وبصرا) کے موافق حضرت
انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور مؤلف
نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں کنت سمعہ الذی یسمع بہ
الحدیث ۔ میں کہتا ہوں کہ مشکوۃ میں بخاری سے
یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے
وہ سنتا ہے اور اس کا بصر ہوجاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہوجاتا ہوں
جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے

وما تقرب الی عبدی بشیٔ
احب الی من اداء ما افترضت
علیه والحدیث اصل
لاصطلاحی الصوفیة
قرب الفرائض وقرب النوافل
وقد ذکرت حقیقتهما و
کون العنوانین موافقا للحدیث
فی کلید مثنوی ومسائل المثنوی
**الحدیث** لما تلا رسول
الله صلی الله علیه وسلم
فمن یرد الله ان یهدیه
یشرح صدره للاسلام
الحدیث الحاکم والبیهقی
فی الزهد من حدیث ابن
مسعود وتمامه فقیل له
ما هذا الشرح فقال ان النور
اذا قذف فی القلب انشرح
له الصدر وانفسح قیل فهل
لذالک من علامة قال صلی الله علیه
وسلم نعم التجافی عن دار الغرور والانابة
الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله

اور شروع کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ اپنے بندہ نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا
قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے
فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ف** اور یہ حدیث
اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب
فرائض وقرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی
حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے
موافق ہونا کلید مثنوی و مسائل مثنوی میں ذکر کیا ہے
**حدیث** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت
اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے تو اس کا سینہ اسلام
کے لئے کھول دیتے ہیں الخ اس حدیث کو حاکم
اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعودؓ کی روایت سے
نقل کیا۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ سے عرض
کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے
سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض
کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا
ہاں دار الغرور (دنیا) سے ہٹ جانا۔ اور دار الخلود
(آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا۔ اور موت آنے سے
پہلے اس کے لئے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

| | |
|---|---|
| اثبات للنور الباطنی و | نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ |
| اثبات بعض الاحوال الوھبیۃ | کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات |
| وفیہ بعض علامات الکاملین | مذکور ہیں۔ |
| **الحدیث** الشیخ فی قومہ | **حدیث** پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی |
| کالنبی فی امتہ ابن حبان فی | امت میں روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب |
| الضعفاء من حدیث ابن عمرؓ | الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بسند ضعیف |
| وابو منصور الدیلمی من حدیث | میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیرانہ سال (بوڑھا) |
| ابی رافع بسند ضعیف قلت | ہے نہ کہ (پیر بمعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے |
| المراد بالشیخ الکبیر السن لا | (زمانہ نبوی میں نہ تھا اس لئے یہ معنے مراد نہیں |
| المرشد لکون ھذا الاطلاق | ہوسکتے) اور اسی لئے امام غزالیؒ اس کو شرف |
| مستحدثا ومن ثم اوردہ | عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں |
| الغزالی فی بیان شرف العقل | یہ کہا ہے کہ یہ فضیلت نہ اس کی کثرت مال کے |
| وقال فی علتہ لیس ذلک | سبب ہے نہ اس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ |
| لکثرۃ مالہ ولا لکبر شخصہ و | زیادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب |
| لا لزیادۃ قوتہ بل لزیادۃ تجربتہ | ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمرہ ہے اھ (یہ تقریر صاف |
| التی ھی ثمرۃ عقلہ اھ نعم یثبت | دلالت کرتی ہے مدعائے مذکور پر) البتہ یہ مضمون |
| ھذا المعنی من حدیث العلماء | (فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت |
| ورثۃ الانبیاء رواہ ابوداؤد و | ہوتا ہے (۱) یہ کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے روایت |
| الترمذی وابن ماجہ وابن حبان فی | کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور |
| صحیحہ من حدیث ابی الدرداء | ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابوالدرداء کی روایت |
| کما ذکر فی التخریج قلت | سے جیسا کہ تخریج عراقی میں مذکور ہے اور نیز میں |

حاشیہ: تحقیق معنی الشیخ فی قومہ و اثبات فضل اھل ارشاد

(باقی آئندہ)

قلت وجه دلالة الحديث الثاني على فضل اهل الارشاد ظاهر وعين استنباطه من الحديث الاول ايضا لانه لما جعل مدار الفضل مطلق العقل والتجربة فالذي يتعلق بالدين بالاولى وكونه في اهل الارشاد مشاهد فهم احق بهذا الفضل۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت پر ظاہر ہی ہے اور (بعد تامل) اس کا استنباط حدیث اول سے بھی اس طرح ممکن ہے کہ جب (ایسے) بڑے شخص کی افضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو ٹھیرایا گیا تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدرجہ اولی مدار فضیلت ہوگا اور ایسے عقل و تجربہ کا مرشدین میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت کے زیادہ مستحق ہونگے۔

**الحديث** اذا تقرب الناس بانواع البر فتقرب انت بعقلك ابو نعيم في الحلية من حديث علي اذا اكتسب الناس من انواع البر ليتقربوا بها الى ربنا عز وجل فاكتسب انت من انواع العقل تسبقهم بالزلفة والقرب واسناده ضعيف قلت اورده المولوي الرومي في مثنويه وشرحه احسن شرح كما هو دابه رحمه الله تعالى وفيه اثبات لفضل المعارف الدينية واهلها وظاهر ان اعظم مصداقه عقل العرفاء

**حدیث** جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب حاصل کرو اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علیؓ کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ نیکی کے انواع کا اکتساب کریں تم عقل کے انواع کا اکتساب کرو۔ تم اُن سب سے نزدیکی اور قرب میں بڑھ جاؤگے اور اس کی اسناد ضعیف ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومی رح اپنی مثنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے علماء کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس (عقل مذکور فی الحدیث) کا سب سے بڑا مصداق عارفین

فضل العرفاء والعارفين
تنبيه: علماء عرفاء عارفین

اهل الطريق الذي يصلون به ويوصلون به الى المحبوب الحقيقي ومن ثم قالوا ركعتا العارف افضل من الف ركعة غير العارف۔

**الحديث** ان للقرآن ظاهرا وباطنا الحديث ابن حبان في صحيحه من حديث ابن مسعود بنحوه وتمامه وحدا ومطلعا دل على كون بعض الاسرار في القرآن بحيث لا يصل اليه افهام العوام والخواص كالعوام وح فليس لاهل الظاهر النكير على اهل الباطن في مثل تلك العلوم اذا لم ينفعها الدليل القاطع

کون بعض معانی القرآن مخفیا عن اهل الظاهر

اہلِ طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود پہونچتے اور دوسروں کو پہونچاتے ہیں اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

**حدیث**۔ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے اس کو ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں ابنِ مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ نیز قرآن (کے ظاہر و باطن) کی ایک حد (بھی) ہے (کہ وہاں اہلِ ظاہر یا اہلِ باطن کا ادراک ختم ہوجاتا ہے)۔ اور ایک طریق اطلاع (بھی) ہے (کہ اُس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے ادراک کا طریق لغات وعربیت واسباب نزول وغیرہا کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نورِ معرفت و امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطون) **ف** یہ حدیث اسپر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کالعوام کے افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہلِ ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہلِ باطن پر ایسے علوم میں نکیر (واعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

قرآن کے بعض معانی کا اہلِ ظاہر سے مخفی ہونا

من اللغــــة

او الشرع

**الحديث** لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک مسلم من حدیث عائشة انها سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک فی سجودہ اھ دل الحدیث علی امرین احدھما کون الحق سبحانہ وتعالیٰ غیر مدرک بالکنہ لسید العالمین والعالمین فکیف لغیرہ من العالمین والعالمین فان الاحصاء بالشیٔ ھو ادراکہ بالکنہ فانتفاء الاحصاء انتفاء للادراک بالکنہ و الثانی کون علمہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محیط بالواقعیات فان کمالاتہ تعالیٰ من الواقعیات وقد جعل صلی اللہ علیہ وسلم علمہ غیر محیط بہ ھذا

**الحديث** ان للہ سبعین حجابا من نور لو کشفھا لاحرقت سبحات وجھہ

لغوی یا شرعی اُن علوم کی نفی نہ کرتی ہو اور نہ انکار واجب ہے)۔

**حدیث** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ) میں آپ کی ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود ثنا فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا **ف** حدیث دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک بالکنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا احاطہ یہ ہے کہ اُس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالےٰ کے کمالات واقعیات میں سے ہیں اور آپ نے اپنے علم کو اُن کے لئے اُسکو غیر محیط فرمایا ہے۔

**حدیث** حق تعالیٰ کے (سامنے) ستر حجاب ہیں نور کے اگر وہ ان کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے انوار تمام اُن چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو اُن کی بصر ادراک کرتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اُن کے

رویت حق کا مقتضی رہا دنیا میں اور ادراک بالکنہ کا آخرت میں بھی

امتناع رویۃ الحق فی الحال وادراک کنہہ فی المآل ۱۶

ما ادرکہ بصرہ ابو الشیخ ابن حبان
فی کتاب العظمۃ من حدیث
ابی ھریرۃ بین اللہ وبین
الملائکۃ الذین حول العرش
سبعون حجابا من نور واسنادہ
ضعیف وفیہ ایضا من حدیث
انس قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل
ھل تری ربک قال ان
بینی وبینہ سبعین حجابا
من نور وظلمۃ وفی الاکبر
للطبرانی من حدیث سھل
بن سعد دون اللہ تعالی
الف حجاب من نور و
ظلمۃ ولمسلم من حدیث
ابی موسی حجابہ النور
لو کشفہ لاحرقت سبحات
وجھہ ما انتھی الیہ
بصرہ من خلقہ ولابن ماجہ
ادرکہ بصرہ قلت
ولمسلم فی روایۃ النار

ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ
ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں) روایت کیا اسکو
ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہؓ
کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور اُن ملائکہ کے
درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب
نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور
اسی کتاب میں حضرت انسؓ کی روایت سے ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو
انہوں نے کہا کہ میرے اور اُن کے درمیان میں
ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر
میں سہل بن سعد کی روایت سے ہو کہ حق تعالےٰ
کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم
میں ابو موسےٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب
نور ہے اگر وہ اُن کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے
انوار تمام اُن مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک اُنکی
بصر پہونچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اُن کی بصر کی
رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا
کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ
بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تھا)
میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں بجائے النور کے النار ہے

باقی آئندہ

النار وفی کنز العمال (ج ۵
صفحہ ۲۵۹) بروایۃ الطبرانی
فی الکبیر عن ابن عمر و سهل
بن سعد بعد قوله وظلمة
زیادة ما تسمع نفس من
حسن تلك الحجب الا زهقت
اه **ف** فيه اثبات الحجب
بين العبد وبين ربه تعالى
وهذا الاطلاق شائع
على السنة الصوفية و
فيه امتناع رؤية الله
تعالى فی الحال مطلقا و
فی المآل برفع حجاب الكبرياء
الذی حاصله الادراك
بالكنه -

**الحديث** قلب العبد بين
اصبعين من اصابع الرحمن مسلم
من حديث عبد الله بن عمرو
**ف** فی الحديث كون بعض احوال
القلب غير اختياری مطلقا و
بعضها غير اختياری بالاختيار

النور کے النار ہے (یعنی اُن کا حجاب نار ہو اسی
نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرما دیا) اور کنز العمال
میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد
کے وظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان
ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کو سن لے کہ فوراً
نہ نکل جاوے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے
حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور
لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت
سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا
ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور
فی المآل (یعنی آخرت میں) حجاب کبریا کے مرتفع
ہوجانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہو (دلالت
علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو
جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک
فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)۔

**حدیث** بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں
سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اسکو
مسلم نے عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے **ف**
اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر
اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار
سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے اور انگلیوں کے

المستقل

الحدیث الحجر یمین اللہ فی الارض الحاکم وصححہ من حدیث عبداللہ بن عمرو وقلت وزاد فی کتاب الحج من حدیث ابن عباس یصافح بھا خلقہ

ف فی الحدیث کون بعض الاشیاء المعظمۃ مظاھر لبعض التجلیات الالٰھیۃ وبناء علی ذلک المظھریۃ سمی الحجر یمینا تجوزا۔

الحدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن احمد من حدیث ابی ھریرۃ فی حدیث قال فیہ واجد نفس ربکم من قبل الیمن ورجالہ ثقات

ف فیہ مافی ماقبلہ حیث سمی البرکات الخاصۃ لبعض الکمل نفس الرحمٰن بناء علی ذلک التجلی (ونفس ھذا جرکۃ الفاء)

الحدیث حدیث تسبیح الحصی

معنے کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے)۔

حدیث حجر اسود (گویا) حق تعالےٰ کا دست مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصحیح اسکو عبداللہ بن عمرو کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج میں ابن عباسؓ کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرمادینگے

ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات معظمہ بعض تجلیات آلٰہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور اسی مظہریت کی بنار پر حجر اسود کو دست مبارک مجازاً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون میں نہ کرنا چاہیے)۔

حدیث میں حق تعالےٰ کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں احمد نے ابو ہریرہ رضہ کی روایت سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں ف اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کاملین کی برکات خاصہ کو رحمٰن کا دم مبارک فرمایا اسی تجلی خاص (کی مظہریت) کی بنار پر۔

حدیث سنگریزوں کے تسبیح کی حدیث اسکو

مظاہر بعض التجلیات

۱۸

بعض کائنات کا مظاہر تجلیات ہونا

ماقبل سے بڑھکر

البیہقی فی دلائل النبوۃ من حدیث ابی ذر، وقال صالح بن ابی الاحصر لیس بالحافظ والمحفوظ روایۃ رجل من بنی سلیم لم یسم **ف** فیہ اثبات للشعور فی الجمادات وھو من جملۃ المحسوس عند اھل الکشف۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر کی روایت سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاحصر حافظ نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم الاسم کی روایت ہے **ف** اس میں جمادات کے ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کے ہے۔

**الحدیث** الشرک اخفی فی امتی من دبیب النمل علی الصفا ابو یعلی وابن عدی وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی بکر ولاحمد و الطبرانی نحوہ من حدیث ابی موسے **ف** فیہ ما یدل علیہ اھل الارشاد سالکی الطریق من التدقیق فی الاعمال الباطنۃ ویعدہ اھل الظاھر غلوا وتشددا۔

**حدیث** شرک میری امت میں (یعنی بعض میں) صاف چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابو یعلی اور ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعفا میں ابو بکر کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے قریب ابو موسے کی روایت سے نقل کیا ہے **ف** اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد سالکان طریق کو جتلاتے رہتے ہیں یعنی اعمال باطنہ میں تدقیق (وکاوش) اور اہل ظاہر اس کو غلو اور تشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے اہل طریق پر انکار کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر غلو نہیں ہے)

اثبات الشعور للجمادات

تدقیق فی الطریق

## كتاب الصلوة

**الحديث** ان اقرب ما يكون العبد الى الله ان يكون ساجدا م من حديث ابى هريرة فيه كون حقيقة قرب العابد وراء العلم لان قرب العلمى لا يختص بالعابد وهو القرب الخاص المامور بتحصيله۔

کون القرب الخاص وراء القرب العلمی

۲۰

**الحديث** من صلى ركعتين لم يحدث فيهما نفسه بشئ من الدنيا غفر له ما تقدم من ذنبه ابن ابى شيبة فى المصنف من حديث صلة بن اشيم مرسلا وهو فى الصحيحين من حديث عثمان بزيادة فى اوله دون قوله بشئ من الدنيا وزاد طس الا بخير فيه ان حديث النفس الذى يخل بكمال الصلوة هو ما كان عن قصد واختيار كما هو

## کتاب الصلوٰۃ

**حدیث** سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہؓ کی روایت سے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہل عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جسکی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

**حدیث** جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جنمیں اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشدئے جاتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلہ بن اشیم کی حدیث سے مرسلاً اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت عثمان کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ ہے اور اس میں بشئ من الدنیا نہیں ہے۔ اور طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال صلوٰۃ میں مخل ہے وہ وہ ہے جو قصد و اختیار سے ہو۔

ملہ قولہ یحدث فان
التحدیث غیر التحدث ثم
ھو لا یذم مطلقا بل ما کان
من الدنیا واما ما کان من
الخیر ای الدین فانہ غیر
مذموم لکنہ مخصوص بالضروری
وبہ خرج الجواب عما یورد
علی قول عمر رض انی لاجھز
جیشی وانا فی الصلوۃ واما
غیر الضروری فینفیہ قولہ
علیہ السلام فی مثل ھذا
الحدیث مقبلا علیھما بقلبہ
لان الاقبال علی الصلوۃ
لا یجتمع مع الاقبال علی غیر
الصلوۃ وتجویز الضروری ھو
ما ادی علیہ رائی اخذا
من قولہ من الدنیا و
قولہ الا بخیر فی
ھذا الحدیث
ولیراجع
الی المحققین

جیساکہ یحدث کا لفظ اسپر دال ہے کیونکہ تحدیث
اور ہے اور تحدث اور (اور حدیث میں تحدث آیا
ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری) بھی علی الاطلاق
مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے
ہو اور جو خیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ
(مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور
اسی سے اس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت
عمرؓ کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں
کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور نماز کی
حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ
حدیث النفس گو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری ہے)
باقی جو غیر ضروری ہو اس کی نفی اس حدیث سے
ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ان دو
رکعتوں پر اپنے قلب سے متوجہ ہے (اور یہ نفی)
اس لئے (ہوتی ہے) کہ توجہ الی الصلوۃ توجہ الی
غیر الصلوۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور امر ضروری
(دینی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف
میری رائے کی رسائی ہوئی ہے جس کو من الدنیا
اور الا بخیر سے اخذ کیا ہے جو اس حدیث میں ہے
دوسرے محققین سے بھی بحث کر لیا جاوے۔

۲۱

**الحدیث** انما الصلوٰۃ تمسکن
ودعاء وتضرع ت ن بنحوہ
من حدیث الفضل بن عباس
باسناد مضطرب وتمامہ
انما الصلوٰۃ تمسکن وتواضع
وتضرع وتأوہ وتنادم و
تقنع یدیک فتقول اللھم
اللھم فمن لم یفعل فھی
خداج قلت وفی الترغیب
باب الترھیب من عدم
اتمام الرکوع عن سنن الترمذی
والنسائی وصحیح ابن خزیمۃ
فی اٰخر الحدیث وتقنع یدیک
یقول ترفعہما الی ربک مستقبلا
ببطونہما وجھک وتقول یارب
یارب ومن لم یفعل ذلک فھی
کذا وکذا ای ناقص فی الفضیلۃ
لا فی الصحۃ قلت دل علی مطلوبیۃ الخشوع
فی الصلوٰۃ وعلی مشروعیۃ الدعاء
عقیب الصلوٰۃ کما ھو معتاد الصلحاء
والمصلین فی رفع الیدین فیہ

۲۲ الخشوع فی الصلوٰۃ والدعاء عقیبھا

**حدیث** نماز تو ان چیزوں کا نام ہے اظہار سکنت
اور دعا اور تضرع روایت کیا اس کو ترمذی نے
اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن
عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور
پوری حدیث (احیاء میں) اس طرح ہے کہ نماز صرف
ان چیزوں کا نام ہے اظہار سکنت اور تواضع
اور تضرع اور رقت قلب اور اظہار ندامت اور
یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللھم اللھم کہو (یعنی دعا کرو)
جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے میں
کہتا ہوں کہ تقنع یدیک الخ کو ترغیب میں بھی
ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزیمہ سے نقل کیا
ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے
لئے اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف
ہے اور یارب یارب کہو اور جو ایسا نہ کرے اسکی
نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان
فرمایا گیا ہے۔ یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ
صحت میں **ف** دو چیزوں پر اس سے دلالت
ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے
نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحاء اور
نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

الحدیث اذا صلیت فصل صلوٰۃ مودع ابن ماجہ من حدیث ابی ایوب والحاکم من حدیث سعد بن ابی وقاص وقال صحیح الاسناد والبیہقی فی الزہد من حدیث ابن عمرؓ ومن حدیث انسؓ بنحوہ **ف** فیہ تعلیم طریق تکمیل الصلوٰۃ بمراقبۃ احتمال کون ہذہ الصلوٰۃ اٰخر الصلوٰۃ وہو عجیب یشاہدہ من جرب ۔

حدیث جب تم نماز پڑھو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو (اور اس وجہ سے اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابو ایوب کی حدیث سے اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے زہد میں ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا اور انسؓ کی حدیث سے اس کے قریب قریب **ف** اس حدیث میں تعلیم ہے طریقہ تکمیل نماز کی اس مراقبہ سے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کریگا مشاہدہ کریگا

طریق تکمیل الصلوٰۃ

۲۳

الحدیث حدیث عائشہؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا ونحدثہ فاذا حضرتہ الصلوٰۃ کانہ لم یعرفنا ولم نعرفہ الازدی فی الضعفاء من حدیث سوید بن غفلۃ مرسلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمع الاذان کانہ لایعرف احدا من الناس **ف** ہذا ہو الولہ والعشق الذی ینکرہ اکثر اہل الظاہر

حدیث حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کی یہ حالت ہو جاتی گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے ہوں اور نہ ہم آپ کو ازدی نے ضعفاء میں سوید بن غفلہ کی حدیث سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے تھے تو یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے **ف** یہ وہی ازخود رفتگی اور عشق ہے جسکے اکثر اہل ظاہر منکر ہیں (اور صوفیہ اسکے قائل ہیں)

الولہ والعشق

**الحديث** لا ينظر الله الى
صلوة لا يحضر الرجل فيها قلبه
مع بدنه لم اجده بهذا اللفظ
وروى محمد بن نصر في كتاب
الصلوة من رواية عثمان بن
ابي دهرش مرسلا لا يقبل الله
من عبد عملا حتى يشهد قلبه
مع بدنه ورواه ابو منصور
الديلمي في مسند الفردوس
من حديث ابي بن كعب و
اسناده ضعيف۔ ۴۴

**ف** فيه دلالة صريحة
على كون احضار القلب
الاختياري لا الحضور الغير
الاختياري شرطا لقبول
الطاعة۔

**الحديث** راى رجلا
يعبث بلحيته في الصلوة
وقال لو خشع قلبه هذا لخشعت
جوارحه ت الحكيم في النوادر
من حديث ابي هريرة

**حدیث** اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر بھی
نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے
بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے۔ میں نے اس حدیث
کو ان لفظوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے
کتاب الصلوۃ میں عثمان بن ابی دہرش کی
روایت سے مرسلاً یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔
یہاں تک کہ اس کا قلب اس کے بدن کے ساتھ
حاضر ہو اور اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس
میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا،
اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

**ف** اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب
کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے
قبول طاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ
امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا
تفریط ہے اور حضور کا شرط کہنا افراط ہے)۔

**حدیث** آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز
میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے
جوارح بھی خشوع والے ہوتے۔ اس کو حکیم ترمذی
نے نوادر میں ابوہریرہؓ سے سند ضعیف سے

اشتراط احضار القلب شرطا للقبول
احضار قلب کا شرط قبول ہونا

(باقی آئندہ)

بسند ضعيف والمعروف
انه من قول سعيد بن
المسيب رواه ابن ابي شيبة
في المصنف وفيه رجل لم
يسم **ف** فيه كذب
دعوى الباطن اذا خالفه
الظاهر۔

**الحديث** حديث النهي
عن صلوة الحاقن الى قوله
و من حديث عائشة رضـ لا
صلوة بحضرة طعام ولا هو
يدافعه الاخبثان **ف**
فيه اصل ما عليه اهل
الطريق من قطع
الاسباب
المشوشة

**الحديث** حديث ان ابا
طلحة صلى في حائط له فيه شجر
فاعجبه ريش طائر في الشجر الحديث
في سهوه في الصلوة وتصدقه
بالحائط مالك

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن المسیب
کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص
ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا **ف** اس میں
اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعوی کرنا کذب ہے
جبکہ ظاہری حالت اس کے خلاف ہو بلکہ
باطن جب درست ہوگا ظاہر ضرور ہی درست ہوگا

**حدیث** جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے
ایسے شخص کے جس پر پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو
اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہ رضـ سے
روایت کیا ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز
نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پاخانہ
اس سے کشاکشی کرتے ہوں **ف** اس
حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول
کی کہ وہ اسباب مشوشہ قلب کو قطع کرتے
رہتے ہیں۔

**حدیث** یہ روایت کہ ابوطلحہ نے اپنے ایک
باغ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس
درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنما معلوم ہوا
پوری حدیث ان کے سہو فی الصلوۃ اس باغ کو
تصدق کردینے کے باب میں ہے امام مالک نے

۲۵

عن عبد الله بن
ابی بکر ان ابا طلحة
الانصاری فذکر
بنحوه **ف** فیه
اصل الغیرة یعنی
ازالة ما یمنعه عن
المحبوب و
المطلوب

**الحدیث** ارحنا یا بلال
قط فی العلل من حدیث بلال
ولابی داؤد نحوه من حدیث
رجل من الصحابة لم یسم
باسناد صحیح **ف** للحدیث
محملان الاراحة بالاشتغال
بالصلوة ومقدماتها والا
راحة بالفراغ عنها والاولی
راحة اللقاء والثانیة راحة
الرضاء واما الراحة بحط الاثقال
فحظ المحجوبین وعلامتها
عدم ارتیاحهم
بالاشتغال

۲۶

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ
انصاری نے الخ پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا
اوپر گذرا) **ف** اس حدیث میں حال غیرت
کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو اپنے سے جدا کر
دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو (جیسا
ان صحابی کو باغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز
میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے
خارج کر دیا) ۔

**حدیث** اے بلال ہم کو راحت دے۔
دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت
کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب باسناد صحیح
ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا
جن کا نام نہیں لیا گیا **ف** اس حدیث کے
دو محل ہیں ایک راحت دینا نماز میں اور اسکے
مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا
راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ
پہلی راحت راحت لقا کی ہے اور دوسری راحت
راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں)
باقی یہ راحت کہ بوجھ اتر گیا یہ حظ ہے محجوبین
کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ
لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

کفرحهم بالافطار دون الصوم بخلاف حال الواصلين فان لهم بالصوم فرحة وبالافطار فرحة

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت لقا) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے (فرحت رضا)۔

**الحديث** قال ابو هريرة كيف الحياء من الله قال تستحيى منه كما تستحيى من الرجل الصالح من قومك الخرائطي فى مكارم الاخلاق هق فى الشعب من حديث سعيد بن زيد مرسلا بنحوه وارسله هق بزيادة ابن عمر فى السند وفى العلل قط عن ابن عمر له وقال انه اشبه شئ بالصواب لوروده من حديث سعيد بن زيد احد العشرة **ف** فيه تسهيل للاستحياء المانع عن المعصية باستحضار لو ان فلان الصالح من قومى ما اقدمت عليها

**حدیث** ابوہریرہ رض نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ سے حیا کرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے ایسی حیا کرو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح سے کرتے ہو۔ خرائطی نے مکارم اخلاق میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث سعید بن زید سے مرسلاً روایت کیا اسی کے قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمر کی زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دار قطنی نے ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اسکے کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں **ف** اس میں آسان طریقے کی تعلیم ہے حیا کی جو کہ مانع ہے معصیت سے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر رکھا جاوے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ یہ ہی قوم کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

۲۷

اکبر ...

قط فاللہ احق ان یستحیی منہ۔

**الحدیث** حدیث الوتر سبع عشرۃ ابن المبارک من حدیث طاؤس مرسلا کان یصلی سبع عشرۃ رکعۃ من اللیل **ف** فیہ عدم تحدید صلوۃ اللیل بعشرۃ او اثنتی عشرۃ فلا ینکر علی ما کان بعض المشائخ یصلون مائۃ رکعۃ او اکثر باللیل۔

عدم تحدید صلوۃ اللیل

۲۸

**الحدیث** حدیث لولا صبیان رضع ومشائخ رکع الحدیث ھق وضعفہ من حدیث ابی ہریرۃ وتمامہا وبہائم رتع لصب علیکم العذاب صبا **ف** فیہ قطع لعرق العجب بمراقبۃ الاستفادۃ

تو حق تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جاوے۔

**حدیث** وتر (یعنی صلوۃ اللیل جس میں تہجد اور وتر دونوں آگئے) سترہ رکعت ہیں ابن مبارک نے طاوس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے تھے (تہجد و وتر کی) **ف** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ صلوۃ اللیل دس یا بارہ رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت پر انکار نہ کیا جاوے گا کہ بعض مشائخ شب میں سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔

**حدیث**۔ اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب بارش کی طرح برستا **ف** اس میں خود بینی کی جڑ قطع کردی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جاوے

(باقی آیندہ)

ممن یستحقرون

**الحدیث** احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل اخرجاہ من حدیث عائشۃ رض **ف** وھذا مما لا یختلف فیہ اثنان من اھل الطریق ۔

**الحدیث** حدیث عائشۃ من عبد اللہ عبادۃ ثم ترکہا ملالۃ مقتہ اللہ ورواہ ابن السنی فی ریاضۃ المتعبدین موقوفا علی عائشۃ رض **ف** المقت لہ درجات ادناہ الحرمان من المحبۃ الخاصۃ وان ارید بہ المتبادر یحمل علی الافضاء الیہ فی الاکثر وصرح بہ اھل البصیرۃ و التجربۃ من اھل الطریق ان الاعراض لہ بدایۃ وھو الترک ونہایۃ وھو مقت العبد للہ تعالی الموجب لمقت اللہ تعالی لہ نعوذ باللہ من الحور

جو حقیر سمجھے جاتے ہیں ۔

**حدیث** سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالے کو وہ عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رض کی حدیث سے روایت کیا ہے **ف** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل طریق میں سے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں

المداومۃ علی العمل
مداومت عمل

**حدیث** حضرت عائشہ رض کی حدیث کہ جو شخص کوئی عبادت شروع کرے پھر اسکو اکتا کر چھوڑ دے اللہ تعالی اس کو مبغوض رکھتا ہے اور ابن السنی نے اس کو ریاض المتعبدین میں حضرت عائشہ رض پر موقوفا روایت کیا ہے **ف** مبغوضیت کے درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو جانا ہے اور اگر معنے متبادر ہی مراد لے جاویں (یعنی نفرت و عداوت) تو اسپر محمول کیا جاویگا کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر مفضی ہو جاتا ہے اور اہل طریق میں اہل بصیرت و اہل تجربہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک ابتدا ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہا ہے اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالی کے ساتھ جو موجب ہو جاتا ہے اللہ تعالی کے بغض کو بندہ کے ساتھ خدا تعالے اپنی پناہ میں رکھے تنزل سے

ذم ترک الاوراد
بابت ترک معمولات

بعد الکور فلا یرد لزوم وجوب المستحب والملالۃ احتراز عن العذر

بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض واقع نہیں ہوتا کہ اس سے مستحب کا واجب ہونا لازم آتا ہے اور ملالت کی جو قید لگائی یہ احتراز ہے عذر سے (کیونکہ عذر سے ترک کرنا اسکے لئے بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں)۔

## کتاب الزکوٰۃ

## کتاب الزکوٰۃ

**الحدیث** طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ الطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان من حدیث ابن مسعود بسند ضعیف **ف** فیہ ان الاشتغال بالمعاد لا یمنع الاشتغال بالمعاش الضروری کما یزعمہ الغلاۃ

**حدیث** حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے بعد (دینی) فرائض کے اس کو طبرانی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے **ف** اس میں دلالت ہے اس پر کہ معاد میں مشغول ہونا مانع نہیں ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ معاد میں اعانت وتقویت کا سبب ہوتا ہے)۔

۴ عدم التنافی بین المعاد وبین المعاش الضروری — معاد اور ضروری معاش میں تنافی نہ ہونا

**الحدیث** من لم یشکر الناس من لم یشکر اللہ ت وحسنہ من حدیث ابی سعید لہ ولابی داؤد وابن حبان نحوہ من حدیث ابی ہریرۃ وقال حسن صحیح **ف** فیہ ان

**حدیث** جو شخص آدمیوں کا شکر گذار نہ ہو وہ اللہ تعالےٰ کا بھی شکر گذار نہیں اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا اور تحسین کی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اسکے قریب قریب ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو حسن صحیح کہا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت

اداء حقوق الحق تعالیٰ لا
یوھن حقوق الخلق بل
یؤکدھا لاسیما عباد یعینون
علی الوصول الی الحق کالمشائخ
وعلی تاکد حقوقھم من
اطاعتھم وتبجیلھم دلائل
مستقلۃ غیر ھذا۔

**الحدیث** من اسدی
الیکم معروفا فکافئوہ
الحدیث دن من حدیث
ابن عمر باسناد صحیح
بلفظ من صنع وتمامہ
فان لم تستطیعوا
فادعوا لہ حتی تعلموا
انکم قد کافأتموہ
**ف** فیہ ما فی ما
قبلہ۔

**الحدیث** حدیث ادخر
لعیالہ قوت سنۃ اخرجاہ
من حدیث عمر کان یعزل
نفقۃ اھل سنۃ **ف** فیہ

کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائق کو
ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکد کرتا ہے خصوص
ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول الی الحق
میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (رہادین) اور
ان حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت وتعظیم
کے مؤکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور مستقل
دلائل بھی ہیں۔

**حدیث** جو شخص تمہارے ساتھ کچھ احسان کرے
تم اس کی مکافات کرو اس کو ابوداؤد اور نسائی نے
ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع
سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور حاصل
دونوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اگر تم کو (مکافات کرنے کی) استطاعت نہ ہو
تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے
لگے کہ تم نے اس کی مکافات کردی **ف** اس میں
بھی وہی مضمون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں
تھا (یعنی شکر محسن)۔

**حدیث** آپ نے اپنے عیال کے لئے ایک سال
کا غلہ جمع فرمایا اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عمر
کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سال
بھر کا خرچ جدا رکھ لیتے تھے **ف** اس سے

۳۱

ان الادخار لمصلحة لا ینافی
التوکل ولا کماله لعدم الکلام
فی کمال توکله صلی الله علیه
وسلم ثم هی عامة لمصلحة
العیال او لمصلحة النفس من
تحصیل الاطمینان وازالة
التشویش لان الطبائع مختلفة
فطرة لا یتیسر لبعضها الاجتماع
بدون اسبابه فکان ادخاره
صلی الله علیه وسلم ترحما علی هؤلاء
مع عدم افتقاره صلی الله علیه وسلم
فی الاجتماع الی الاسباب هذا۔

۳۲

**الحدیث** اذا جاءکم کریم
قوم فاکرموه ۃ من حدیث
ابن عمر و رواه د فی المراسیل
من حدیث الشعبی مرسلا
بسند صحیح وقال روی متصلا
وهو ضعیف و ک نحوه من حدیث
معبد بن خالد الانصاری
عن ابیه وصحح اسناده
**ف** فیه

ثابت ہوا کہ کسی مصلحت سے (بقدر ضرورت)
ذخیرہ رکھ لینا نہ توکل کے منافی ہے اور نہ کمال
توکل کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل
ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں پھر وہ مصلحت
عام ہے خواہ عیال کی مصلحت ہو خواہ نفس کی
مصلحت ہو یعنی تحصیل اطمینان وازالہ تشویش
کیونکہ طبائع فطرۃً مختلف ہوتی ہیں بعضوں کو
یکسوئی بدون اسباب یکسوئی کے میسر نہیں
ہوتی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ فرمالینا
ایسے لوگوں پر رحمت اور شفقت تھی باوجودیکہ
آپ کو یکسوئی میں اسباب کی حاجت نہ تھی
خوب سمجھ لو۔

**حدیث** جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف
آوے تم اس کا اکرام کرو روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابوداؤد نے مراسیل
میں شعبی کی حدیث سے بسند صحیح روایت کیا
اور کہا کہ یہ متصلاً بھی روایت کیا گیا ہے مگر
ضعیف ہے اور حاکم نے اس کے قریب قریب
معبد بن خالد انصاری کی حدیث سے نقل کیا
جس کو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا اور
اس کے اسناد کی تصحیح کی **ف** اس میں اس

(باقی آئندہ)

متمسک لما علیہ اھل
الطریق من حسن المعاشرۃ
مع کل احد بما یناسب
مرتبتہ۔

## کتاب الصوم

الحدیث النظر سھم مسموم من
سھام ابلیس الحدیث لہ (ك) وصحح اسنادہ
من حدیث حذیفۃ ف فیہ عدم
استصغار الصغار من الذنوب فانہ
قد یفوق مفسدتہ علی الکبائر لاسیما
النظر الذی ینشأ عن الشھوۃ او ینشأ عنہ
الشھوۃ حالاً او مآلاً وھو کما قال
بعض اھل التجربۃ بالفارسیۃ

؎

درونِ سینہ من زخم بے نشاں زدہ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

## کتاب التجر

الحدیث حدیث من رزق فی شیئ
فلیلزمہ ومن جعلت معیشتہ فی
شیئ فلا ینتقل عنہ حتی یتغیر علیہ

عادت کی دلیل ہے جو اہلِ طریق کا معمول ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ (بلا تخصیص نیک و بد کے) ایسی
حسنِ معاشرۃ کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ
کے مناسب ہے۔

حدیث نظر (بد) ایک زہر آلود تیر ہے ابلیس
کے تیروں میں سے اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی
ف اس میں دلالت ہے کہ صغیرہ گناہوں کو
سرسری نہ سمجھے کبھی اس کا مفسدہ کبائر سے
بھی بڑھ جاتا ہے (گو وہ ذات خاص ہی کی طرف
راجع ہو اور کبیرہ جو مفسدہ میں قوی ہوتا ہے وہ
مفسدہ عامہ ہے) بالخصوص نظر جو شہوت سے
ناشی ہو یا اس سے شہوت ناشی ہو فی الحال یا
فی المآل (بسبیل احتمال) اور اس کی وہی حالت
ہے جس کو بعض اہلِ تجربہ نے فارسی (شعر) میں
ظاہر کیا ہے ؎ درونِ سینہ من زخم بے نشاں
زدہ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ +

حدیث جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اسکو
چاہیے کہ اس میں لگا رہے اور جس کی معاش کسی
چیز میں ہوگئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک
کہ اس میں خود تغیر ہوجاوے روایت کیا اس کو

عدم استصغار الصغائر

ه من حديث انس بالجملة الاولى بسند حسن ومن حديث عائشة بسند فيه جهالة بلفظ اذا سبب الله لاحد كم رزقا من وجه فلا يدعه حتى يتغير له او يتنكر له

ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ اولے کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب اللہ تعالےٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ سے مسبب فرما دے اس کو چھوڑنا نہ چاہیے جب تک کہ اس میں تغیر یا ناموافقت نہ ہو جاوے۔

ف قاسوا عليه كل معاملة من الله مع العبد تعرف بالبصيرة والفراسة وخصوصيات الواقعات وهو كالبديهيات بل المحسوسات عند القوم يراعونه في احوالهم

ف (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بصیرت و فراست و خصوصیات واقعات سے ہو جاتی ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر و تبدل از خود نہیں کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل بدیہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جسکی وہ اپنے احوال میں رعایت رکھتے ہیں

الحديث من زارني بعد وفاتي فكانما زارني في حياتي الطبراني والدارقطني من حديث ابن عمر۔

حدیث جو شخص میری زیارت میری وفات کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری حیات میں کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابن عمر کی حدیث سے۔

الحديث من جاءني زائرا لا تهمة الا زيارتي كان حقا على الله ان اكون له شفيعا

حدیث جو شخص میری زیارت کرنے کے لیے آوے اور اس کا مقصود بجز میری زیارت کے اور کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ میں اس کا شفیع بنوں

الطبرانی من حدیث ابن عمر وصححہ ابن السکن **ف** مدلولھما ظاھر وھو من المستحبات اکدھا لاسیما عند العشاق وحدیث لاتشد فیما لم ینقل افضلیۃ لان اعتقادھا بالرای المحض ابتداع۔

روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابن السکن نے اس کو تصحیح کی **ف** ان دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیارت (قبر نبوی) مستحبات میں اوروں سے موکد ہے خصوص عشاق کے نزدیک اور لاتشد الرحال والی حدیث ان اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے افضل ہونا منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی افضلیت کا محض رائے سے اعتقاد کر لینا بدعت ہے۔

**الحدیث** من تشبہ بقوم فھو منھم ابوداؤد من حدیث ابن عمر بسند صحیح **ف** ھو عام للمحمود والمذموم وھو اصل لاختیار زی الصالحین بنیۃ البرکۃ لابنیۃ التشبع بمالم یعط والشھرۃ۔

**حدیث** جو شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند صحیح **ف** یہ عام ہے تشبہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ اصل ہے صلحاء کی وضع اختیار کرنے کی بہ نیت برکت کے نہ بہ نیت دعوی کمال غیر حاصل و شہرت کے

**الحدیث** ان اللہ وکل بقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ملکا یبلغہ سلام من سلم علیہ من امتہ ن حب؎ من حدیث ابن مسعود بلفظ ان للہ ملائکۃ سیاحین

**حدیث** اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ آپ کو اس شخص کا سلام پہونچاتا ہے جو آپ پر آپ کی امت میں سے سلام بھیجے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔

فی الارض یبلغونی عن امتی السلام ف ولما کان الحکم غیر مدرک بالقیاس لا یتعدی الی غیر المنصوص فلا یوذن فی خطاب الاولیاء والمقبولین احیاء کانوا او مقبورین لعدم ورود مثل ہذا النص فیہم والامکان المحض غیر کاف فی امثالہ

میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہونچاتے ہیں ف اور چونکہ یہ امر غیر مدرک بالقیاس ہے اسلئے غیر منصوص کی طرف متعدی نہ ہوگا پس دوسرے اولیاء ومقبولین کی خطاب کا اذن نہ دیا جاویگا خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ ایسی نص ان کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض امکان کافی نہیں۔

# کتاب آداب القرآن

الحدیث یقول اللہ من شغلہ قراءۃ القرآن عن دعائی ومسئلتی اعطیتہ ثواب الشاکرین ت من حدیث ابی سعید من شغلہ القرآن عن ذکری او مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وقال حسن غریب ورواہ ابن شاہین بلفظ المصنف ف فیہ اصل لما علیہ المشائخ من قصرہم بعض المریدین علی بعض الطاعات ونہیہم

حدیث اللہ تعالے فرماتے ہیں جس شخص کو تلاوت قرآن مجھ سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب دونگا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا دعا سے مشغول کردے میں جسقدر اور سائلوں کو دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دونگا۔ اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاہین نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا ف اس میں اصل ہے مشائخ کے اس معمول کی کہ وہ بعض مریدوں کو بعض طاعات پر محدود کردیتے ہیں اور بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور مفصل تقریر

۳۷

ترجیح بعض الطاعات فی حالۃ الذکر

(باقی آئندہ)

عن بعض التطوعات والبسط فی رسالتہ حقیقۃ الطریقۃ تحت الحدیث الثالث والعشرین

اُس کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست وسوم کے تحت میں ہے۔

الحدیث اهل القران اهل الله وخاصۃ ن فی الکبری و ہ ک من حدیث انس باسناد حسن ف فیه اصل للالقاب المتعارفۃ بین العوم من اهل الله وخواص الله ونحوهما

حدیث اہل قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں روایت کیا اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے باسناد حسن ف اس میں اصل ہے ان القاب کی جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان خدا اور اسی قسم کے۔

اصل لبعض القاب الصوفیۃ

الحدیث ان هذه القلوب تصدأ كما یصدأ الحدید قیل وما جلاءها قال تلاوۃ القران وذکر الموت البیهقی فی الشعب من حدیث ابن عمر بسند ضعیف ف فیه اصل لامثال هذه الاطلاقات الشائعۃ بین العوم من الظلمۃ و الجلاء للقلب۔

حدیث یہ قلوب کبھی زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں جیسا لوہا زنگ آلودہ ہوجاتا ہے عرض کیا گیا کہ اس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوتِ قرآن اور موت کا یاد کرنا روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں ابن عمر کی حدیث سے بسندِ ضعیف ف اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع ہیں جیسے ظلمت اور جلاء قلوب کے لئے۔

اثبات الظلمۃ والنور للقلب

الحدیث اتلوا القران وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا ہ من حدیث سعد بن ابی وقاص باسناد جید ف فیه اثبات التواجد یعنی التشبه باهل الوجد اذا کان الغرض جلب الحال

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور روؤ اور اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے باسناد جید ف اس میں اثبات ہے تواجد یعنی اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود کا پیدا کرنا ہو نمایش مقصود نہ ہو کہ اس کو تشبع

التواجد الذی غرضہ محمود

المحمود لا الریاء۔

الحدیث خیر الرزق ما یکفی وخیر الذکر الخفی احمد وابن حبان من حدیث سعد بن ابی وقاص ف هذه الخیریة باعتبار الاصل ولا یستلزم نفی خیریة الجهر لعارض۔

الحدیث حدیث انه قال لابن مسعود اقرأ فقال یا رسول الله اقرأ وعلیک انزل فقال انی احب ان اسمعه من غیری الحدیث متفق علیه من حدیث ابن مسعود ف فیه اهمیة جمع الخواطر فی بعض الاحوال بحیث یقنع علی الطاعة المفضولة باعتبار الاجر لانه لا کلام فی زیادة اجر التلاوة

الحدیث حدیث ابی ذر قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فینا لیلة بآیة یرددها وهی

بما لم یبسط فرمایا گیا ہی)۔

حدیث بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہوجاوے اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے ف یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت وافضلیت نہ ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں اور اس پر دلائل رکھتے ہیں)۔

حدیث آپ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا کچھ قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر آپ پر نازل ہوا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں روایت کیا اسکو شیخین نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے ف اس میں دلالت ہے کہ اجتماع خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے کہ اس کی رعایت سے اس طاعت پر قناعت کر لی جاتی ہے جو اجر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سننے سے زیادہ ہے۔

حدیث ابوذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے

الثلاثون افضلیة الذکر الخفی والجهر ۳۷

التاسع والثلاثون اهتمام جمع الخواطر ۳۸ تقدیم جمع الخواطر علی الاهتمام بکثرة الثواب

ان تعذبهم فانهم عبادك ن ه
بسند صحيح ف فيه اصل لمشروعية
العبادات الشاقة المنقولة عن كثير من اهل
الشوق او الخشية اذا خلت عن المحذورات

**الحديث** حديث على ما اسر
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
شيئا كتمه عن الناس الا ان يؤتى
الله عبدا فهما فى كتابه ن من
رواية ابى جحيفة قال سألنا
عليا فقلنا هل عندكم من
رسول الله صلى الله عليه وسلم
شئ سوى القرآن فقال لا و
الذى خلق الحبة وبرأ النسمة
الا ان يعطى الله عبدا فهما
فى كتابه الحديث وهو عند
البخارى بلفظ هل عندكم
من رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما ليس فى القرآن وفى
رواية وقال مرة ما ليس
عند الناس ف فيه
البطال لزعم الجهلة

ان تعذبهم الخ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ
نے بسند صحیح ف اس میں اصل ہے کہ عبادات
شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیۃ
سے منقول ہیں (جس پر خشک مزاجوں کا اعتراض ہے)

**حدیث** حضرت علی رض کی حدیث کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی
نہیں فرمائی جسکو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو
بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے
متعلق فہم عطا فرمادے اس کو نسائی نے ابو جحیفہ کی
حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رض
سے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شئے بھی ہے
انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے
دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اسکے کہ
خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا
فرمادے ۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان الفاظ
سے ہے کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایکبار یہ کہا کہ ایسی
چیز جو لوگوں کے پاس نہیں ف اس میں ابطال
ہے جہلاء کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم

کون العبادات الشاقة غير منكر

۳۹

ابطال العلم المخالف للشريعة واثبات العلم الوهبي

| | |
|---|---|
| من اثباتهم علماً باطنياً منقولاً غير الظاهري المنقول وفيه اثبات للعلم الوهبي الذي حقيقته الفهم الصحيح المستفاد من النور القلبي و التقوى الكامل۔ | باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقوے سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم کی نفی ہے)۔ |
| **الحديث** اقرأوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم ولانت له جلودكم فاذا اختلفتم فلستم تقرأونه و في بعضها فاذا اختلفتم فقوموا عنه متفق عليه من حديث جندب بن عبد الله البجلي في اللفظ الثاني دون قوله ولانت له جلودكم **ف** فيه رعاية النشاط في العبادة وتاخرها وقت الملالة لكنه مخصوص بالراسخ في العادة واما قبل الرسوخ فلا بد من حبس النفس عليه حتى يرسخ في العادة | **حدیث** قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارا دل لگے اور تمہارے بدن میں اثر ہو اور جب الجھنے لگو تو اس وقت گویا تم پڑھتے ہی نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجھنے لگو تو کھڑے ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جندب بن عبد اللہ بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فقوموا) میں مگر اس میں ولانت لہ جلودکم نہیں ہے **ف** اسمیں رعایت ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اکتا جاوے تو اسکو دوسرے وقت پر رکھے لیکن یہ حکم اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں راسخ ہو (ایسے شخص کا جب جی گھبراوے تو مؤخر کر دے) باقی قبل رسوخ سو اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ عادت میں راسخ ہو جاوے (کیونکہ ابتداء میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اسوقت بھی ایسا کرنے لگے تو پھر عادت کی نوبت ہی نہ آوے) |

۴۴ رعایۃ النشاط فی العبادات

(باقی آئندہ)

# کتاب الاذکار والدعوات

**الحدیث** یقول اللہ تعالیٰ انا مع عبدی ما ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ رواہ ابن ماجہ وابن حبان من حدیث ابی ہریرۃ والحاکم من حدیث ابی الدرداء وقال صحیح الاسناد **ف** فیہ فضل الذکر وفیہ فضلیۃ الجمع بین ذکر القلب وذکر اللسان من الذکر بأحدہما واما التفاضل فیما بینہما فبحث مستقل وظاہر الروایات کون الذکر القلبی المحض افضل من اللسانی المحض

**حدیث** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام پر اُس کے ہونٹ ہلتے رہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے ابو الدرداء کی حدیث سے۔ اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے **ف** اس حدیث میں فضیلت ہے ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی و ذکر لسانی کو جمع کرنا (جیسا کہ مجموعہ ذکرنی اور تحرکت بی سے دال ہے) بمقابلہ خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی کے افضل ہے رہی یہ بات کہ ان دونوں (یعنی خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی) میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے خالی ذکر قلبی خالی ذکر لسانی سے افضل ہے۔

**الحدیث** قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرنی عبدی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی الحدیث متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ وتمامہ واذا ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر من ملئہ واذا تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا واذا

**حدیث** حق تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اپنے جی میں میں اُس کا ذکر کرتا ہوں اپنے جی میں الحدیث روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اُس کی جماعت سے بہتر

تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا واذا مشى الى هرولت اليه **ف** مقابلة الذكر فى النفس بالذكر فى الملأ يدل على ان المراد به الذى لا يطلع عليه الملأ سواكان بالقلب او باللسان فتخصيصه بالاول مما لا دليل عليه وفيه ايضا عذر الصوفية فى تمثيلاتهم للذات والصفات الالهية كما فى الحديث من تمثيل القرب المعنوى بالحسى

ہوتی ہے (یعنی ملائکہ وارواح طیبہ) اور جب وہ مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک بلع (یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قدر) نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلکر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑکر آتا ہوں **ف** ذکر فی النفس کو ذکر فی الجماعۃ کے مقابلے میں لانا اس پر دال ہے کہ مراد ذکر فی النفس سے وہ ذکر ہے جس پر جماعت مطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو پس ذکر فی النفس کی تفسیر صرف ذکر بالقلب کے ساتھ کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کر کے اس سے ذکر قلبی کی افضلیت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلا دلیل ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا عذر ہے اس باب میں کہ وہ ذات وصفات کی تمثیلات لایا کرتے ہیں جیسا اس حدیث میں تقربت واتیت کے جملوں میں (قرب معنوی (الٰہی) کو قرب حسی کے ساتھ تمثیل دی ہے (باعا وذراعا وہرولۃ کے قیود میں)۔

تفسیر الذکر فی النفس و عذر الصوفیۃ فی تمثیلاتہم — تفسیر ذکر فی النفس و عذر صوفیہ در تمثیل ذات و صفات

۴۳

**الحديث** القبر اما حفرة من حفر النار او روضة من رياض الجنة

**حدیث** قبر یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے

ت من حديث ابي سعيد
بتقديم وتاخير وقال غريب
قلت فيه عبيد الله بن
الوليد الوصافي ضعيف
**الحديث** ارواح المومنين
في حو اصل طيور خضر
معلقة تحت العرش من
حديث كعب بن مالك ان ارواح
المومنين في طير خضر تعلق بشجر
الجنة وروى ن بلفظ انما نسمة
المومنين طائر ورواه ت
بلفظ ارواح الشهداء وقال
حسن صحيح **ف** مجموع الحديثين
دليل على ان القبر المذكور
في النصوص هو عالم البرزخ
لا هذه الحضرة الخاصة
فان المومن في القبر ثم هو
معلق بالعرش وهو غير الحضرة

**الحديث** حديث ابي هريرة اقرب
ما يكون العبد من ربه وهو ساجد
فاكثروا من الدعاء رواه م **ف**

روایت کیا اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے
کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب
کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبید اللہ
بن الولید وصافی ہیں جو ضعیف ہیں **حدیث**
مؤمنین کی ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں عرش
کے نیچے معلق رہتی ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
کعب بن مالک کی حدیث سے کہ مومنین کی ارواح
سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی
ہیں اور نسائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے
کہ مومن کا نسمہ (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور
روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء
کی ارواح الخ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے **ف**
مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر جو نصوص
میں وارد ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ یہ خاص
گڑھا۔ چنانچہ مومن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں)
وہ عرش سے بھی معلق ہے۔ حالانکہ عرش عین حفرہ
نہیں (اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات
متعلقہ قبر رفع ہوجاویں گے)۔

**حدیث** ابوہریرہ کی حدیث کہ بندہ سب سے
زیادہ جو اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اس حالت
میں جب وہ سجدہ میں ہو سو (اس میں) اکثرت سے

۴۲۳

فیہ کون الدعاء اعم من الذکر فان المطلوب فی السجود بالکثرۃ ھو التسبیح الذی ھو الذکر لا الدعاء کما ھو ظاھر الحدیث فعلم ان التسبیح سماہ دعاء فثبت ان اھل التفویض ھم اھل الدعاء ایضا

دعا کیا کرو روایت کیا اس کو مسلم نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ سجدہ میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر ہے اور دعا کثرت سے (سجدہ میں) مطلوب نہیں جیسا کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور یہ قواعد شرع سے ظاہر ہے) پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا فرما دیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تفویض (جو کہ دعا نہیں کرتے وہ) بھی اہل دعا ہیں (کیونکہ اہل ذکر تو یقیناً ہیں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن برکات الدعاء کا شبہ غلط ہے)۔

**الحدیث** احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل متفق علیہ من حدیث عائشۃ **ف** فیہ النکیر اللطیف علی ترک الدوام

**حدیث** سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام اگرچہ قلیل ہی ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے **ف** اس حدیث میں ایک لطیف نکیر ہے ترک دوام پر۔ (اس طرح سے کہ اوسکی تحصیل کے لئے قلت عمل کو گوارا فرمالیا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے کہ اوسکا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہو سکا)

**الحدیث** حدیث ابی ھریرۃ من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شھرا وھو الیوم الذی ھبط فیہ

**حدیث** ابوہریرہ کی حدیث جو شخص رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اوسکے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔

(باقی آیندہ)

حاشیہ: ۴۳ — التنکیر علی ترک الدوام

جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابو موسی المدینی فی کتاب فضائل اللیالی والایام من روایۃ شہر بن حوشب عنہ **ف** ان اخذ نصف ھذہ الشہور ثلثین و النصف تسعا وعشرین کان عدد اضعاف الصوم الفا و سبعمائۃ وسبعین ولا عجب ان یکون ھذا اصلا لما اشتہر بین عوام العباد و العباد انہ یعدل الفا ویلقبونہ بھزاری روزہ ولعلہم حذفوا الکسر تسھیلا واما نفی الاصل فی بعض رسائلی فقبل العثور علی ھذا الاثر ان ثبت سندا والا علم بہ

اور وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے (کوئی خاص ہبوط مراد ہے مثلاً معراج کے لیے) روایت کیا اسکو ابو موسی مدینی نے کتاب فضائل اللیالی والایام میں شہر بن حوشب کی روایت سے وہ ابوہریرہ سے **ف** اگر یہ مہینے آدھے تیس کے لیے جاویں اور آدھے انتیس کے تو ان روزوں کی تعداد سات سو ستر ہوتی ہے اور عجب نہیں کہ یہ اصل ہو اوسکی جو عام لوگوں میں اور عام عابدین میں مشہور ہے کہ یہ روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے اور اسکا لقب ہزاری روزہ رکھتے ہیں اور شاید اونہوں نے کسر کو سہولت کیلئے حذف کر دیا ہو اور میں نے جو اپنے بعض رسائل میں اسکی نفی کی ہے تو وہ اس اثر پر مطلع ہونے کے قبل ہے بشرطیکہ یہ اثر سند کی رو سے ثابت ہو اور مجکو سند کا علم نہیں ۔

**الحدیث** حدیث انس اذا سلم یوم الجمعۃ سلمت الایام واذا سلم شہر رمضان سلمت السنۃ تقدم فی الباب الخامس من الصلوۃ ذکر یوم الجمعۃ فقط وقد رواہ بجملتہ ابن حبان

**حدیث** انس کی حدیث جب جمعہ کا دن (معاصی) سے محفوظ رہے (ہفتہ کے) تمام ایام محفوظ رہتے ہیں اور جب رمضان کا مہینہ محفوظ رہے تمام سال محفوظ رہتا ہے باب صلوۃ کے باب خامس ذکر یوم جمعہ میں یہ حدیث گذر چکی ہے اسکو تمامہ ابن حبان نے ضعفاء میں، و ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے

فی الضعفاء وابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث عائشۃ وھو ضعیف **ف** فیہ دلالۃ علی ما قالہ بعض اھل الطریق من ان لعبادۃ رمضان دخلا فی السنۃ کلھا عبادۃ وتقوی

روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے **ف** اس حدیث میں دلیل ہے اوس قول کی جسکو بعض اہل طریق نے فرمایا ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال کی عبادت وتقوے میں دخل ہے (یعنی اگر رمضان میں کوشش کرکے عبادت کرے توسال بھر تک عبادت سہل ہوجاتی ہے)

اثر عبادۃ رمضان فی سائر السنۃ
تاثیر عبادت رمضان در تمام سال

**الحدیث** اذا احب اللہ عبدا ابتلاہ حتی یسمع تضرعہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس اذا احب اللہ عبدا صب علیہ البلاء صبا الحدیث وفیہ دعہ فانی احب ان اسمع صوتہ وللطبرانی من حدیث ابی امامۃ ان اللہ یقول للملائکۃ انطلقوا الی عبدی فصبوا

**حدیث** جب اللہ تعالی کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اوسکو کسی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ اوسکی عجز وزاری کو سنیں. روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس کی حدیث سے اس طرح کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اوسپر بلا کی بارش کرتے ہیں اور اوسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں اسکو اسی حالت میں رہنے دیا جائے کیونکہ میں اسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبرانی کے نزدیک ابو امامہ کی حدیث سے یہ مضمون ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے بندہ کی طرف جاؤ اور اوسپر بلا خوب برساؤ اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ میں اوسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے

۴۶

علیہ البلاء الحدیث وفیہ فانی احب ان اسمع صوتہ وسندھا ضعیف **ف** ھذہ مجاھدۃ اضراریۃ وفیہ حکمتہ

**ف** یہ مجاہدہ اضطراریہ (کہلاتا) ہے اور اسمیں اوس شکایت کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں سے منقول ہے یعنی حضرات مقبولین جو ظاہراً کبھی اظہار تکلیف کا کرتے ہیں گو صورۃً شکایت ہے مگر معنیً اظہار تضرع ہے یہ سمجھکر کہ حق تعالیٰ کو یہ محبوب ہے ❊

**الحدیث** ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ د ت من حدیث ابی بکر وقال غریب ولیس اسنادہ بالقوی **ف** فیہ فضل الاستغفار وعدم الاستحقار للعاصی التائب لاحتمال

**حدیث** اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص نے استغفار کر لیا اگرچہ دن بہر میں ستر مرتبہ (معصیت کی طرف) عود کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی نے ابوبکر کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اور اسکی اسناد قوی نہیں ہے **ف** اس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور یہ بھی ہے کہ کسی عاصی کو جو کہ توبہ کر چکا ہو یا اوس کے توبہ کر لینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے (خلاصہ یہ کہ تائب ذم اصرار سے بری ہے اور ہر عاصی میں احتمال تائب ہونیکا ہے اور ملازم کا اصرار ہی تہا پہر کیا حق رہا لوم و استحقار کا اسی لیئے اہل اللہ کسیکو حقیر نہیں سمجھتے

**الحدیث** لاتکابدوا اللیل ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس بسند ضعیف وفی جامع

**حدیث** شب کی مشقت مت جہیلو روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث انس سے سند ضعیف کے ساتھ اور جامع سفیان میں ابن مسعود پر موقوف کر کے اس طرح ہے کہ اس شب

| | |
|---|---|
| سفیان الثوری موقوفا علی ابن مسعود لا تغالبوا ھذا اللیل | غالب آنیکا اہتمام مت کرو (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ ہم تمام شب بیداری میں گذاریں اور نیند سے مغلوب ہو کر کسی حصہ میں نہ سویں) |
| **الحدیث** تکلفوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا متفق علیہ من حدیث عائشۃ بلفظ اکلفوا | **حدیث** عمل میں اوتنا ہی بار اٹھاؤ جسقدر کہ طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالی (جزا دینے سے) نہیں اوکتاتے یہانتک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) اوکتا جاؤ گے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رض کی حدیث سے اور اوسمیں تکلفوا کی جگہ اکلفوا ہے (اوس کے بھی وہی معنے ہیں) |
| **الحدیث** خیر الدین الیسرۃ احمد من حدیث محجن بن الادرع | **حدیث** سب سے اچھا دین (کا کام) وہ ہے جو آسان ہو روایت کیا اسکو احمد نے محجن بن ادرع کی حدیث سے (مطلب یہ کہ قصداً ایسی مشقت میں مت پڑو جو مطلوب نہ ہو) |
| **الحدیث** لن یشاد ھذا الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا خ من حدیث ابی ھریرۃ | **حدیث** کوئی ایسا شخص نہیں جو (اعمال میں) شدت کرکے دین پر غالب ہونا چاہیے (یعنی اسکی کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی درجہ کا مجھ سے فوت نہو نے پائے) مگر دین ہی اوسپر غالب ہیگا (یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہو سکے گا) پس طریق اعتدال پر چلو جو کہ افراط و تفریط کے درمیان ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو اوس سے قریب قریب رہو (کذا فی حاشیۃ البخاری عن ط) |

Margin notes: ایضاً کا لسابق — ایضاً خ ص ۱۱ / ایضاً کا لسابق — ایضاً خ ص ۱۱ / ایضاً کا لسابق — ایضاً خ ص ۱۱

**ف** اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اوس کے قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو"

روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث ابی ھریرہ سے۔

**فائدة** متعلقة بالاحادیث الاربعة الاحادیث دالة علی اختیار الیسر وحکمته الاقتراب من رحمة الله ومشاهدة نعمته وتوفیق المداومة

**فائدہ** متعلقہ باحادیث چہارگانہ یہ سب حدیثیں اس پر دال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ مشقت جو قابل برداشت نہو) اور حکمت اس (اختیار یسر) میں چند ہیں نمبر۱ خدا تعالےٰ کی رحمت سے قریب ہونا کیونکہ اصل منشا یسر کا رحمت ہے اور جہاں صورۃً عسر مشروع ہے معنےٰ وہ بھی یسر ہے) نمبر۲ خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر۳ دوام کی توفیق ہونا (جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے)

(نوٹ) چھ حدیثیں اخیر کی احیاء میں اون سے پہلی تین حدیثوں پر مقدم ہیں مسودہ کے صفحات کے تشابہ سے کاپی میں بے ترتیب نقل ہوگئیں مگر مضمون مختل نہیں ہوا ۱۲- اشرفعلی

۴۵

## تمّ ربع العبادات ویتلوه ربع العادات

یہاں احیاء العلوم کا ربع عبادات تمام ہوا آگے ربع عادات آتا ہے

## کتاب آداب الاکل من ربع العادات

الحدیث یقول اللہ للعبد یوم القیامۃ یا ابن آدم جعت فلم تطعمنی الحدیث من حدیث ابی ہریرۃ بلفظ استطعمتک فلم تطعمنی

ف فیہ جواب عن النکیر علی کلام القوم الوارد فیہ امثال ہذہ التجوزات

الحدیث ما خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شیئین الا اختار ایسرہما متفق علیہ من حدیث عائشۃ رض وزاد ما لم یکن اثما ولم یذکرہا م فی بعض طرقہ ف فیہ ما علیہ المحققون من عدم الہجوم علی المشاق من غیر ضرورۃ فان الشیئین ہما طریقان یستویان فی الایصال الی المقصود والمشقۃ فی غیر المقصود مما لا فائدۃ فیہ وکرر النظر فی الفائدۃ المتعلقۃ بالاحادیث

ترجیح الکلام الصوفی توہم کلام مجازی

۵۰

اختیار الشق الایسر

## ربع عادات میں سے کتاب الاکل

**حدیث** اللہ تعالی بندہ سے قیامت کے روز فرماویں گے اے ابن آدم میں بھوکا ہوا تو نے مجکو کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے تجھسے کھانا مانگا تو نے مجکو کھانا نہیں دیا۔ **ف** اس حدیث میں جواب ہے اوس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام پر کیا جاتا ہے جسمیں اس قسم کے مجازات وارد ہیں

**حدیث** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اور اوسمیں یہ زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہو اور اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا **ف** اسمیں وہ معمول مذکور ہے جس پر محققین قایم ہیں یعنے بلا ضرورت مشقتوں میں نہ پڑنا کیونکہ یہ دو چیزیں وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہونچانے میں برابر ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو مکرر دیکھ لو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

الاربعة التی مرت قریبا من آخر الباب السابق

الحديث ومن حديث ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن طعام المتباریئین ف فیه من ذم الریاء والتفاخر مما لاخفاء فیه

متعلق گذرا ہے (اوسمیں بھی اسکے متعلق مضمون ہے)

حدیث ابوداؤد نے ابن عباسؓ کی حدیث سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دو شخصوں کے طعام (اسکے قبول کرنے) سے منع فرمایا ہے جوایک دوسرے سے بڑہنا چاہتے ہوں ف اسمیں ریا و تفاخر کی جو مذمت ہے ظاہر ہے

# کتاب آداب النکاح

الحديث انه تعالی یقول ما ترددت فی شئی کترددی فی قبض عبدی المسلم یکره الموت وانما اکره مساءته ولابد له منه خ من حديث ابی هريرة انفرد به خالد بن مخلد القطوانی وهو متکلم فیه ف فیه مثل ما فی الحديث الاول من کتاب آداب الاکل

حدیث حق تعالیٰ فرماتے ہیں مجکو کسی چیز میں ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت ناگوار ہے (سو اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ میں اسکو موت ندوں) اور (بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اوسکے لئے ضروری ہے (اس کا مقتضایہ ہے کہ اوسکو موت دوں یہ سبب ہوجاتا ہے تردد کا) اسکو بخاریؒ نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت) میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اوسمیں کلام کیا گیا ہے ف اس سے بھی وہی امر مستفاد ہوتا ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے تعبیر فرمایا گیا)

الحدیث لکل عامل شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی احمد والطبرانی من حدیث عبد اللہ بن عمرو وللترمذی نحوہ من حدیث ابی ہریرۃ وقال حسن صحیح ف فیہ عدم دوام الاحوال النفسانیۃ وکون اصل المقصود العمل بالسنۃ دون الکیفیات والاحوال وبہ صرحوا

حدیث ہر عمل کرنے والے کو (ابتدا میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (اخیر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جسکا سکون میری سنت پر منتہی ہو۔ وہ ہدایت پر رہا روایت کیا اسکو احمد و طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سے اور ترمذی کے نزدیک بھی اسکے قریب قریب ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے

ف اسمیں اسپر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (جوش و خروش جو) نفسانی (ہیں) ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصل مقصود عمل بالسنۃ ہے نہ کہ (ایسے) کیفیات و احوال اور اہل طریق نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔

عدم دوام الاحوال و کون الاحوال غیر مقصودۃ

الحدیث اذا کثرت ذنوب العبد ابتلاہ بالھم لیکفرھا احمد من حدیث عائشۃ الا انہ قال بالحزن فیہ لیث بن سلیم مختلف فیہ ف فیہ ما صرح بہ اہل الطریق من منافع الحزن وھو من المجاھدات الاضطراریۃ

حدیث جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی اوسکو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اون گناہوں کا کفارہ کر دیں روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے مگر اسمیں (ہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) اسمیں لیث بن ابی سلیم ہے جو مختلف فیہ ہے ف اسمیں وہ مضمون ہے جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنے حزن کے منافع اور یہ مجاہدات اضطراریہ سے ہے۔

۵۲ کون الاحوال غیر مقصودۃ — غیر مقصود بودن احوال

الحزن من المجاھدۃ الاضطراریۃ — غم از مجاہدۂ اضطراریہ است

(باقی آئندہ)

الحدیث تہادوا تحابوا البخاری فی کتاب الادب المفرد والبیہقی من حدیث ابی ہریرۃ بسند جید ف فیہ ما علیہ اہل الطریق من اعتنائہم بالتہادی لمحض الحب ما لیس فی غیرہم

حدیث آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ سے سند جید کے ساتھ ف اسمیں اوس عادت پر دلالت ہے جس پر اہل طریق عامل ہیں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا جاتا (کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ غرض ہوتی ہے)

فائدہ دادن ہدیہ بمحض محبت

## کتاب آداب الکسب والمعاش

## کتاب آداب الکسب والمعاش

۵۳

الحدیث ذکر الطیر فقال تغدو خماصا وتروح بطانا الترمذی وابن ماجہ من حدیث عمر قال الترمذی حسن صحیح ف فیہ تعلیم التوکل صراحۃ والحمل علی الاجمال فی السعی اشارۃ فان الغدو والرواح

حدیث آپ نے پرندوں کا ذکر (اس طرح) فرمایا کہ (اگر تم لوگ اللہ تعالی پر پورا توکل کرو تو تمکو پرندوں کی طرح رزق دیں جو) صبحکو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے ف اسمیں صراحۃً توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی کسب المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صبح

فائدہ التوکل مع الاجمال فی الطلب
توکل باعتدال کسب

| هو من السعی | وشام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں) |
|---|---|
| الحدیث رحم الله امرأ سهل البیع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء البخاری من حدیث جابر ف فیه من تعلیم الرفق والمعاملة بالجمیل مالا یخفی الا ما امر فیه بالغلظ | حدیث اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرماوے جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث سے ف اسمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے باستثنار اوس موقع کے جہاں سختی کا حکم ہے۔ |

## كتاب الحلال والحرام

## کتاب الحلال والحرام

۵۴

| الحدیث ابو نعیم فی الحلیة من حدیث ابی ایوب من اخلص لله اربعین یوما ظهر ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه ولابن عدی نحوه من حدیث ابی موسی وقال حدیث منکر ف فیه اصل للاربعین | حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب کی حدیث سے یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیئے اخلاص اختیار کرے حکمت (وعلم) کے چشمے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس اسکے قریب قریب ابو موسیٰ کی حدیث سے اور اونہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی (کیونکہ اوسکا حاصل بھی چالیس روز تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے) اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا |

حاشیہ: نرمی (الرفق) — اصل الاربعین / اصل چلہ

وبرکاتها واثبات العلم اللدنی (کیونکہ جس علم کا اسمیں ذکر ہے بلا واسطہ کسب وہ ثمرہ عمل و اخلاص کا ہے)

**الحدیث** دع ما یریبک الی ما لا یریبک النسائی والترمذی والحاکم وصححاہ من حدیث الحسن بن علی

**حدیث** جو چیز تمکو کھٹکے اوسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو تم کو کھٹکے نہیں روایت کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن بن علی کی حدیث سے اور ترمذی وحاکم نے اسکی تصحیح بھی کی۔

**ف** فیہ معیار عظیم للتقوی

**ف** اس حدیث میں تقوی کا معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ دیگا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)

معیار التقوی

**الحدیث** دعاہ الرجل الفارسی فقال انا وعائشۃ الحدیث مسلم عن انس وتمامہ فقال لا فقال لا ثم اجابہ بعد فذھب

**حدیث** ایک فارس کے رہنے والے شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں چلیں گے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا اور پوری حدیث یہ ہے کہ اوس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں (یعنی میں بھی نہیں جاتا) پھر بعد میں اوسنے آپ کی شرط کو منظور کر لیا۔ پس آپ اور حضرت عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے چلے اوسکے دونوں کے روبرو چربی پیش کی **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اگر

۵۵

هو وعائشة يتسا وقان فقرب اليهما اهالة ف فيه ان اشتراط اجابة الدعوة بشرط مباح لاينافي حق المسلم ولاحسن الاخلاق

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کرے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اوسکا اولا منظور نہ کرنا شاید اسوجہہ سے ہو کہ کھانا ایک ہی کو کافی ہوگا اوسنے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر کھالیں پھر آخرًا منظور کرلینا اِس خیال سے ہو کہ آپ کی تطییب قلب آپ کے شبع سے اہم ہے اور اوسوقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا)

اشتراط اجابة الدعوة بمباح — مشروط کر دن منظوری دعوت بشرط مباح

۵٦

## كتاب آداب الالفة

## کتاب آداب الالفت

**الحديث** ان الله خلق آدم على صورته مسلم من حديث ابي هريرة **ف** فيه مسئلة مظهرية الانسان للحق فان الصورة هو الظهور للحقيقة

**حدیث** اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اِس میں اِنسان کے مظہر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورة حقیقة ظہور ہی ہے +

(باقی آیندہ)

| | |
|---|---|
| الحديث المرء على دين خليله الحديث ابو داؤد والترمذی وحسنه والحاكم من حديث ابي هريرة وقال صحيح ان شاء الله تعالى وتمامه فلينظر احدكم من يخالل ف فيه الاحتياط البليغ في اتخاذ الشيخ الذی هو اعظم الاخلاء واد و مهم خلة | حدیث - آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن اور حاکم نے انشاء اللہ کے ساتھ اسکو صحیح کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے کہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے کس سے دلی دوستی کرتا ہے ف اسمیں بلیغ احتیاط کی تعلیم ہے پیر بنانے میں جو سب دوستوں میں اعظم ہے اور دوستی کے تعلق میں سب سے دوم ہے |
| الحديث المؤمن مرآة المؤمن ابو داؤد من حديث ابي هريرة باسناد ف فيه تعليم طريق النصح لمن رای فيه عيبا من الاظهار عليه و الستر من غيره كشان المرآة | حدیث مومن آئینہ ہے دوسرے مومن کا (وجہ تشبیہ عنقریب آتی ہے) روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابوہریرہ کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ ف اسمیں تعلیم ہے ایسے شخص کو نصیحت کرنے کے طریقہ کی جسمیں کوئی عیب دیکھے وہ طریقہ یہ ہے کہ خود اوسپر تو ظاہر کردے اور دوسروں پر ظاہر نہ کرے جیسی آئینہ کی شان ہوتی ہے (کہ جب سامنے رکھو تمھارا عیب تمکو تو دکھلا دیگا مگر دوسروں سے کہتا نہ پھرے گا اور تمپر بھی اظہار ایسے طور پر نہ کریگا جس سے تمھاری دل آزاری ہو) |
| الحديث اتقوا | حدیث بچو عالم کی لغزش سے (یعنی اس |

57

طریق النصح / نافع نصیحت

زلة العالم ولا
تقطعوه وانتظروا
فيئته البغوی
فی المعجم
وابن عدی فی
الکامل من
حدیث عمرو
ابن عوف المزنی
وضعفاه ف
دخل فی عمومه
النهی عن التعجیل
فی القطع عن
الشیخ بادنی زلته
مع النهی عن اتباعه
فی ذلك الفعل
والاشارة علی
قطعه اذا اصر علی
ذلك المنکر

لغزش میں اوسکا اتباع مت کرو) اور اوس سے
(اوس لغزش کے سبب) قطع تعلق مت کرو
اور اس کے رجوع (الی الصواب) کے منتظر رہو
(انتظار کی غایت یہ ہے کہ اگر وہ رجوع نہ کرے
اور اسی غلطی پر اصرار رکھے تو قطع تعلق کردو)
روایت کیا اسکو بغوی نے معجم میں اور ابن
عدی نے کامل میں عمرو بن عوف کی حدیث سے
اور دونوں نے عمرو کو ضعیف کہا ہے **ف**
اس حدیث کے عموم میں (شیخ کے) یہ معاملات
بھی آگئے نمبر۱ شیخ سے اگر کوئی لغزش ہو
جائے اوس سے قطع تعلق کرنے میں جلدی نہ
کرے نمبر۲ اس کے ساتھ ہی اوس فعل میں اوسکا
اتباع بھی نہ کرے (غرض نہ عقیدت میں غلو
کرے کہ اوس معصیت میں اتباع کرنے لگے
نہ سوء عقیدت میں غلو کرے کہ فی الفور اوس سے
قطع کردے) نمبر۳ اسمیں اوس سے قطع تعلق کا
بھی مشورہ دیا گیا ہے جبکہ وہ اوس امر غیر مشروع
پر اصرار کرے۔

**الحدیث** احبب
حبیبك هونا
ما عسی ان یکون

**حدیث** دوستی کر اپنے دوست سے
اعتدال کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ وہ کسی دن
تیرا دشمن ہوجاوے اسکو ترمذی نے ابوہریرہ

۵۸

ایضاً علیٰ علم الشیخ وقت الصدور الزلة منہ
سوائے ۲۹ وقت صدور لغزش ۱۱ از

النهی عن الغلو
نمبر ۱۱ از عنوان

بغيضك يوما ما الحديث
الترمذي من حديث
ابي هريرة وقال غريب
قلت رجاله ثقات رجال
مسلم لكن الراوي تردد
في رفعه وتمامه وابغض بغيضك
هونا ما عسى ان يكون حبيبك
يوما ما **ف** فيه النهي
عن الغلو في الامور

**الحديث** حديث
اكرامه صلى الله عليه وسلم
لعجوز دخلت عليه وقوله
انها كانت تاتينا ايام
خديجة وان حسن العهد من
الايمان الحاكم من حديث
عائشة وقال صحيح على شرط
الشيخين وليس له علة
**ف** فيه رعاية الحقوق
واجبة كانت اومناسبة

**الحديث** المسلم
من سلم المسلمون

کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو غریب کہا
میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقات ہیں
جو مسلم کے رجال ہیں لیکن راوی نے اس کے
مرفوع ہونے میں تردد کیا ہے اور پوری
حدیث یہ ہے کہ دشمنی کر اپنے دشمن سے
اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا
دوست ہو جاوے **ف** اس حدیث میں
نہی ہے معاملات میں غلو کرنے سے (اور
اہل طریق میں اسکی تعلیم کا خاص اہتمام ہے)

**حدیث** جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے
ایک پیرزن کے بزرگ داشت فرمانے کا قصہ
ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ یہ ہمارے پاس حضرت
خدیجہ کے زمانہ میں آتی تھی اور خوبی کے ساتھ
نباہ کرنا ایمان کی بات ہے (اس لئے میں
اسکی خاطرداری کرتا ہوں) حاکم نے اس کو
حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے
اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے شرط شیخین پر اور
اسمیں کوئی علت نہیں **ف** اسمیں رعایت
ہے حقوق واجبہ ومناسبہ کی +

**حدیث** مسلمان (کامل) وہ ہے
جسکے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

۵۹

ع۶

من لسانه ويده
متفق عليه من حديث
ابي موسى **ف**
فيه اصل عظيم
لحسن الاخلاق
يتفرع الاف
من احكامه

**الحديث** اذا اتاكم
كريم قوم فاكرموه وفي
اوله قصة في قدوم
جرير بن عبد الله
الحاكم من حديث جابر
وقال صحيح الاسناد
**ف** دل بعمومه على ندب
مداراة كل رئيس
ولو كافرا لاشتماله على
المصلحة من تاليفه
على الخير او التوقي
من الشر ولكن لا بمحض
الطمع

(یعنی کسیکو ناحق ایذا نہ پہونچے) روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے ابو موسی کی حدیث سے
**ف**۔ اسمیں حسن اخلاق کا بہت بڑا قاعدہ
مذکور ہے جس پر ہزاروں احکام متفرع ہوتے
ہیں (اگر اس کا استحضار رکھا جاوے کہ ہمسے
کسیکو اذیت نہ پہونچے تو وہ حسن اخلاق کے
ہزاروں شعبوں کو علماً و عملاً محیط ہو جاویگا)

**حدیث**۔ جب تمہارے پاس کسی قوم
کا معزز شخص آوے تم اوس کا اکرام کرو اور
اوس کے اول میں ایک قصہ ہے جریر
ابن عبد اللہ کے آنے کے متعلق روایت
کیا اسکو حاکم نے جابر کی حدیث سے
اور اسکو صحیح الاسناد کہا۔ **ف** یہہ
حدیث اپنے عموم سے دلالت کرتی ہے
ہر رئیس کی مداراۃ کے مندوب ہونے
پر گو وہ کافر ہی ہو اس لیے کہ اوس میں
مصلحت ہے خواہ خیر پر اوس کی تالیف
قلب یا شر سے بچاؤ لیکن محض طمع
(دنیوی) کی غرض سے نہ ہو (کہ وہ جائز
نہیں)

۴۰
اکرام اکابر کل قوم
(عزیزان قوم)

(باقی آئندہ)

**الحدیث** انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا او قال علی رسلکما انہا صفیۃ متفق علیہ من حدیث صفیۃ

**ف** فیہ الاتقاء عن مواضع التہم وھی الامور التی تکون صورتہا صورۃ بعض المنکرات اما ما لو یکن کذلک فالتصدی لہ ھو الخوف عن الملامۃ الذی مدح علی ترکہ

**حدیث** مجکو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان) تمہارے قلب میں کوئی بری بات ڈالدے اور (اسلیئے آپنے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا کہ ذرا تھم جاؤ (پھر یہ فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے پاس بیٹی تہیں) صفیہ تہیں (کوئی اجنبیہ نہ تہیں) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے صفیہ کی حدیث سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ مسجد میں معتکف تھے حضرت صفیہ آپکی بی بی آپکی زیارت کو حاضر ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپنے پردہ کی وجہ سے اون دونوں سے فرمایا تھم جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہوجاوے جب حضرت صفیہ چلی گئیں اون دونوں کو آنے کی اجازت ہوگئی اوسوقت آپنے فرمایا کہ یہ صفیہ تہیں اونہوں نے عرض کیا توبہ توبہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہوسکتا ہے آپنے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کا وسوسہ ڈالدینا بعید نہیں خواہ اُس وسوسہ پر تم کاربند نہ ہوتے اس لیئے میں نے اوس کا انسداد کردیا) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہیئے اور یہ مواقع وہ امور ہیں جنکی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی صورت ہو (جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مدافعت ضروری ہے) باقی جو امور ایسے نہ ہوں (گو عوام اونمیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی فکر میں پڑنا (اور عوام کے شبہات کے دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے ترک پر مدح کیگئی ہے وقال تعالیٰ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ایسا خوف محمود نہیں)

۶۱ الاتقاء عن مواضع التہم وعدم الاعتناء بخوف الملامۃ

**الحدیث** ان من احب الاعمال الی اللہ ادخال السرور علی المومن

**حدیث** اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسرور کو داخل کرنا ہے

ادخال السرور علی المومن

الحدیث الطبرانی فی الصغیر والاوسط من حدیث ابن عمر بسند ضعیف **ف** ھو کالطبیع للقوم ولہ شرط ان لا یدخل فی الشرور باذخال السرور کالذین سموا مشربہم بصلح الکل

مومن پر اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے **ف** یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہو اور (قواعد شرعیہ سے) اسکی ایک شرط ہو وہ یہ کہ اس سرور کے داخل کرنے سے خود شرور (ومعاصی) میں داخل نہو جاوے (جیسا اُن) لوگوں کا طریقہ ہے جنھوں نے اپنے مشرب کا لقب صلح کل رکھا ہے (کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسیکا جی برا نہ ہو گیا اونکو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ)

۴۲

**الحدیث** ان فلانۃ تصوم النہار وتقوم اللیل وتوذی جیرانہا فقال ھی فی النار احمد والحاکم من حدیث ابی ھریرۃ وقال صحیح الاسناد **ف** فیہ شناعۃ لایذاء الناس بلا حق وتقدم المعاملات علی العبادات۔

**حدیث** (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ) فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو تکلیف بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاویگی روایت کیا اسکو احمد اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے **ف** اس میں اسکی شناعت ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جاوے اور اس میں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی مذکور ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہو گیا ہے عملاً بھی تعلیماً بھی) ٭

تقدم المعاملات علی العبادات
مقدم ہونا معاملات کا عبادات پر

## كتاب آداب العزلة

**الحديث** عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة ليس له اصل في الحديث المرفوع وانما هو قول سفيان بن عيينة كذا رواه ابن الجوزي في مقدمة صفوة الصفوة **ف** هو اصل لتدوين احوال الصلحاء وقول تبع التابعي حجة في مثله

**الحديث** ان الله لا يمل حتى تملوا تقدم قلت لما طلب موضعه رويت عن المشكوة رواية الشيخين عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوا من الاعمال ما تطيقون فان الله لا يمل حتى تملوا **ف** فيه الحث على الاقتصاد في العمل لامكان المداومة

**الحديث** حديث كعب ابن مالك قلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الى سفر

## کتاب آداب العزلۃ

**حدیث**۔ بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے مقدمہ میں روایت کیا ہے **ف** یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجۃ ہے

**حدیث**۔ اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتے تم ہی اُکتا جاؤ گے یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔ میں کہتا ہوں میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوۃ سے شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اوتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیونکہ اللہ تعالےٰ نہیں اُکتاتے تم ہی اُکتا جاؤ گے **ف** اسمیں ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تاکہ مداومت ممکن ہو اکہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت کے

**حدیث**۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز جمعرات وشنبہ کے اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیجاتے تھے بزار نے صرف یوم الخمیس پر اکتفا کر کے اور خرائطی نے

۔ اصل الحکایات عن الصلحاء
۔ اصل حکایات بزرگاں

۴۳

۔ الاقتصاد فی العمل
۔ توسط در عمل

۔ السفر فی الخمیس والسبت
۔ سفر در پنجشنبہ و شنبہ

الا یوم الخمیس والسبت البزار مقتصرا علی یوم خمیسہا والخرائطی مقتصرا علی یوم السبت وکلاھما ضعیف الحدیث **ف** اصل لعادۃ اکثر الصلحاء من السفر فی ھذین الیومین والخمیس اثبت لورودہ فی الصحاح

صرف یوم سبت پر اکتفا کرکے اسکو روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف الحدیث ہیں **ف** یہ اصل ہے اوسکی جو اکثر بزرگوں کا معمول ہے کہ ان دونوں دن میں سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر خمیس زیادہ ثابت ہے چونکہ صحاح میں آیا ہے (بخاری میں اس حدیث کعب میں خمیس آیا ہے)

# کتاب السماع

# کتاب السماع

**الحدیث** حدث ابی ہریرۃ ان غلاما کان فی بنی اسرائیل علی جبل فقال لامہ من خلق السماء فقالت اللہ الحدیث وفیہ ثم رمی نفسہ من الجبل فتقطع رواہ ابن حبان **ف** فیہ ان الواجد معذور ولو اھلک نفسہ فی غلبۃ الوجد فلا ینکر علیہ۔

**حدیث**۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تہا اپنی ماں سے (کہ وہ بھی وہاں ہی تھی) پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا (یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ تہا بلکہ اپنے محبوب کا نام سننے کیلئے پوچھا کہ سننے میں اور ہی لطف ہے) اوس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا) اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پہر اوس نے اپنے کو پہاڑ سے گرا دیا اور پاش پاش ہوگیا روایت کیا اسکو ابن حبان نے **ف** اِس سے معلوم ہوا کہ صاحب وجد معذور ہوتا ہے اگرچہ غلبہ میں اپنے کو ہلاک بھی کر ڈالے اُسپر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

۶۴ عذر صاحب الوجد
معذور بودن صاحب وجد

**الحدیث** حدیث خلع رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد انفراغ عن الصلوة ثوب ابی جهم اذ کان علیه اعلام شغلت قلبه تقدم فی الصلوة قلت والحدیث اخرجه الستة الا الترمذی کما فی التیسیر ولم ار الم استقری موضع تقدمه فی الصلوة وفی روایة مالك وابی داؤد كنت انظر الیها وانا فی الصلوة فاخاف ان تفتننی۔ **ف** فیه صون القلب عن المشوشات۔

**الحدیث** اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تعالی الترمذی من حدیث ابی سعید وقال غریب **ف** فیه اصل للفراسة وهی نوع من الکشف وقد

**حدیث** جس میں وہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر ابوجہم کا کپڑا اس لئے اتار دیا کہ اوس میں پھول بوٹے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کردیا (یعنی مشغولی کے قریب کردیا جیسا آگے آتا ہے) یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گذر چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو اصحاب ستہ نے (جنمیں بجائے ابن ماجہ کے امام مالک ہیں) بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تیسیر میں ہے اور اسی لئے کتاب الصلوۃ میں اوس کا موقع میں نے تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ میری نظر نماز میں اوسکی طرف جاتی تھی مجکو اندیشہ ہوا کہ مجکو مشغول نہ کردے (گو اسکی نوبت نہیں آئی) **ف** اسمیں قلب کو اسباب تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہی۔

**حدیث** مومن کی فراست سے ڈرو (ڈرنا یہ کہ

بیش اہل دل نگہدارید دل
تا نباشید از گمان بد خجل۔

کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے اور اسکو غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہی اور عجب

۶۵ مقطع الاسباب المشوشة — نظم اسباب تشویش

اصل الفراسة وحکمه — اصل فراست اور حکم

من القوم
من لم يؤت
حظا منه
وحكمه
حكم الكشف

صوفیہ میں کوئی شاذو نادر ہوگا جسکو اسمیں سے کچھ نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشف کے حجت شرعیہ نہیں (گو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا اوسکی حجت نہیں)

**الحدیث** اختصم علی وجعفر وزید بن حارثة فی ابنة حمزة فقال لعلی انت منی وانا منك فحجل وقال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی فحجل وقال لزید انت اخونا ومولانا فحجل ابو داؤد من حدیث علی باسناد حسن وهو عند البخاری دون حجل فی الاحیاء والحجل هو الرقص وذلك یكون لفرح او شوق قلت لم اجد هذا اللفظ فی سنن ابی داؤد ولا مراسیله نعم اورد الحافظ فی الفتح باب عمرة القضاء ما نصه وفی حدیث علی عند احمد

**حدیث** حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دست کی اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تو یہ فرمایا کہ) تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص ہیئت پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو وہ بھی رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو وہ بھی رقص کرنے لگے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حضرت علی کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث بخاری کے پاس بھی ہے اوسمیں حجل نہیں ہے اور احیاء میں ہے کہ حجل رقص کو کہتے ہیں اور یہ فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجکو یہ حدیث اِس لفظ سے نہ سنن ابوداؤد میں ملی

وكذا مرسل الباقر فقام جعفر فحجل حول النبي صلى الله عليه وسلم دارعليه فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما هذا قال هذا شئ رأيت الحبشة يصنعونه بملوكهم وفي حديث ابن عباس ان النجاشي كان اذا رضي احدا من اصحابه قام فحجل حوله وحجل بفتح المهملة وكسر الجيم وقف على رجل واحدة وهو الرقص بهيئة مخصوصة وفي حديث علي المذكور ان الثلاثة فعلوا ذلك اھ وفي القاموس حجل رفع رجلا وتربث في مشيه وفيه نزاف فيه اصل رقص اهل الوجد لفرح او شوق ولو من غير اضطرار اذا لم يكن من غرض فاسد من الرياء ونحوه

اور نہ اون کی مراسیل میں البتہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے باب عمرۃ القضا میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک اور اسیطرح مرسل امام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کہڑے ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رقص کیا اور چکر لگایا جیسے کوئی قربان ہوتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایک شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتہہ کرتے دیکہا ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش ہوتا تو وہ شخص اوٹھکر نجاشی کے گرد گہومتا ہوا رقص کرتا اور حجل بفتح حاء وکسر جیم کے معنے ہیں کہ ایک پانو پر کہڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اھ اور قاموس میں حجل کے معنے ہیں کہ ایک پانوں اوٹہالیا اور رفتار میں آہستگی کی اور اوسیمیں یہ بھی ہے کہ اوچھلا (تو حاصل اوس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ ہوا کہ ایک پانوں اوٹہالے اور ایک پانو سے آہستہ آہستہ قدم بڑہاتے ہوئے اوچھلتے ہوئے چکر کاٹتے ہوئے چلے) ف اس حدیث میں اصل ہے

۶۷

اصل الرقص الوجدی والتواجدی

اہل وجد کے رقص کی جو فرح یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیاری سے نہ ہو (اسکو تواجد کہتے ہیں کیونکہ ہیئت مذکورہ حدیث اختیار سے تھی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد ریا وغیرہ سے نہ ہو*

**الحدیث الحاکم** من حدیث ابی ذر رضا لقوا الناس باخلاقھم الحدیث قال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیہ رعایۃ مذاق الرفقۃ فی المباح من المعاشرات حذرا عن الوحشۃ

تم ربع العادات

**حدیث** حاکم نے ابو ذر رضہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اون ہی کے اخلاق (وعادات) کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے **ف** اسمیں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرات مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کی رعایت رکھنا چاہیئے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت نہو

ربع عادات تمام ہوا قواعد سے حدیث کا محمل اور اسکی حکمت بھی متعین ہے اِس میں موافقت صاحب وجد فی القیام بھی داخل ہو گئی لیکن قیام مولد کو اِس میں داخل نکیا جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اِس لیئے وجد نہیں اور التزام اعتقادی وعملی سے مباح کی قید بھی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرات کی بھی قید نہیں جب قیود منتفی ہیں مقید بھی منتفی ہے اور حکم مخصوص تھا مقید کے ساتھ۔ پس حکم بھی منتفی ہوا واللہ یہدی الی الحق

(باقی آئندہ)

۶۸ موافقۃ الناس فی المباحات یعنی لوگوں کی موافقت در مباحات

## کتاب عجائب القلب من ربع المھلکات

**الحدیث** اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک البیھقی فی کتاب الزھد من حدیث ابن عباس وفیہ محمد بن عبد الرحمن بن غزوان احد الوضاعین قلت لکن معناہ فی القرآن قولہ تعالی ان النفس لامارۃ بالسوء لان الامر بالسوء لایکون الا من اعداء العدو وکذا فی الحدیث وھو المجاھد من جاھد نفسہ و سیاتی فی کتاب ریاضۃ النفس فان الجھاد لایکون الا مع العدو۔

**الحدیث** رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر البیھقی فی الزھد من حدیث جابر وقال ھذا اسناد فیہ ضعف وتمامہ فی کتاب ریاضۃ النفس قیل یا رسول اللہ وما الجھاد الاکبر قال جھاد النفس قلت فی روح المعانی فی تفسیر آیۃ وجاھدوا

## کتاب عجائب القلب از ربع مہلکات

**حدیث** تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری بغل میں موجود ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن غزوان ہے جو منجملہ وضاعین حدیث کے ہے میں کہتا ہوں لیکن یہ مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری بات کی بہت فرمایش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرمایش کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آویگی کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔

**حدیث** ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف واپس آئے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں ہی وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا نفس کیساتھ جہاد کرنا میں کہتا ہوں کہ روح المعانی میں

ع ۱۰ اعدا النفس

عداوت نفس

۶۹

فی اللہ حق جہادہ اخرج البیہقی عن جابر قال قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم غزاۃ فقال قدمتم خیر مقدم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر قیل وما الجہاد الاکبر قال مجاہدۃ العبد ہواہ وفی اسنادہ ضعف معفو فی مثلہ **ف** کون مدلول الحدیثین من مقاصد الفن ظاہر۔

وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیوں کی آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا مجاہدہ کرنا اپنی ہوائے نفسانی کے ساتھ اور اسکی اسناد میں ایسا ضعف ہے جو ایسے مضمون میں معاف ہے **ف** ان دونوں حدیثوں کے مضمون کا (کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے) مقاصد فن سے ہونا ظاہر ہے۔

مجاہدۃ النفس

۷۰ **الحدیث** ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الحدیث متفق علیہ من حدیث ابی ھریرۃ وابی سعید وفیہ نقص و لیس فیہ الا فتعرضوا لھا قلت اللہ اعلم کیف نسب ھذا الحدیث الی الشیخین فقد نسب العزیزی الی الطبرانی عن محمد بن مسلمۃ بھذا اللفظ وفیہ فتعرضوا لہ وفی نسخۃ ... لعلہ یصیبکم نفحۃ منھا

**حدیث** تمہارے ایام عمر میں تمہارے پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں روایت کیا اسکو شیخین نے ابوہریرہ اور ابوسعید کی حدیث سے اور یہ پہلے بھی آچکی ہے اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ ہاں سن لو اور ان فیوض کے لیے آمادہ رہو میں کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقی رح نے اس حدیث کو شیخین کیطرف کیسے منسوب کردیا کیونکہ عزیزی نے اسکو طبرانی کیطرف منسوب کیا ہے محمد بن مسلمہ سے اسی لفظ کے ساتھ اور اسمیں ایک نسخہ میں فتعرضوا کے بعد لہ ہے اور ایک نسخہ میں لہا ہے اور اسمیں یہ بھی ہے شاید تمکو ان فیوض

فلا تشقون بعدها ابدًا
قال الشیخ حدیث حسن
وفیه فی معنی نفحات
ای تجلیات مقربات
یصیب بها من یشاء من عباده
(ص ۱۲۷ ج ۲) **ف** فیه دوام
المراقبة ونعم ما قیل
فیه کانه ترجمة له

یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی
شاید که نگاہے کند آگاہ نباشی

**الحدیث** یقول الله عز وجل
لقد طال شوق الابرار الی
لقائی [illegible]
[illegible]
اخرجه [illegible]
الدرداء [illegible]
فی مسند [illegible]
وانا [illegible] لقائهم [illegible]
قلت فهو من تعلیقات
[illegible]
[illegible]

ہیں سے کوئی فیض پہونچ جائے جس کے بعد پھر
کبھی تم شقی نہو شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے
اور اسمیں نفحات کے معنی ہیں یہ کہا ہے یعنی ایسی
تجلیات جو (خدا تعالیٰ کا) مقرب بنادیں اپنے
بندوں میں جسکو چاہیں پہونچادیں **ف**
اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے
اور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا
اس کا ترجمہ ہی ہے

یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی
شاید که نگاہے کند آگاہ نباشی

**حدیث** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیک لوگوں کو
شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا اور میں [illegible]
[illegible]
[illegible] ابو الدرداء کی حدیث [illegible]
[illegible]
[illegible] کی اور [illegible] کا ترجمہ یہ ہے
[illegible]
[illegible]
صاحب فردوس کے ہیں اور [illegible]
صحیح حدیث میں وارد ہے وہ حدیث [illegible]
[illegible]

احب الله لقاءه فان الشوق احد اثار المحبة **ف** فيه اثبات المحبية والمحبوبية للعبد

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب ہونیکا بھی ؎



**الحديث** اذا اراد الله بعبده خيرا جعل له واعظا من قلبه ابو منصور الديلمي في مسند الفردوس من حديث ام سلمة واسناده جيد **ف** فيه صحة تنبيهات القلب السليم

**حدیث** جب اللہ تعالی اپنے بندہ کیساتہ بہلائی چاہتے ہیں تو اوس کے لیئے اوس کے قلب میں سے ایک واعظ مقرر کردیتے ہیں روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ام سلمہ کی حدیث سے اور اسکی اسناد جید ہے **ف** اس حدیث سے تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے

۷۲ ۱ **الحديث** قال الله تعالى ماوسعني ارضي ولا سمائي ووسعني قلب عبدي المومن اللين الوداع لم ار له اصلا وفي حديث ابي عتبة قبله عند الطبراني بعد قوله وانية ربكم قلوب عباده الصالحين واحبها اليه الينها وارقها قلت -

**حدیث** اللہ تعالی نے فرمایا مجکو نہ میری زمین سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجکو میرے مومن بندہ کا قلب جسمیں نرمی اور اطمینان (کی صفت) ہے سما لیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عتبہ کی حدیث طبرانی میں ہے اوسمیں اِس قول کے بعد (وآنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین) یہ ہے (واحبہا الیہ الینہا وارقہا) اِن دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کیظروف اوس کے صالح بندوں کے قلوب ہیں اور سب قلوب میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ قلوب ہیں جو بہت نرم اور بہت رقیق ہوں

(باقی آیندہ)

وحديث عتبة هذا الوارد
قبله ما نصه والطبراني من حديث
عتبة الخولاني يرفعه الى النبي
صلى الله عليه وسلم قال
ان لله آنية من اهل الارض
وآنية ربكم قلوب
عباده الصالحين
الحديث وفيه بقية
ابن الوليد وهو مدلس
لكنه صرح فيه بالتحديث
وفي المقاصد الحسنة
معناه وسع قلبه
الايمان بي ومحبتي
ومعرفتي اھ وفي
كليد المثنوي
الدفتر السادس
روى الامام احمد
في الزهد عن
وهب بن منبه
ان الله فتح السموات لحزقيل
حتى نظر الى العرش

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث عتبہ کی جو اس کے قبل
وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی میں
عتبہ خولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل
زمین میں اللہ تعالی کے کچھ ظروف ہیں اور تمہارے
پروردگار کے ظروف اون کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں (اور ظروف کی صفت ہے وسعت
تو وسعنی قلب المومن کا مضمون ثابت ہوگیا)
اور اس حدیث (کی سند) میں بقیہ بن الولید
ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس
حدیث میں انھوں نے تحدیث کی تصریح
کی ہے (اسلئے تدلیس مضر نہیں) اور مقاصد
حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ کہے ہیں
کہ مومن کا قلب مجھپر ایمان لانیکو اور میری محبت
ومعرفت کو سما لیتا ہے (کہ دوسری مخلوق یعنی
ارض وسما کے اوس جگہ کو نہیں سما سکتے) اور
کلید مثنوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی
تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے زہد میں وہب
ابن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے
نے حضرت حزقیل کے لیے آسمانوں کو کشادہ
فرما دیا یہاں تک کہ انھوں نے عرش پر نظر فرمائی

وقال حزقیل سبحنک ما اعظمک یا رب فقال اللہ تعالے ان السموت والارض ضعفن عن ان یسعنی ووسعنی قلب المومن الوادع اللین ام ف فیہ اصل لما قالوا من کون قلب المومن عرش اللہ ای محلا للتجلی الاعظم الذی عبر عنہ بالوسع

پھر حضرت حزقیل نے عرض کیا کہ آپکی ذات پاک ہے آپکی کتنی بڑی شان ہے اے میرے پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین سب عاجز ہوگئے اس سے کہ مجکو سمائیں اور مجکو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے موصوف ہے سمالیا ام **ف** اس حدیث میں اصل ہے حضرات صوفیہ کے اس قول کی کہ مومن کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا جس کو وسع کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

**الحدیث** اکثر اھل الجنۃ البلہ البزار من حدیث انس وضعفہ وصححہ القرطبی ولیس کذلک فقد قال ابن عدی انہ منکر **ف** فیہ بعض شیون المومن الذی حاصلہ عدم تعلق قلبہ بالامور الدنیویۃ ومن لوازم عدم الالتفات الوقوع فی الغلط کثیرا واما قولہ علیہ السلام لا یلدغ المومن من جحر مرتین فمحلہ الامور الدینیۃ

**حدیث** اکثر جنتی لوگ بھولے ہوتے ہیں اسکو بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث سے اور اسکو ضعیف کہا اور قرطبی نے اسکو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کیونکہ ابن عدی نے اسکو منکر کہا ہے **ف** اسمیں مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور جس چیز کیطرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے کہ اوس میں کثرت سے غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سوراخ میں دوبار نہیں کٹواتا اس کا محل امور دینیہ ہیں مومن اون امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے (بس

وہو عدم القلب التعلق بالامور — ۲۸ — فی شعب غفلۃ عن ما

نہو فیہا متیقظ
الحدیث ان من امتی محدثین
ومکلمین خ من حدیث
ابی ہریرۃ لقد کان فی ما قبلکم
من الامم محدثون فان
یک فی امتی احد فانہ
عمر ورواہ م من حدیث
عائشۃ **ف** فیہ
صحۃ الالہام

الحدیث حبک الشیٔ یعمی
ویصم ابو داؤد من حدیث
ابی الدرداء باسناد
ضعیف **ف** فیہ ذم الغلو فی
حب الخلق

الحدیث اتقوا مواضع
التہم لم اجد لہ اصلا
قلت ولکن معناہ
ثابت من حدیث
صفیۃ المار قبیل
کتاب العزلۃ
**ف** فیہ الحذر

دونوں میں کچھ تعارض نہیں)
**حدیث**۔ میری امت میں کچھ لوگ محدث و
مکلم بھی ہوں گے (یعنی جنکو الہام صحیح ہوتا ہو)
روایت کیا اسکو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے
کہ پہلی امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے
پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمر ضرور
ہیں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ
کی حدیث سے **ف**۔ اس حدیث میں الہام کے
صحیح ہونیکا مذکور ہے +

**حدیث** کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا (حقیقت
شناسی سے) اندھا اور بہرا کر دیتا ہے روایت
کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث سے
اسناد ضعیف کیساتھ **ف** اس میں مذمت
ہے محبت خلق میں غلو کرنیکی۔

**حدیث** تہمت (واشتباہ) کے موقع سے
بچو میں نے (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں
پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت
صفیہ کی حدیث سے ثابت ہے جو کتاب العزلۃ
کے ذرا قبل گذری ہے **ف** اس حدیث
میں احتیاط (کا حکم) ہے۔ خلاف شرع کے شبہ
پیدا کرنے والے امور سے خصوص مقتدا کے لئے

عن الموهم للمنكر خصوصاً للمفتين

(اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے ہے جا پنے محل میں معلوم ہے)

الحديث التقوى ههنا واشار الى القلب من حديث ابی هريرة وقال الى صدره ف فيه عدم اعتداد التقوى الظاهر بدون الباطني

**حدیث** تقوی یہاں ہے اور قلب کی طرف اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور اوسمیں الی صدرہ ہے **ف** اسمیں ظاہری تقوی کا بدون باطنی تقوی کے غیر معتد بہ ہونا مذکور ہے ✚

عمل التقوی — سر التقوی

# کتاب ریاضة النفس

# کتاب تہذیب نفس

انما انا بشر اغضب كما يغضب البشر من حديث انس وله من حديث ابی هريرة انما محمد بشر يغضب كما يغضب البشر ف فيه ان الامور الطبعية لا تنافی كمال النبوة فضلا عن كمال الولاية

**حدیث** میں بشر ہی ہوں مجکو بھی ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث انس رض سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابوہریرہ رض کی حدیث سے یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بشر ہیں او نکو ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر ونکو آتا ہے **ف** اِس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (البتہ اون کے غیر مشروع مقتضا پر عمل کرنا یہ کمال ایمان کے بھی خلاف ہے ✚

۷۶ عدم التنافی بین الامور الطبعیة — عدم تنافی در میان امور طبعیہ و در میان کمال

(باقی آئندہ)

**الحديث** خير الامور اوسطها البيهقي في شعب الايمان من رواية مطرف بن عبد الله معضلا **ف** شمل بعمومه الاقتصاد في المجاهدة

**الحديث** اعبد الله في الرضا فان لم تستطع ففي الصبر على ما تكره خير كثير طب (قلت رواه الترمذي من حديث ابن عباس كذا قاله العراقي في كتاب الصبر والشكر) **ف** فيه ان الرضا الكامل لا يكون فيه الكراهة الطبعي وان كان فيه الالم الطبعي والا فالكراهة العقلي لا ينتفي في الصبر ايضا وفيه رعاية الاستعداد

**حدیث** سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند سے کہ اس کے درمیان سے دو راوی متصل ساقط ہوگئے **ف** یہ حدیث اپنے عموم سے توسط فی المجاہدہ کو بھی شامل ہے (کہ اوس میں مشقت بھی ہو اور تحمل بھی ہو)

**حدیث**۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو ناگوار چیز پر صبر کرنے ہی میں خیر کثیر ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے (میں کہتا ہوں اور روایت کیا اسکو ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے اسی طرح کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ رضائے کامل میں کراہت طبعی بھی نہیں ہوتی گو الم طبعی ہو ورنہ (اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت عقلی نہ ہو تو کراہت عقلی تو صبر میں بھی نہیں) تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی۔ حالانکہ حدیث میں فوقیت منصوص ہے اور نیز اس حدیث سے تربیت میں استعداد کی رعایت بھی ثابت ہوتی ہے کہ تدبیر سے رضا تک

۶۶

فی التربیۃ

**الحدیث** المجاہد من جاہد نفسہ. ت فی اثناء حدیث وصححہ وہ من حدیث فضالۃ ابن عبید **ف** فیہ افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار فان کونہ جہاداً موقوف علیہ

کیا گیا بعض سے صبر کا۔

**حدیث** (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنی نفس سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے اثنا میں اور اسکی تصحیح کی اور ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث سے روایت کیا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس پر موقوف ہے (اس لیے کہ اگر جہاد کے حدود ظاہری و باطنی محفوظ نہوں تو وہ جہاد ہی نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)

۷۸ افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار
افضل بودن جہاد نفس از جہاد کفار

## کتاب کسر الشہوتین

## کتاب علاج شہوت فرج و بطن

**الحدیث** حدیث ابی سعید الخدری ان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد لم اجد لہ اصلا وحدیث قال لعائشۃ یا ایاک والسرف فان اکلتین فی یوم من السرف

**حدیث**۔ ابو سعید خدری کی جو یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے میں نے (عراقی نے) اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور ایکدن میں دو بار کھانا اسراف میں داخل ہے اسکو

- البیہقی فی الشعب من حدیث عائشۃ وقال فی اسنادہ ضعف اھ قلت بل فی الحدیث ما یدل علی ضدہ وھو ما رواہ ابوداؤد فی باب صفۃ النبیذ عن عائشۃ رض انہا کانت تنبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدوۃ فاذا کان من العشی فتعشی شرب علی عشائہ فان فضل شیء صببتہ او فرغتہ ثم تنبذ باللیل فاذا اصبح تغدی فشرب علی غدائہ قالت نغسل السقاء غدوۃ وعشیۃ فقال لہا ابی مرتین

بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رض کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں ہیں) (یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکے خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے جسکو ابوداؤد نے باب صفت نبیذ میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خرما بھگو دیتیں جب شام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے تو کھانے پر نبیذ نوش فرما لیتے اگر کچھ بچ جاتا تو میں اوس کو گرا دیتی (لفظ میں راوی کو شک ہے مگر دونوں لفظ ہم معنی ہیں) پھر شب کو خرما بھگو دیتیں جب صبح ہوتی تو آپ صبح کا کھانا نوش فرماتے اور کھانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہ رض نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اوس مشک کو جسمیں نبیذ تیار ہوتا تھا صبح وشام دھو ڈالتے (تاکہ اوس میں پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نئی نبیذ میں تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ) میرے باپ نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ ایک دن میں دوبار (نوش فرماتے) اونھوں نے فرمایا ہاں۔

ف اسمیں دلالت ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں

فی یوم قالت نعم

**ف** فیہ ان التوسع

فی الماکل والمشارب من

غیر غلو فیہ لاینافی الزھد

واما الاقتصار فیھا فکان

عن ضرورۃ لا عن قصد

**الحدیث** کان یضرب

یدہ علی فخذ عائشۃ

احیانا ویقول کلمینی یا

عائشۃ لم اجد لہ اصلا قلت

لکن معناہ ثابت بالحدیث

الصحیح الذی رواہ مسلم

عن عائشۃ رض قالت کان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا

صلی رکعتی الفجر فان کنت

مستیقظۃ حدثنی

والا اضطجع **ف** فیہ

ان المحادثۃ

مع الاھل لاینافی

مقصود الخلوۃ

اور اوقات میں (ایک ظرف زمان ہے اور

ایک ظرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہ

زہد کے منافی نہیں اور اکتفا فرمانا (وقت میں

یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تہا

(کہ سامان مہیا نہ ہوا) قصداً نہ تہا جیسا بعض

غالین مدعین زہد نے سمجہا ہے۔

**حدیث**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات

اپنا ہاتہہ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تہے اور

فرماتے تہے اے عائشہ مجہہ سے باتیں کرلے ہیں نے اِس

حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں

لیکن اِس کا مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے

جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں

پڑہ چکتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجہہ سے باتیں

کرتے تہے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اِس میں

اسپر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتہ باتیں کرنا مقصود

خلوت کے منافی نہیں اور مقصود اجتماع خواطر

ہے اور تجربہ ہے کہ اہلِ خانہ سے چونکہ نہایت

بے تکلفی ہوتی ہے اوس سے باتیں کرنے سے

قلب مشوش نہیں ہوتا تشویش رعایت سے ہوتی ہے

۸۰ المحادثۃ مع الاھل لاینافی الخلوۃ — عدم اخلال محادثۂ اہل در خلوت

(باقی آیندہ)

# کتاب آفات اللسان

الحدیث
من حسن اسلام
المرء ترکہ
ما لا یعنیہ ت
وقال غریب وہ من
حدیث ابی ہریرۃ
ف اصل عظیم
لتربیۃ النفس

الحدیث عند احمد بلفظ
لا یؤمن العبد حتی
یترک الکذب فی
المزاحۃ والمراء
وان کان صادقا
ف فیہ کون المراء مورثا
للظلمۃ فان نقص الایمان
ہو الظلمۃ ومن ثم تری اہل
الطریق یتنفرون عنہ اشد تنفر

الحدیث لا تسبوا
الاموات فتؤذوا

## کتاب آفات اللسان

حدیث آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے
یہ ہے کہ جو چیز اوسکو مفید نہو اوسکو چھوڑدے
روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسکو غریب
کہاہے اور ابن ماجہ نے بھی ابوہریرہ کی
حدیث سے ف تربیت نفس کے لیے یہ
حدیث اصل عظیم ہے (جس سے فروع کثیرہ کی
حقیقت معلوم ہوکر اون کا لازم الترک ہونا
ثابت ہوتا ہے)۔

حدیث احمد کے نزدیک ان لفظوں سے
ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک
جھوٹ بولنا نہ چھوڑدے حتی کہ خوش طبعی میں
بھی اور جب تک بحث مباحثہ کو نہ چھوڑدے
(فالمراء معطوف علی الکذب) گو سچا ہی ہو۔
ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث و مباحثہ
سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا کامل
نہونا ظلمت ہے اور اسی لیئے تم اہل طریقت
کو دیکھوگے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں

حدیث مرے ہوؤں کو برا مت کہو کہ
اس سے تم زندوں کو ایذا دوگے روایت کیا

ترک العبث من الاقوال والافعال
ترک اقوال و افعال عبث

۸۱

ترک الجدال
ترک جدال

اشتفاع بقیۃ علیہ المیت
[illegible] غیبت میت

الاحياء الترمذي من
حديث المغيرة بن شعبة
ورجاله ثقات **ف** فيه كون
غيبة الميت اشد
لاشتماله على مفسدتين
اهانة الميت وايذاء الحي
**الحديث** لابي داؤد والترمذي
وقال غريب من حديث
ابن عمر اذكروا محاسن موتاكم
وكفوا عن مساويهم
وللنسائي من حديث
عائشة لا تذكروا موتاكم
الا بخير واسناده جيد
**ف** فيه ما في
ما قبله ولعل في السكوت
عن الحكمة الخاصة
اشارة الى حكم اخرى
كتعسر التحلل منه و
كاحتمال مغفرته ومزاحمة
المغتاب حكم الله
على هذا الاحتمال

۸۲

اسکو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے
اور اس کے رجال ثقات ہیں **ف** اس میں
دلالت ہے اسپر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا زندہ
کی غیبت کرنے سے زیادہ شدید ہے اس لئے
کہ وہ دو خرابیوں پر مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے
کی اہانت دوسرے زندہ کی ایذا رسانی۔
**حدیث**۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں
ہے اور ترمذی نے غریب بھی کہا ہے حضرت
ابن عمر کی حدیث سے کہ مُردوں کی خوبیاں
ذکر کیا کرو اور انکی برائیوں (کے ذکر) سے رکے رہا کرو اور
نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت سے یہ ہے کہ اپنے
مردوں کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور اسکی اسناد
جید ہے **ف** اسمیں بھی وہی مضمون ہے
جو اسکی قبل والی حدیث میں ہے اور شاید
کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا (جیسے حدیث
سابق میں بیان کی تھی) اشارہ ہو دوسری
حکمتوں کیطرف جیسے مردہ سے معاف
کرانے کا دشوار ہونا اور جیسے یہ احتمال ہوتا
کہ اسکی مغفرت ہوگئی ہو اور اس احتمال پر
یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالے کے
حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

# کتاب ذم الغضب

الحدیث سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبعدنی من غضب اللہ قال لا تغضب الطبرانی فی مکارم الاخلاق وابن عبد البر فی التمہید باسناد حسن وھو عند احمد وان عبد اللہ ابن عمرو ھو السائل اھ قلت ترجمہ العارف الرومی بقولہ ؎

گفت از خشم خدا چہ بود اماں + گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف باب عظیم من السلوک فی الطریق

الحدیث من اصبح امنا فی سربہ معافی فی بدنہ عندہ قوت یومہ فکانما حیزت لہ الدنیا بحذافیرھا الترمذی وابن ماجہ

# کتاب مذمت غضب

**حدیث**۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون چیز مجکو غضب الٰہی سے دور کر سکتی ہے آپ نے فرمایا تو غضب مت کرنا۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے مکارم اخلاق میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں بھی ہے اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو سوال کرنے والے ہیں فقط میں کہتا ہوں کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اسکا ترجمہ کیا ہے ؎

گفتم از خشم خدا چہ بود اماں
گفت ترکِ خشم خویش اندر زماں

**ف** اس حدیث کا مضمون سلوک طریق کا ایک باب عظیم ہے (یعنی غصہ کا ضبط کرنا)

**حدیث** جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اوس کے نفس میں امن ہو اوس کے جسد میں عافیت ہو اوس کے پاس اس دن کا کھانے کو ہو تو گویا دنیا تمامہا اوس کے لیے جمع کر دی گئی روایت کیا اسکو ترمذی

فائدہ الغضب
ذم الغضب

۸۳

الفتاعة والعافية
فضیلت قناعت و عافیت

حدیث عبید اللہ بن محصن
دون قولہ بحذافیرہا قال
الترمذی حسن غریب قلت
ترجمہ العارف الرومیؒ بقولہ
چون ترا نانے وخرقانے بود
ہر بن موئے تو سلطانے بود

**ف** فیہ تعلیم القناعۃ
واغتنام الامن والعافیۃ

۸۴ ذم بعض الفقر — مذمت بعض فقر

**الحدیث** کاد الفقر ان یکون کفرا
وکاد الحسد ان یغلب القدر رواہ ابو مسلم
الکشی والبیہقی فی الشعب
من روایۃ یزید الرقاشی عن
انس ویزید ضعیف ورواہ الطبرانی
فی الاوسط من وجہ اٰخر بلفظ
کادت الحاجۃ ان تکون کفرا وفیہ ضعف ایضا

**ف** فیہ عدم کون الفقر محمودا
علی الاطلاق۔

النفع العظیم فی حب الشیخ — نفع عظیم محبت شیخ

**الحدیث** الرجل یحب القوم ولما
یلحق بہم فقال ہو مع من احب متفق
علیہ من حدیث ابن مسعودؓ

**ف** فیہ کون حب الشیخ
فیہ نفع عظیم

اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن محصن کی حدیث سے بجز
اس لفظ کے یعنی بحذافیرہا۔ ترمذی نے اس کو
حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عارف
رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے

شعر چوں ترا نانے وخرقانے بود
ہر بن موئے تو سلطانے بود

**ف** اس حدیث میں تعلیم ہے قناعت کی اور
(اعمال کے لیے) امن وعافیت کو غنیمت سمجھنے کی

**حدیث**۔ فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ کفر
ہوجائے اور حسد قریب ہے کہ قدر پر غالب آجائے
روایت کیا اسکو ابو مسلم کشی نے اور بیہقی نے
شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ
انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں
دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت
الحاجۃ الخ اور اس طریق میں بھی ضعف ہے

**ف** اسمیں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم ہوتا ہے

**حدیث**۔ ایک شخص کسی جماعت سے محبت کرتا ہے اور اسکو
ان کے درجہ تک رسائی نہیں ہوئی آپ نے فرمایا کہ وہ شخص انہی
کیساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ابن مسعودؓ
کی حدیث سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت سے نفع
عظیم ہوتا ہے (اسی لئے اہل طریق کو اسکا بہت اہتمام ہے)

(باقی)

# کتاب ذم الدنیا

**الحدیث** الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر مسلم من حدیث ابی ہریرۃ
**ف** فیہ ان من شان المومن عدم لصوق قلبہ بالدنیا

**الحدیث** الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ من حدیث ابی ہریرۃ وزاد الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم ومتعلم

**الحدیث** حدیث ابی موسے الاشعری من احب دنیاہ اضر باخرتہ الحدیث احمد والبزار والطبرانی وابن حبان والحاکم وصححہ وتمامہ

# کتاب مذمت دنیا

**حدیث** دنیا مومن کا جیلخانہ ہے اور کافر کی باغ وبہار ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مومن کی شان یہ ہونا چاہیئے کہ اِس کا دل دنیا میں نہ لگنا چاہیئے جسطرح جیلخانہ سے گھبراتا ہے۔

**حدیث** دنیا بھی راندۂ درگاہ ہے اور جو دنیا میں ہے وہ بھی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسکو حسن کہا اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر (یہ چیزیں مستثنیٰ ہیں) ذکر اللہ اور جو (چیز) اوس کے تابع (اور اُس کے متعلق ہے) اور عالم اور طالب علم (یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم داخل ہے اور عالم وطالب علم کا تعلق علم سے ظاہر ہے اسیطرح سب مانِ دین)

**حدیث** ابو موسیٰ کی حدیث کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو ضرر پہونچاویگا الخ اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی اور اس کا تتمہ یہ ہے

ما التوحش عن الدنیا
وحشت از دنیا

۸۵

عہ فی القاموس فی معانی الولی التابع ۱۲ منہ

ومن احب آخرته اضربدنیاه فاثروا ما یبقی علی یفنی

جو شخص اپنی آخرت سے محبت کریگا وہ اپنی دنیا کو ضرر پہونچاوے گا پس تم باقی کو فانی پر ترجیح دو۔ (جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا غیر ممکن ہے)

**الحدیث** حب الدنیا راس کل خطیئۃ ابن ابی الدنیا فی ذم الدنیا والبیھقی فی شعب الایمان من طریقہ من روایۃ الحسن مرسلا

**حدیث**۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے ذم دنیا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے حسن کی روایت سے مرسلاً۔

**الحدیث** الدنیا دار من لادار لہ الحدیث احمد من حدیث عائشۃ مقتصراً علی ھذا وعلی قولہ ولہا یجمع من لاعقل لہ وزاد ابن ابی الدنیا والبیھقی فی الشعب من طریقہ ومال من لامال لہ واسنادہ جید

**حدیث**۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو الخ روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ (مذکورہ) پر اور (اسکے ساتھ) دوسرے اس جملہ پر کہ اوس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جسکو عقل نہ ہو اکتفا کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب میں ابن ابی الدنیا کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو اور اس کی سند جید ہے۔

**ف** فی کل من الاربعۃ تنفیر عن الدنیا

**ف** ان چاروں حدیث میں دنیا سے نفرت دلائی گئی ہے۔

۸۶

التنفیر عن الدنیا
تنفیر از دنیا

# کتاب ذم البخل

# کتاب مذمت بخل

الحدیث لا تتخذوا الضیعۃ فتحبوا الدنیا الترمذی والحاکم وصحح اسنادہ من حدیث ابن مسعود بلفظ فترغبوا ف وفیہ ما فی الاربعۃ الماضیۃ بزیادۃ ان فی الضیعۃ زیادۃ لصوق بالدنیا

حدیث جائداد کا سامان مت کرو کہ اس سے تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو (دنیا کی) رغبت ہو جائیگی ف اس حدیث میں بھی اوپر کی چار حدیث والا مضمون ہے اتنی زیادت اور ہے کہ جائداد میں دنیا کے ساتھ زیادہ تعلق ہو جاتا ہے۔

الحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط من حدیث عمرو بن العاص بسند صحیح بلفظ نعما وقال للمرء ف وفیہ کون الدنیا غیر مذمومۃ اذا کانت معینۃ فی الدین۔

حدیث نیک مال نیک آدمی کیلئے اچھا ہے روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں عمرو بن عاص کی حدیث سے صحیح سند کے ساتھ بلفظ نعما اور دونوں نے للرجل کی جگہ للمرء کہا ہے (معنے دونوں کے ایک ہیں) ف اس میں دلالت ہے کہ دنیا جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

الحدیث عز المومن استغناءہ عن الناس الطبرانی فی الاوسط والحاکم وصحح اسنادہ الی اخر ما قال

حدیث مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اسکی اسناد کو صحیح کہا اون کے آخر قول تک

ما یشغل السالک عن ...

۸۷ اعانۃ المال الصالح علی الآخرۃ — عدم ذم الدنیا المعینۃ فی الدین

کون العز فی الاستغناء — بعد ...

ف فیہ حقیقۃ العز انہا بالاستغناء لا بالاستقصاء وھو مشاہد

الحدیث حدیث ابن عمر ان للہ عبادا یخصہم بالنعم لمنافع العباد الحدیث الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابونعیم وفیہ محمد بن حسان السمتی وفیہ لین ووثقہ ابن معین یرویہ عن ابی عثمان عبداللہ بن زید الحمصی ضعفہ الازدی وتمامہ فمن بخل بتلک المنافع علی العباد نقلہا اللہ تعالیٰ عنہ وحولہا الی غیرہ

ف فیہ تہدید علی الضنۃ فی ایصال النفع دنیویا کان او دینیا لاسیما ان کان عن ادلال وترجمہ بعضہم بقولہ۔

خاص کند بندۂ مصلحت عام را

ف اِس حدیث میں عزت کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ استغنار سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ (دنیا کے مال وجاہ میں) زیادہ کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے

حدیث ابن عمرؓ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اون کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتہ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے بندوں کے نفع کے لیئے الخ اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور اسمیں محمد بن حسان سمتی راوی ہے جس میں قدرے ضعف اور ابن معین نے اُنکی توثیق کی ہے وہ اسکو ابی عثمان عبداللہ ابن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں اُنکو ازدی نے ضعیف کہا ہے اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اون منافع میں بندوں پر بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اونکو اوس سے منتقل فرماکر دوسروں کیطرف منصرف کردیتا ہے ف۔ اسمیں تہدید ہی بندوں کو نفع پہونچانیمیں بخل کرنے پر خواہ دنیوی منفعت ہو خواہ دینی۔ بالخصوص اگر کمال پہ ناز اسکا منشا ہو بعض نے اِس کا ترجمہ کیا ہی خاص کند بندۂ مصلحت عام را

(باقی آیندہ)

حاشیہ: العمون الی الافادۃ ۔ دوم بخل در افادہ ۸۸

# كتاب ذم الجاه

الحديث منهومان لا يشبعان الحديث الطبراني من حديث ابن مسعود بسند ضعيف والبزار والطبراني في الاوسط من حديث ابن عباس بسند لين۔ قلت وفي حديث الدارمي صاحب العلم وصاحب الدنيا وروى البيهقي عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال منهومان لا يشبعان منهوم في العلم لا يشبع منه ومنهوم في الدنيا لا يشبع منها كذا في المشكوة وفيه مدح على الحرص على العلم وذم للحرص على الدنيا

الحديث روى ابن ابي الدنيا في كتاب الاخلاص من حديث عائشة بسند ضعيف يفضل الذكر الخفي الذي لا تسمعه الحفظة على الذي تسمعه

# کتاب مذمت جاہ

**حدیث**۔ دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا الخ روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف کے ساتھ اور بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند ضعیف سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے (کہ وہ دو حریص ایک) طالب علم اور (دوسرا) طالب دنیا اور روایت کیا بیہقی نے انسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اسیطرح ہے مشکوۃ میں **ف** اس حدیث میں حرص علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت ہے انتہیٰ

**حدیث**۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں حضرت عائشہ کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ ذکر خفی جسکو ملائکہ حفظۂ اعمال نہ سنتے ہوں اوس ذکر پر جسکو وہ سنتے ہوں

۸۹

ف دو حریص الدنیا [illegible]

اختفاء بعض الاعمال عن الملئکۃ واصل الذکر القلبی المحض
مطلع نبودن ملئکہ بر بعض اعمال و اصل ذکر قلبی محض

الحفظۃ سبعین درجۃ ف فیہ ان بعض الا عمال لا یطلع علیہ الکاتبون الکرام ومن ثم قال بعضہم ؎

میان عاشق ومعشوق رمزیست
کراما کاتبین راہم خبر نیست

وایض فیہ اصل للذکر القلبی المحض الذی لا حرکۃ فیہ للسان

ستر درجے فضیلت رکھتا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی کراما کاتبین کو بھی اطلاع نہیں ہوتی اور اسی سے بعض نے کہا ہے ؎

میان عاشق ومعشوق رمزیست
کراما کاتبین راہم خبر نیست

اور اسی سے اوس ذکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہو (جسکا بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض احکام فقہیہ میں جیسے قرأت ونکاح وغیرہ مستقل دلائل سے تلفظ شرط ہے)

۹۰

ذم الریاء
مذمت نمائش

الحدیث للشیخین من حدیث جندب من سمع سمع اللہ بہ ومن راءے راءے اللہ بہ ورواہ مسلم من حدیث ابن عباس ف فیہ من ذم الریاء ما ھو ظاھر

حدیث۔ بخاری ومسلم میں جندب کی حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے واسطے کچھ عمل کریگا اور جو شخص اظہار کے لیے کچھ کرے گا اللہ تعالی اوس (کے عیوب) کا اظہار کرے گا اور روایت کیا اس کو مسلم نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے ف اسمیں ریا ونمایش کی جو مذمت ہے ظاہر ہے

الحدیث مسلم من حدیث ابن مسعود مختصراسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الوسوسۃ

حدیث۔ مسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے

فقال ذالك محض الایمان
والنسائی فی الیوم
واللیلة وابن حبان فی صحیحه
ورواه النسائی فیه
من حدیث عائشة

**الحدیث** حدیث
ابن عباس
الحمد لله الذی
رد کید الشیطان
الی الوسوسة
ابو داؤد والنسائی
فی الیوم واللیلة
بلفظ کیده

**ف** فیهما عدم
المواخذة
علی الامور
الغیر
الاختیاریة
بل فیهما اشارة
الی السرور بها

**الحدیث** مسلم من حدیث

فرمایا کہ یہ خالص ایمان (کی علامت) ہے
اور نسائی نے یوم ولیلہ میں اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر نسائی
نے یوم ولیلہ میں اسکو حضرت عائشہ رض کی
حدیث سے روایت کیا ہے۔

**حدیث۔** ابن عباس رض کی حدیث کہ خدا
کے لیے حمد ہے جس نے شیطان کے چالوں
کو وسوسہ کیطرف پھیر دیا (کہ اعمال وعقائد
سے اوس کا تعلق نہ ہونے دیا) روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور نسائی نے یوم ولیلہ
میں کیدہ کے لفظ سے بجائے لفظ کید
الشیطان کے **ف** ان دونوں حدیثوں
میں امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا مذکور
ہے بلکہ (اس سے بڑھکر) ان دونوں میں
ان وساوس پر مسرور ہونیکی طرف اشارہ ہے
(اور یہی تدبیر بھی ہے اس سے نجات کی کہ
کچھ پروا نکرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا
قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں
جب وساوس پر خوش ہوتا ہوا دیکھے گا وسوسہ
ڈالنا چھوڑ دے گا)

**حدیث** مسلم نے ابوذر کی حدیث سے

۹۱ عدم المواخذة بالوسواس من دون العمل
مسرور بودن از وساوس

| | |
|---|---|
| ابی ذر لاتامرن علی اثنین ولا تلین مال یتیم **ف** فیہ عدم الوقوع فی التعلقات الغیر الواجبۃ للضعفاء کما فی ھذا الحدیث انی اراک ضعیفا | روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کبھی دو شخصوں پر بھی حاکم نہ بننا اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا **ف** اس حدیث میں دلالت ہے کہ ضعفا کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہیئے جیسا کہ اسی حدیث میں (اس ارشاد کی بنا میں یہی فرمایا) ہے کہ میں تم کو ضعیف دیکھتا ہوں (اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کرسکتا یا تو اُن تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا اور یا دوسرے واجبات میں اخلال کرے گا۔) |

مضرۃ التعلقات للضعفاء — ضرر تعلقات در ضعفا را

۹۲

## کتاب ذم الکبر — کتاب مذمت کبر

| | |
|---|---|
| **الحدیث** البذاذۃ من الایمان ابوداؤد وابن ماجۃ من حدیث ابی امامۃ بن ثعلبۃ **ف** مدلولہ ظاھر من ترك الزینۃ تواضعا | **حدیث**۔ ترک زینت (بھی) ایمان (کے شعبوں میں) سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی حدیث سے **ف**۔ مدلول اس کا ظاہر ہے یعنی براہ تواضع ترک زینت کرنا۔ (یعنی نہ تو تکلف وتزین کا اہتمام ہو اور نہ میلا کچیلا رہے کہ نظافت کی تاکید آئی ہے) |

ترک الزینۃ — ترک آرائش

(باقی آئندہ)

**الحديث** حديث ابی ثعلبة اذا رايت شحا مطاعا وھوی متبعا واعجاب كل ذی رای برايه فعليك بنفسك ابوداؤد والترمذی وحسنه وابن ماجه **ف** فيه ما عليه البعض من عدم التعرض لاجل وجود هذه الاعذار ظاهر ودع امر العامة

**حدیث** ابوثعلبہ کی حدیث کہ جب تم یہ حالت
دیکھو کہ حرص کی اطاعت کیجارہی ہے اور خواہش
نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے
اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو (اوسوقت)
تم اپنے نفس کی خبر لو (اور عامہ ناس سے تعرض مت
کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے
ودع امر العامۃ اور جن پر باقاعدہ حکومت
ہے وہ عامہ سے خارج ہیں) روایت کیا
اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے
اسکی تحسین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی
روایت کیا۔ **ف** اسمیں اوسکا ذکر ہے جو ۹۳
بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع وجوب کے)
کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان عذروں
کے ہوتے ہوئے عدم تعرض کی اجازت ہے)
اور ان عذروں کا وجود (اس وقت) ظاہر ہے
(اور چونکہ یہ عام تعرض واجب نہیں اس لیے
جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث
کے خلاف نہیں)

**الحديث** حديث لو لم تذنبوا لخشيت عليكم ما هو اكبر من ذلك العجب العجب البزار

**حدیث** اگر تم سے گناہ صادر نہ ہوں تو مجھ کو
[illegible]
[illegible]

وابن حبان فی الضعفاء والبیہقی فی الشعب من حدیث انس وفیہ سلام بن ابی الصہبا قال البخاری منکر الحدیث وقال احمد حسن الحدیث ورواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی سعید بسند ضعیف جدا **ف** فیہ ما یذکرہ العارفون من بعض الحکم التکوینیۃ للمعاصی ولا یلزم منہ الاذن فی مباشرتہا وانما المقصود منہ التخفیف فی غم المعاصی بحیث یفضی الی القنوط

ابن حبان نے ضعفاء میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس کی حدیث سے اور اسمیں سلام بن ابی الصہباء ہے اوسکو بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے اور احمد نے حسن الحدیث کہا ہے اور اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو غایت درجہ ضعیف ہے **ف** اسمیں وہ مضمون ہے جسکو عارفین ذکر کیا کرتے ہیں یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی صرف مقصود اس (مضمون) سے مرتکب معصیت کے اوس غم میں تخفیف کرنا ہے جو درجہ یاس تک پہونچ جاوے (جس سے پھر وہ نہ معصیت سے توبہ کرے نہ معصیت کو ترک کرے)

۹۴

**الحدیث**

ان اللہ لا ینظر الی صورکم تقدم قلت فی العزیزی ان اللہ لا ینظر الی صورکم

**حدیث** - اللہ تعالی تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے میں (اشرف) کہتا ہوں کہ (چونکہ وہ موقع میں نے تلاش نہیں کیا اس لئے دوسری جگہ سے سند نقل کرتا ہوں سو) عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالی تمہاری صورتوں کو (جنمیں اعمال ظاہرہ محضہ بھی آ گئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں صورت کی)

گو دن اصلاح الباطن اصلاح

| | |
|---|---|
| وامو الکم ولکن انما ینظر الی قلوبکم واعمالکم مرہ عن ابی ہریرۃ **ف** صریح فی کون اصلاح الباطن اصلا لان الاعمال لا یعتد بہا بدونہ وقول الرومی کالترجمۃ لہ **ع** | اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضؓ سے۔ **ف** حدیث صریح ہے اصلاح باطن کے اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا منافی نہ سمجھا جاوے کیونکہ اعمال بھی بدون اصلاح باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ واخلاص اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں باطن ہیں) اور مولانا رومیؒ کا یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے **ع** |
| ما بروں را ننگریم وقال را<br>ما دروں را بنگریم وحال را | ما بروں را ننگریم وقال را<br>ما دروں را بنگریم وحال را |

95

## کتاب التوبۃ من ربع المنجیات | کتاب التوبہ از ربع منجیات

| | |
|---|---|
| **الحدیث** الندم توبۃ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصحح اسنادہ من حدیث ابن مسعود ورواہ ابن حبان والحاکم من حدیث انس وقال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیہ حقیقۃ التوبۃ | **حدیث** نادم ہونا توبہ ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعودؓ کی حدیث اور ابن حبان اور حاکم نے انس کی حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر **ف** اس حدیث میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ✣ |

حقیقۃ التوبۃ

الحدیث الله افرح بتوبة
عبده المؤمن من
رجل نزل في ارض
فلاة دوية مهلكة
الحديث متفق عليه من
حديث ابن مسعود
وانس زاد مسلم في
حديث انس ثم قال
من شدة الفرح اللهم
انت عبدي وانا ربك
اخطأ من شدة الفرح
ورواه مسلم بدون
هذه الزيادة من
حديث النعمان بن بشير
ومن حديث ابي
هريرة مختصرا
ف فيه العفو عن
المغلوب ولو من
الفرح فكيف بالمحبة
والشوق

۹۶

العفو عن المغلوب

حال از مغلوب

**حدیث** اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے
اوس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک ایسی زمین میں ہو
جو بے آب وگیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے الخ
(اور ایسے جنگل میں اس کا اونٹ گم ہو گیا جس پر اس کا
خورد ونوش کا سامان تھا اب نہ کھانے پینے کو
رہا نہ سواری رہی پس ہلاکت کا منتظر ہو کر لیٹ رہا
آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے
پاس کھڑا ہے اوس وقت کس قدر خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ
اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں) روایت کیا
اسکو بخاری ومسلم نے ابن مسعود اور انس کی حدیث سے اور
مسلم نے انس کی حدیث میں یہ اور زیادہ کیا ہے یعنی اس
شخص نے شدت خوشی میں کہدیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے
اور میں تیرا رب ہوں (حضور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے
چوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی
حدیث سے بدون اس زیادتی کے مختصر روایت کیا ہے **ف** اس
حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے (کیونکہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو نقل کر کے نکیر نہیں فرمایا)
اگرچہ وہ فرح ہی سے ہو (جو کہ ایک حالت ناشی عن الدنیا ہے) تو
بھلا جو محبت و شوق سے مغلوب ہو اوسکا تو کیا پوچھنا ہے
جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہے

(باقی آئندہ)

**الحدیث** انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ مسلم من حدیث الاغر المزنی الا انہ قال فی الیوم مائۃ مرۃ وکذا عند ابی داؤد وللبخاری من حدیث ابی ہریرۃ انی لاستغفر اللہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ وفی روایۃ البیہقی فی الشعب سبعین لم یقل اکثر **ف** فیہ طریان التغیرات علی المنتہی ایضا تغیرا یلیق بشانہ فلا یتضجر السالک منہا مالم تفض الی المعصیۃ۔

**الحدیث** حدیث ابی سعید الخدری وغیرہ من الصحابۃ انکم

**حدیث**۔ میرے قلب پر کبھی غبار سا آجاتا ہے سو شب و روز میں ستر بار استغفار کرتا ہوں روایت کیا اسکو مسلم نے اغر مزنی کی حدیث سے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بھر میں سو بار (استغفار کرتا ہوں) اور اسی طرح ابوداؤد کے یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابوہریرہؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ اور بیہقی کی روایت میں شعب میں ستر ہے یہ نہیں کہ کہا کہ ستر سے زیادہ **ف** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ منتہی پر تغیرات طاری ہوتے ہیں جو اوسکی شان کے مناسب ہوتے ہیں سو سالک کو اون سے تنگدل نہ ہونا چاہیئے جبتک وہ معاصی تک نہ پہونچادیں (اور افضا الی المعصیت اختیاری ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تغیر دوسرے سالکین کے تمکین سے بھی ارفع ہے مگر آپکے تمکن کے مقابلہ میں تغیر ہے)

**حدیث**۔ ابوسعید خدری کی اور دوسرے صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کر گذرتے ہو کہ وہ تمھاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی تم اونکو بہت خفیف سمجھتے ہو اور

طریان التغیرات علی الکامل

۹۷

| | |
|---|---|
| تعملون اعمالا | ہم اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ |
| هی ادق فی اعینکم | میں کبائر میں سے سمجھتے تھے روایت کیا اسکو |
| من الشعر کنا | احمد اور بزار نے سند صحیح سے اور بجائے |
| نعدها علی | کبائر کے یہ کہا کہ مہلکات سے سمجھتے تھے اور |
| عهد رسول | روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت انس |
| الله صلی الله | کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے عبادة بن |
| علیه وسلم من | قرص کی حدیث سے اور اسکو صحیح الاسناد |
| الکبائر احمد و | کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے صوفیہ |
| البزار بسند صحیح | کی اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی |
| وقال من الموبقات | کہال نکالتے ہیں اور تدقیق مغائر ہے تعمق |
| بدل الکبائر | کے (جسکی نہی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں |
| ورواه البخاری | تو وہ صدود محفوظ رکھے جاتے ہیں جو |
| من حدیث | لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس لئے |
| انس واحمد | وہ اسکو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں صدود |
| والحاکم من حدیث | سے تجاوز ہو جاتا ہے اور وہ حدود سب کے |
| عبادة ابن قرص | ظاہر (اور سبکو معلوم) ہوتے ہیں (پس |
| وقال صحیح الاسناد | تدقیق مذکور تو مطلوب اور کمال تقوی ہے اور |
| **ف** فیه اصل | تعمق غلو فی الدین اور بدعت ہے تدقیق |
| لتدقیقات الصوفیة | کی مثال کوئی چیز رستہ میں گر پڑے اور |
| فی الاعمال | اسکو خود اٹھالے کسی اور سے فرمائش اوٹھانے |
| وهو غیر التعمق | کی نکرے اس احتمال سے کہ دوسرے کا |

۹۸

الفرق بین التدقیق والتعمق
فرق درمیان تدقیق و تعمق

فان فی الاول
حفظ الحدود
المخفیة عن
اعین الناس
وفی الثانی
التجاوز عنها
مع ظهورها
علیهم

**الحدیث** الدنیا مزرعة
الآخرة لم اجده بهذا
اللفظ مرفوعا وروی
العقیلی فی الضعفاء وابوبکر
بن لال فی مکارم الاخلاق
من حدیث طارق بن
اشیم نعمت الدار
الدنیا لمن تزود منها
لآخرته الحدیث واسناده ضعیف
**ف** مدلوله ظاهر من
کون الدنیا غیر مقصودة
بذاتها ومن کونها مقصودة
للآخرة فاهل الدنیا

حرج یا اوسکو گرانی ہو حضرات صحابہ کا بھی
معمول تھا تعمق کی مثال اپنے گھر اپنی ملک کا
کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑ گیا۔ اور گھر
والوں سے مانگا نہیں کہ مشابہ ہے سوال کے
چنانچہ میں نے ایک متقی کو جو کہ اس غلطی میں
مبتلا تھے متنبہ کیا بلکہ اسمیں ایذاء پہونچانا ہے
گھر والوں کو جبکہ اونکو اسکی اطلاع ہوگی کہ
باوجود حاجت کے مانگا نہیں)

**حدیث**۔ دنیا جائے زراعت ہے
آخرت کی مجکو اس لفظ کے ساتھ مرفوعا نہیں
ملی اور عقیلی نے ضعفاء میں اور ابوبکر بن لال
نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث
سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے
اوس شخص کے لیے جو اس سے آخرت کے
لئے سامان جمع کرے (پس بالمعنی ثابت ہے)
اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** مدلول اسکا
ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر
آخرت کے لئے مقصود ہے۔ پس اہل
دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں (اس لیئے
اوسکو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں)
اور تارکین دنیا میں جو زاہد ہیں اون کو دوسری

۹۹

فی خفاء عن الاول والزاھدون من التارکین بھا فی خفاء عن الثانی والعارفون عالمون بھما۔

بات کی خبر نہیں (اس لیئے وہ اس کے ترک میں مبالغہ کرتے ہیں) اور عارفین کو دونوں باتوں کی خبر ہے (اسلئے وہ اس اعانت فی الآخرت کا کام لیتے ہیں اور علی الاطلاق اوس سے نفور نہیں

**الحدیث** سبقت رحمتی غضبی مسلم من حدیث ابی ھریرۃ **ف** فیہ ما علیہ المحققون من غلبۃ التبشیر والتیسیر علیھم۔

**حدیث**۔(قدسی) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اس میں اصل ہے محققین کے مذاق کی کہ اون پر اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو بشارت اور آسانی کی باتیں تبلایا کرتے ہیں (کہ مشاہدہ رحمت سے یہ مذاق پیدا ہو جاتا ہے)

**الحدیث** الترمذی وصححہ والنسائی فی الکبری وابن ماجہ من حدیث سعد بن ابی وقاص وقال قلت یارسول اللہ ای الناس اشد بلاء فذکرہ دون ذکر الاولیاء وللطبرانی من حدیث فاطمۃ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون الحدیث **ف** فیہ کون البلاء من الرضا من علامات الولایۃ وتری اکثر الاولیاء مبتلین اما بالمرض واما بالعدو۔

**حدیث**۔ترمذی نے مع تصحیح روایت کیا اور نسائی نے کبری میں اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلاء میں پس اس حدیث کو ذکر کیا مگر اوس میں اولیاء کا ذکر نہیں ہے (صرف یہی ہے کہ سب سے زیادہ اشد بلاء میں انبیاء ہیں) اور طبرانی کے یہاں فاطمہؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلاء میں حضرات انبیاء ہیں پھر صالحین ہیں (صالحین بھی مرادف اولیاء کا ہے) **ف** اسمیں بلا کا جو کہ مع الرضا ہو علامات ولایت سے ہونا مذکور ہے اور تم اکثر اولیاء کو دیکھوگے کہ مبتلا ضرور ہوتے ہیں خواہ کسی مرض میں خواہ کسی مخالف (کی مخالفت) میں

حاشیہ: ۱۰۰
غلبۃ التبشیر
کون البلاء من علامات الولایۃ

**الحدیث** البزار من حدیث ابی سعید الخدری سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اصحاب الاعراف فقال ہم رجال قتلوا فی سبیل اللہ وہم عصاۃ لآبائہم فمنعتہم الشہادۃ ان یدخلوا النار ومنعتہم المعصیۃ ان یدخلوا الجنۃ وہم علی سور بین الجنۃ والنار الحدیث وفیہ عبد الرحمن بن زید ابن اسلم وہو ضعیف وللحاکم عن حذیفۃ قال اصحاب الاعراف قوم تجاوزت بہم حسناتہم النار وقصرت سیاٰتہم عن الجنۃ الحدیث وقال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیہ عدم الحکم علی احد من اہل المعصیۃ

**حدیث** - بزار نے ابو سعید خدری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی نسبت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو دخول نار سے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ ماننا دخول جنت سے مانع ہوگیا اور ایسے لوگ ایک دیوار پر ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہوگی (اعراف یہی ہے) اس حدیث (کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ایک قوم ہے کہ ان کی حسنات نے انکو دوزخ سے تو پار کر دیا اور اون کی سیئات جنت (میں داخل کرنے) سے قاصر رہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے **ف** اس میں یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہ کیا جاوے

۱۰۱

بالنار عسی ان تمنعہ بعض الحسنات عنھا۔

**الحدیث** اما انا لا انسی (مبنیا للفاعل من النسیان) ولکن انسی (مبنیا للمفعول من الانساء) لاشرع ذکرہ مالک بلاغا لا اسناد لہ وکذا قال حمزۃ الکتانی انہ لم یروہ من غیر طریق مالک وقال ابو طاہر الانماطی وقد طال بحثی عنہ وسوالی عنہ للائمۃ والحفاظ فلم اظفر بہ ولا سمعت عن احد انہ ظفر بہ قال وادعی بعض طلبۃ

ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اوسکے لئے دوزخ میں جانے سے مانع ہوجاوے۔

**حدیث** سن رکھو میں (نماز میں غفلت سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلادیا جاتا ہوں تاکہ (اوسکے احکام کو) مشروع کروں۔ ذکر کیا اسکو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں ہوئی اور ابو طاہر انماطی نے کہا اس کے متعلق ائمہ وحفاظ سے میری بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سو مجکو (سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے کسی سے یہ سنا کہ اوسکو پتہ لگا ہو اور بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعوی کیا ہے کہ اوسکے پاس یہ مسنداً واقع ہوئی ہے (مگر مالک کا بلاغ اس کے بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے) **ف** اس میں حکمت ہے کاملین کی لغزشوں کی (جوکہ بلا قصد نافرمانی اتفاقاً واقع ہوجاتی ہیں) تاکہ اوسوقت وہ حضرات (اونکے تدارک کے متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں اون معاملات میں

۱۰۲ حکمت زلات الکاملین

حکمت زلات کاملین

الحدیث انہ وقع لہ
مسندا **ف** فیہ
حکمۃ زلات الکاملین
لیقتدی بھم فی
معاملاتھم اذذاک

**الحدیث** المستغفر
من الذنب وھو مصر علیہ
کالمستھزئ بآیات اللہ
ابن ابی الدنیا فی التوبۃ
من طریق البیھقی فی
الشعب من حدیث
ابن عباس بلفظ
کالمستھزئ بربہ وسندہ
ضعیف **ف** فیہ
عدم الاعتداد بالتوبۃ
اللفظیۃ التی لاندم معھا
وقول بعضھم کالترجمۃ لہ

؎ سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

**الحدیث** ان العبد
لیحرم الرزق بالذنب

اونکا اقتدا کیا جاوے (اور اسی بنا پر مولانا
فرماتے ہیں ؎
خون شہیداں را ز آب اولی ترست
ایں خطا از صد صواب اولی ترست
اور ع کفر گیرد کاملے ملت شود

**حدیث** جو شخص گناہ سے توبہ کرے
اور اوسپر مصر بھی ہو (یعنی نادم نہو) ایسا ہے
جیسے احکام الٰہیہ سے استہزاء کرتا ہے (کہ ظاہر
کچھ باطن کچھ) روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا
نے توبہ میں اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے
بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث
سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے اپنے رب سے
استہزاء کرتا ہو اور سند اسکی ضعیف ہے
**ف** اس میں ایسی زبانی توبہ کا ناقابل
اعتبار ہونا مذکور ہے جسکے ساتھ (دل میں)
ندامت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا
ترجمہ ہے ؎
سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

**حدیث** - بیشک بندہ بعض اوقات
محروم ہوجاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جسکو

یصیبہ ابن ماجہ والحاکم وصحح اسنادہ واللفظ لہ الا انہ قال الرجل بدل العبد من حدیث ثوبان **ف** فیہ بعض مضار المعصیۃ کحرمان الرزق ویعم المعنوی کالبسط فبعض اقسام القبض یکون من المعصیۃ ولھذا الاحتمال یستغفر اھل اللہ وقت القبض

اختیار کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور حاکم نے مع تصحیح سند کے اور لفظ حاکم کے ہیں مگر حاکم نے بجائے لفظ عبد کے لفظ رجل کہا ہے یعنے شخص کے ثوبان کی حدیث سے **ف** اسمیں معصیت کی بعض مضرتیں مذکور ہیں جیسے رزق سے محروم ہوجانا اور یہ رزق معنوی کو بھی شامل ہے جیسے بسط (باطنی) پس بعض اقسام قبض کے معصیت سے بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی احتمال کے سبب اہل اللہ قبض کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

سبب بعض اقسام قبض از معصیت

۱۰۴

# کتاب الصبر والشکر

# کتاب صبر و شکر

**الحدیث** المھاجر من ھجر السوء والمجاھد من جاھد ھواہ ابن ماجہ بالشطر الاول والنسائی فی الکبری بالشطر الثانی کلاھما من حدیث فضالۃ بن عبید باسنادین جیدین **ف** فیہ کون المعنی اصلا للصورۃ ومر الشطر الثانی فی اٰخر کتاب ریاضۃ النفس۔

**حدیث** (اصل) مہاجر وہ ہے جو بُرے کاموں کو چھوڑ دے اور (اصل مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور اسکو مغلوب کرے) روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اول جملہ کے ساتھ اور نسائی نے سنن کبری میں دوسرے جملہ کیساتھ دونوں نے فضالہ ابن عبید کی حدیث سے دو جید سندوں سے **ف** اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا مذکور ہے اور جملہ ثانیہ آخر کتاب ریاضۃ النفس میں گذر چکا ہے

کون الباطن اصلا للظاہر

(باقی آئندہ)

الحديث يقال ان عيسى
عليه السلام مشى
على الماء قال
رصلى الله عليه
وسلم) لوازداد يقينا
لمشى على الهواء هذا
حديث منكر لا يعرف
هكذا والمعروف ما رواه
ابن ابى الدنيا فى كتاب
اليقين من قول بكر
ابن عبد الله المزنى قال
فقد الحواريون
نبيهم فقيل لهم توجه
نحو البحر فانطلقوا
يطلبونه فلما انتهوا
الى البحر اذا هو قد اقبل
يمشى على الماء فذكر
حديثا فيه ان عيسى
قال لو ان لابن آدم من
اليقين شعرة مشى
على الماء وفى شرح الاحياء

**حدیث**۔ کہا جاتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام
پانی پر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اون کا یقین اور زیادہ ہوتا
تو وہ ہوا پر چلتے یہ حدیث منکر ہے (یعنی
غیر ثقہ نے ثقات کے خلاف روایت کیا
ہے) یہ اس طرح معروف نہیں ہے (معروف
مقابل ہے منکر کا) اور معروف وہ ہے
جو ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں بکر
ابن عبداللہ مزنی کا قول نقل کیا ہے کہ
حوارین نے اپنے پیغمبر (عیسےٰ علیہ السلام)
کو (ایک بار) نہ پایا کسی نے کہا کہ وہ دریا
کی طرف گئے ہیں۔ وہ (دریا کی طرف)
اونکو تلاش کرتے ہوئے چلے جب دریا پر پہونچے
دیکھتے کیا ہیں کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے
آرہے ہیں پھر حدیث ذکر کی جس میں یہ
ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر
ابن آدم کو ایک بال برابر بھی یقین ہو تو پانی
پر چلنے لگے شرح زبیدی میں ہے کہ
میں کہتا ہوں کہ نیز ابن ابی الدنیا۔ اور
ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے
روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے

| | |
|---|---|
| للزبیدی قلت روی | کہا گیا کہ آپ کس چیز سے پانی پر چلتے ہیں فرمایا |
| ابن ابی الدنیا ایضا وابن | ایمان اور یقین سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھی |
| عساکر عن فضیل بن | ایمان رکھتے ہیں جیسا آپ ایمان رکھتے ہیں اور ہم بھی یقین |
| عیاض قال قیل لعیسی | رکھتے ہیں جیسا آپ یقین رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تو اس |
| ابن مریم بای شئ | حالت میں چلو وہ اون کے ساتھ چلے پھر |
| مشی علی الماء قال | ایک موج آگئی تب لگے غوطہ کہانے اون سے |
| بالایمان والیقین | عیسے علیہ السلام نے فرمایا تم کو کیا ہوا کہنے |
| قالوا فانا امنا کما | لگے ہم موج سے ڈر گئے آپ نے فرمایا تم رب |
| امنت وایقنا کما | موج سے کیوں نہ ڈرے پھر اُن کو آپ نے |
| ایقنت قال فامشوا | (دریا سے) نکالا زبیدی کا قول ختم ہوا۔ |
| اذاً فمشوا معہ فجاء | اور ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں |
| الموج فغرقوا فقال | سند ضعیف سے معاذ بن جبل کی حدیث سے |
| لھم عیسے مالکم | روایت کیا ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالی کی ایسی |
| قالوا خفنا الموج | معرفت ہوتی جیسا معرفت کا حق ہے تو |
| قال الا خفتم رب | تم دریاؤں پر چلتے اور تمھاری دعاؤں سے |
| الموج فاخرجھم وروی | پہاڑ (اپنی جگہ سے) ٹل جاتے **ف** مراد |
| ابو منصور الدیلمی فی | یقین سے اس مقام پر یہ ہے کہ بعض واقعات |
| مسند الفردوس بسند | کونیہ کی نسبت بعض تصرفات حق کا ایسا |
| ضعیف من حدیث | جازم خیال ہو جس میں جانب مخالف کا احتمال |
| معاذ بن جبل لو | ہی نہو مثلاً یہ پختہ خیال کر لیا کہ میں اگر پانی |
| عرفتم اللہ حق معرفتہ | پر چلوں گا تو اللہ تعالی مجکو غرق نہ کریں گے) |

۱۰۶ — تفسیر مراد الیقین بالمعنی الخاص

لمشيتم على البحور
ولزالت بدعائكم
الجبال في المراد
باليقين ههنا هو
الجزم ببعض تصرفات
الحق في بعض الحوادث
اليومية بحيث
لا يحتمل النقيض وهو
قسم من التوكل و
هذه خاصية عادة
الا لمانع خاص
وليس من لوازم الايمان
ولا من خواصه نعم يزداد
بركته بالايمان وهو معنى
قول عيسى عليه السلام
بالايمان واليقين وحديث
معاذ لو عرفتم اي لو
ايقنتم وعرفتم والمقصود
بيان خاصيته لا فضيلته
ولو اشكل عليك ان
الغزالي كيف جوز هذا

اور یہ توکل کی ایک قسم ہے اور یقین (بالمعنی
المذکور) کی عادۃً یہ خاصیت ہے مگر کسی
مانع خاص سے (اس کا تخلف بھی ہوجاتا ہے)
اور یہ یقین (بالمعنی) نہ لوازم ایمان سے ہے
(ممکن ہے کہ ایک شخص کامل الایمان ہو اور
خیال اس درجہ کا اوسکو حاصل نہو) اور نہ
خواص ایمان سے ہے (ممکن ہے کہ یہ خیال
اس درجہ کا کسی غیر مومن کو بھی حاصل ہوجاوے)
البتہ ایمان سے اس (خیال) میں برکت زائد
ہوجاتی ہے اور یہی (ازدیاد برکت) معنی
ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے کہ ایمان
اور یقین سے اور (یہی معنی ہیں) حدیث
معاذ کے اگر تمکو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی
یعنی اگر تمکو یقین اور معرفت حاصل ہوتی اور
مقصود ان روایات میں یقین کی خاصیت
کا بیان کرنا ہے نہ کہ اوسکی فضیلت کا
بیان کرنا اور اگر تم کو یہ اشکال واقع ہو کہ
امام غزالی نے اس روایت مذکورہ کو کیسے
جائز رکھا کہ اوسکو [illegible] ذکر کردیا جبکہ
حضرت علیؓ سے اون کا قول منقول ہے
کہ اگر میرے لیے سب پردے اٹھا دیے جاویں

107

الروایة المنکرة مع قول
علیؓ لو کشف لی الغطاء ما
ازددت یقیناً انہ یستلزم
بلوغ علیؓ الی اقصے
مراتب الیقین وعدم
بلوغ عیسے علیہ
السلام الیہ فیلزم منہ
تفضیل الولی علی النبی
وھو باطل فالملزوم مثلہ
فازحہ بان المراد بہ فی
قول علیؓ علی تقدیر
ثبوتہ ھو الایمان
ولا دلیل علی عدم
بلوغ عیسی علیہ
السلام الی اقصے
مراتبہ بل اقصے
مراتب ایمان
الولی لا یبلغ ادنے
مراتب ایمان النبی
فضلا عن اقصی
مراتبہ فافھم حق الفہم

تب بھی میرے یقین میں ترقی نہ ہو (بلکہ
جتنا یقین اوسوقت حاصل ہوتا وہ اب بھی
حاصل ہے اور اشکال) اِس لئے (ہوسکتا ہے)
کہ اِس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علیؓ تو انتہائی
مراتب یقین تک پہونچے ہوئے تھے اور عیسے
علیہ السلام اوس مرتبہ تک پہونچے ہوئے
نہ تھے اور اِس سے ولی کی فضیلت نبی
پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے پس جس سے
یہ بات لازم آتی ہو وہ بھی باطل ہے (پس اس
روایت کی صحت کا احتمال ہی نہیں ہوسکتا
پھر غزالیؒ اسکو کیوں لائے) سو اس
اشکال کو اس طرح زائل کرو کہ مراد یقین سے
حضرت علیؓ کے قول میں بشرطیکہ یہ قول
ثابت بھی ہو ایمان ہے (معنے مراد نہیں جسمیں
کلام ہے) اور اسکی کوئی دلیل نہیں کہ عیسے
علیہ السلام ایمان کے انتہائی مراتب تک
پہونچے ہوئے نہ تھے (نعوذ باللہ منہ) بلکہ ولی کا
انتہائی مرتبہ ایمان کا نبی کے ایمان کے ابتدائی مرتبہ
تک بھی نہیں پہونچتا چہ جائیکہ اوس کے انتہائی
مرتبہ تک پہونچ سکے خوب اچھی طرح سمجھ لو (مزید شرح
اسکی کلید مثنوی دفتر سادس کے عشر ثالث میں ہے)

۱۰۸

(باقی آیندہ)

**الحدیث** متفق علیہ من
حدیث ابی ھریرۃ لن یدخل
احدکم عملہ الجنۃ قالوا ولا انت
یارسول اللہ قال ولا انا
الا ان یتغمدنی اللہ
منہ بفضل رحمتہ
وفی روایۃ لمسلم ما من
احد یدخلہ عملہ الجنۃ
الحدیث واتفقا علیہ
من حدیث عائشۃ
وانفرد بہ مسلم
من حدیث جابر
**ف** صریح فی ما قالوا
ان اصل مناط الوصول
وعلتہ ھو الجذبۃ لا السلوک
المحض نعم لا ینکر
اشتراطہ فی الاکثر وعبارۃ
بعضھم فیجذبۃ من
جذبات الحق تعالے
خیر من عمل الثقلین
**الحدیث** حدیث عقبۃ بن عامر

**حدیث** بخاری ومسلم نے ابوہریرہ کی حدیث
سے روایت کیا کہ کسی شخص کو اوس کا عمل جنت
میں داخل نہ کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اور
نہ آپ (عمل سے داخل جنت ہوں گے)
یارسول اللہ آپ نے فرمایا اور نہ میں مگر یہ کہ اللہ
تعالیٰ مجکو اپنے فضل و رحمت میں ڈھانک
لے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے
کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اوسکا عمل اوسکو
جنت میں داخل کرے الخ اور بخاری و
مسلم دونوں اس پر متفق ہیں حضرت
عائشہ کی حدیث سے اور مسلم اس میں منفرد
ہیں جابر کی حدیث سے **ف** حدیث
صریح ہے اس مضمون میں جو اہل طریق نے
فرمایا ہے کہ اصل مدار اور علت وصول جذبہ
(الٰہیہ) ہے نہ کہ محض سلوک (اور اعمال)
البتہ عمل کے شرط ہونے کا انکار نہیں کیا
جا سکتا اکثر احوال میں اور بعض نے اسکو
اس عبارت سے تعبیر کیا ہے کہ حق تعالے
کا ایک جذبہ جذبات الٰہیہ سے تمام اعمال
سے افضل ہے۔

**حدیث** عقبہ بن عامر کی حدیث ہے

۱۰۹

اذا رایتم الرجل یعطیہ اللہ ما یحب وھو مقیم علی معصیتہ فاعلموا ان ذلک استدراج الحدیث احمد والطبرانی والبیھقی فی الشعب بسند حسن

**ف** شمل ما یحب المواجید والاذواق فلا یستدل بوجودھا علی بقاء النسبۃ الباطنیۃ کما اغتربھا المبطلون المدعون لقوۃ نسبتھم بحیث لا تزول بالمعاصی فالمجتمع مع المعاصی لیست ھی النسبۃ المطلوبۃ التی ھی تعلق من العبد بالذکر والطاعۃ ومن الحق بالرضا

تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالی اوسکو تمام اوسکی خواہشیں اور مرادیں دے رہا ہے اور وہ اپنے معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو کہ یہ استدراج ہے روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں سند حسن سے **ف** مرادیں مواجید واذواق بھی داخل ہو گئے پس اون کے بقا سے نسبت باطنیہ پر استدلال نہ کیا جاوے جیسا کہ اہل باطل کو دہوکا ہو گیا ہے جو دعوی کرتے ہیں کہ اون کی نسبت باطنیہ ایسی قوی ہے کہ معاصی سے بھی زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ جو چیز معاصی کیساتھ جمع ہو جاتی ہے وہ نسبت مطلوبہ نہیں ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ عبد کی جانب سے (حق کے ساتھ) ذکر و طاعت کا تعلق ہو اور حق کی جانب سے (عبد کے ساتھ) رضا کا تعلق ہو اور ظاہر ہے کہ معاصی کے ساتھ رضا کہاں

بقاء الاحوال مع المعاصی استدراج
استدراج بودن بقاء احوال مع المعاصی
۱۱۰

## کتاب الخوف والرجاء

## کتاب الخوف والرجاء

الحدیث حدیث زید الخیل جئت لا سالک

**حدیث** زید خیلی کی جو یہ حدیث ہے کہ میں لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے یہ پوچھوں

عن علامة الله فيمن يريد
وعلامته فيمن لا يريد
الحديث الطبراني في
الكبير من حديث ابن
مسعود بسند ضعيف
وفيه انه قال
له انت زيد الخير وكذا
قال ابن ابي حاتم
سماه النبي صلى الله
عليه وسلم الخير
ليس يروى منه
حديث وذكره
في حديث يروى فقام
زيد الخير فقال
يا رسول الله الحديث
سمعت ابي يقول
ذلك وتمامه
فقال كيف اصبحت قال
اصبحت احب الخير واهله و
اذا قدرت على شئ
منه سارعت اليه

کہ اللہ تعالیٰ کی کیا علامات ہیں اوس شخص
کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہوں اور اوس
شخص کے متعلق جسکو وہ نہ چاہتے ہوں
اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود
کی حدیث سے بسند ضعیف روایت
کیا ہے اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ آپنے
اون سے فرمایا تو زید خیر ہے (آپنے
خیل کو خیر سے بدل دیا) اور اسیطرح کہا ہے
ابن ابی حاتم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اون کا نام خیر رکھدیا اون سے
کوئی حدیث مروی نہیں اور انہوں نے
اون کا ذکر صرف ایک حدیث میں کیا ہے
جو مروی ہے یعنی زید خیر کھڑے ہوئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ اخیر حدیث تک
میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ یہ
فرماتے تھے اور تتمہ اوس کا یہ ہے کہ
آپ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح
کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس
حال میں صبح کی کہ میں خیر سے اور اہل
خیر سے محبت کرتا ہوں اور جب میں
کسی خیر پر قادر ہوتا ہوں تو اوسکی طرف

۱۱۱

وایقنت بثوابہ واذا فاتنی منہ شئی حزنت علیہ و حننت الیہ فقال ھذہ علامۃ اللہ فیمن یرید ولو ارادک للاخرۃ ھیأک لھا ثم لا یبالی فی ای اودیتھا ھلکت **ف** فیہ تصریح بہ من ان الرجاء المحض بدون العمل مع القدرۃ علیہ غرور محض

دوڑتا ہوں اور اوس کے ثواب کا یقین کرتا ہوں اور جب کوئی خیر میرے ہاتھ سے نکل جاتا ہے میں اوس پر غمگین ہوتا ہوں اور اوسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی علامت ہے اوس شخص کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہیں اور اگر تمکو کسی دوسری بات کیلئے چاہتے (یعنی ضلال و وبال کیلئے) تو تم کو اوس کے لیئے تیار کرتے پھر پروا بھی نکرتے کہ تم اوسکے کسی وادی میں بھی ہلاک ہوجاتے۔ **ف** اسمیں وہ مسئلہ ہے جسکی محققین نے تصریح کی ہے کہ رجا محض بدون عمل کے باوجود عمل پر قادر ہونیکے محض نفس کا فریب ہے۔

مثل غرور بودن رجا بدون عمل

وجود الرجاء بدون العمل غرورا

۱۱۳

**الحدیث** لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ مسلم من حدیث جابر **ف** یدل باطلاقہ علی کون الرجاء غیر مشروط بالعمل مع العجز عنہ کما فی قرب الموت

**حدیث** تم میں سے کسیکو موت نہ آنے پائے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ گمان نیک رکھتا ہو روایت کیا اسکو مسلم نے جابر کی حدیث سے **ف** یہ حدیث اپنے اطلاق سے اسپر دال ہے کہ رجا عمل کیساتھ مشروط نہیں جبکہ عمل پر قدرت نہو جیسا موت کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

اعتبار رجاء عاجز بدون عمل

اعتبار رجاء العاجز عن العمل بدونہ

باقی آئندہ

**الحدیث** انا عند ظن
عبدی بی فلیظن
بی ما شاء
ابن حبان
من حدیث
واثلة بن الاسقع
وھو فی الصحیحین
من حدیث
ابی ھریرة دون قولہ
فلیظن بی ما شاء ف
ھو مجمل یفصلہ الحدیثان
السابقان و
الایمان شرط فی کل حال
**الحدیث** لو تعلمون
ما اعلم لضحکتم قلیلا
ولبکیتم کثیرا الحدیث
وفیہ ھبط جبریل
الحدیث ابن
حبان فی صحیحہ من
حدیث ابی ھریرة فاولہ
متفق علیہ من حدیث

**حدیث** (قدسی) میں (یعنی حق تعالی)
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں
پس میرے ساتھہ جو چاہے گمان کرے
روایت کیا اسکو ابن حبان نے واثلہ بن
الاسقع کی حدیث سے اور یہ حدیث
صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے ہے اوس میں
یہ مضمون نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے
گمان کرے **ف** یہ حدیث مجمل ہے
اوپر کی دو حدیثیں اس کی تفصیل کرتی
ہیں (یعنی یہ حسن ظن قدرت کے وقت
عمل کے ساتھ معتبر ہے اور عجز کے وقت
بدون عمل بھی معتبر ہے) اور ایمان
ہر حال میں شرط ہے۔
**حدیث** اگر تم کو ان باتوں کی خبر
ہو جیکی مجکو خبر ہے تو تم بہت کم ہنسو
اور کثرت سے رویا کرو اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے الخ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح
میں ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت
کیا ہے پس اس حدیث کا اول حصہ
شیخین کا روایت کیا ہوا ہے حضرت

۱۱۳

انس ورواه بزيادة
وأخرجهم إلى
الصحراء
أحمد والحاكم
وتمامه فقال
إن ربك يقول
لك لم تقنط عبادي
فخرج عليهم
ورجاهم و
شوقهم ف
فيه أدب
الشيخ من تغليب
الرجاء على الخوف
لمن هو بصدد
الحيازة لغاية
الخوف من الاهتمام
للآخرة كدأب
الصحابة رض
الحديث المؤمن أفضل
من الكعبة ابن ماجة
من حديث

انس کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے اسکو
اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے
(کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا)
اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اور تتمہ اسکا
یہ ہے کہ پس جبریل علیہ السلام نے کہا
کہ آپ کے پروردگار فرماتے ہیں کہ آپ
میرے بندوں کو ناامید کیوں کرتے ہیں پس
آپ اون لوگوں کے پاس تشریف لائے
اور اونکو امید دلائی اور شوق دلایا (تا کہ
زیادت تخویف کا تدارک ہو جاوے)
**ف** اس حدیث میں شیخ کا ادب ہے کہ
خوف پر رجا کو غالب رکھا کرے ایسے
لوگوں کے لیے جو کہ خوف کی حکمت یعنی
اہتمام آخرت کے سامان کی کوشش میں لگے
ہوں جیسے صحابہ کی شان تھی (کہ اہتمام آخرت
میں شدت سے مشغول تھے جس سے خوف
کی غایت حاصل تھی تو اون کے لیے خوف سے
زیادہ ضرورت رجا کی ہے)
**حدیث** مؤمن کعبہ سے افضل ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث
سے ان الفاظ سے کہ (اے کعبہ) تو کسقدر

۱۱۴ تفضیل الرجاء من الخوف للعامل للآخرة
[illegible]

ابن عمر بلفظ ما اعظمك واعظم حرمتك والذی نفسی بیدہ لحرمة المؤمن اعظم حرمة منك مالہ ودمہ وان یظن بہ الا خیرا وشیخہ نصر بن محمد ابن سلیمان الحمصی ضعفہ ابو حاتم ووثقہ ابن حبان

ف فیہ فضل المومن علی الکعبة ولو جزئیا ومنہ قول بعضہم ؎

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

فان المؤمن ھو القلب لقولہ تعالی ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ولا یخالجنك ان مدلول الحدیث

عظیم ہے اور تیری حرمت کسقدر عظیم ہے (مگر) قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (کہ) البتہ مومن کی حرمت تیری حرمت سے اعظم ہے اوسکا مال بھی اور اوسکی جان بھی اور اوس کے ساتھ خیر ہی کا گمان کیا جا سکتا ہے اور ابن ماجہ کے شیخ یعنی نصر بن محمد بن سلیمان حمصی کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے اون کی توثیق کی ہے ف اس حدیث میں مومن کا کعبہ پر فضیلت رکھنا مذکور ہے اگرچہ یہ فضیلت جزئیہ ہو (اسی لئے اوسکا جہت سجدہ ہونا لازم نہیں آتا) اور اسی سے بعض کا مقولہ ہے ؎

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کیونکہ مومن قلب ہی ہے حسب ارشاد حق تعالی کے کہ ابھی تک ایمان تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا پس مومن کا افضل ہونا جیسا کہ حدیث میں ہے اور دل کا افضل ہونا جیسا قول بعض میں ہے ہم معنی ہے) اور تمکو یہ خلجان نہ ہو کہ حدیث کا مدلول تو صرف حرمت میں اعظم ہوتا ہے

لہ ان تاویلہ یظن مبنی للمفعول ۱۲ منہ

۱۱۵

تفضیل المؤمن علی الکعبة

إنما هو لا عظمية في الحرمة
بمعنى لزوم الاثم بانتهاكها
فوق الكعبة من
وجه لكون حق العبد
اشد من حق الله و
هو لا يستلزم
افضلية والا لزم
القول بافضلية
مال المسلم ايضا وهو
باطل لانا لا نستدل
بقوله حرمة المؤمن الخ
بل بقوله ما اعظمك الدال
على العظم الذاتي فلا
بارادة المقابلة على عظمية
المؤمن ذاتا والا
لكان ذكر العظم الذاتي
خاليا عن الفائدة ولا يسوغ القول

جسکے معنی یہ ہیں کہ اوس (مومن) کی حرمت
پر حملہ کرنے سے بہ نسبت بے ادبی کعبہ کے
من وجہ گناہ زیادہ لازم آتا ہے بوجہ اسکے
کہ حق العبد اشد ہے حق اللہ سے
اور یہ مستلزم فضیلت (ذات) کو نہیں
ورنہ لازم آتا ہے کہ مال مسلم کی فضیلت
کے بھی قایل ہوں (کہ وہ بھی دم کے
ساتھ مذکور ہے) حالانکہ یہ باطل ہے
(سو یہ خلجان نہ ہو) کیونکہ ہم اس قول سے
استدلال نہیں کرتے لحرمۃ المومن الخ
بلکہ ما اعظمک سے استدلال کرتے
ہیں ۔ جو کہ عظمت ذات (کعبہ) پر دال ہے
پس چونکہ مقصود مقابلہ کرنا ہے اس سے
یہ قول مومن کی عظمت ذات پر دال
ہوگا ورنہ عظمت ذات (کعبہ) کا ذکر
بیفائدہ ہوگا اور (حدیث میں) اس کا
قائل ہونا جائز نہیں ۔

**الحديث** المؤمن اكرم
على الله من الملئكة
ابن ماجة من رواية
ابي المهزم يزيد بن سفيان

**حدیث** ۔ مومن اللہ تعالی کے نزدیک
ملائکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے ابوالمہزم یزید بن سفیان
کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

| | |
|---|---|
| عن ابی هريرة بلفظ المؤمن | ابوہریرہ سے ان لفظوں سے کہ مومن اللہ تعالیٰ |
| اكرم على الله من بعض | کے نزدیک بعض ملئکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے |
| الملئكة وابو المهزم | اور ابوالمہزم کو شعبہ نے ترک کر دیا ہے اور |
| تركه شعبة وضعفه | ابن معین نے اوسکو ضعیف کہا ہے۔ اور |
| ابن معين ورواه | روایت کیا اسکو ابن حبان نے ضعفاء میں |
| ابن حبان فی | اور بیہقی نے شعب میں اسی طریق سے مصنف |
| الضعفاء والبیهقی | کے الفاظ سے (یعنی اوس میں لفظ بعض |
| فی الشعب | نہیں ہے) ف اس میں دلیل ہے مسئلہ |
| من هذا الوجه بلفظ | تفاضل بین البشر والملئکہ کے بعض اجزاء پر |
| المصنف ف فيه | اور بعض بشر کی فضیلت (ملئکہ پر جزئی |
| دليل على بعض اجزاء | ہے جیسے عوام مومنین کی کہ باوجود موانع |
| مسئلة التفاضل | طبعیہ کے کچھ اطاعت کرتے ہیں) اور بعض |
| بين البشر وبين الملئكة وفضل | کی کلی ہے جیسے حضرات انبیاء کی کہ قرب |
| البعض جزئی والبعض كلی | میں بھی افضل ہیں) |
| الحديث قال الله | حدیث ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے |
| تعالیٰ انما خلقت الخلق | مخلوق کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ |
| ليربحوا علی ولم | مجھ سے نفع حاصل کریں اور اس لئے |
| اخلقهم لاربح | پیدا نہیں کیا کہ میں اون سے نفع حاصل |
| عليهم لم اقف | کروں (عراقی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث |
| له على اصل | کی کسی اصل پر واقف نہیں ہوا) میں |
| قلت واليه | کہتا ہوں کہ اسی مضمون کی طرف مولوی |

(حاشیہ) التفاضل الجزئی الکلی بین علیٰ بعض الملئکہ — تفضیلات جزئیہ مومن بعض ملئکہ ۱۱۷

اشار الرومی بقوله ؎
من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
واصله فی القرآن من قوله تعالیٰ وهو یطعم ولا یطعم وقوله تعالیٰ لا نسئلک رزقا نحن نرزقک وقوله تعالیٰ ما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون ان الله هو الرزاق والمسئلة عقلية من امتناع استکماله تعالیٰ بالغیر فالحدیث اذن ثابت معنی وان لم یثبت لفظا۔

**الحدیث** لو لم تذنبوا لخلق الله خلقا یذنبون لیغفر لهم وفی لفظ لذهب بکم الحدیث مسلم من حدیث ابی ایوب واللفظ الثانی من حدیث ابی هریرة

رومی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎
من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
اور اس مضمون کی اصل قرآن مجید (کی ان آیات) میں ہے نمبر ۱ وہ اوروں کو کھلاتا ہے اوسکو کوئی نہیں کھلاتا۔ نمبر ۲ ہم تمسے رزق نہیں مانگتے ہم تمکو خود رزق دیتے ہیں نمبر ۳ میں اون (جن و انس) سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہہ چاہتا ہوں کہ وہ مجکو کھانا کھلادیں بیشک اللہ تعالیٰ وہ خود رزاق ہیں اھ اور یہ مسئلہ (مذکورہ فی الحدیث) عقلی ہے کہ حق تعالیٰ پر استکمال بالغیر محال ہے پس حدیث اس حالت میں بالمعنی ثابت ہے گو باللفظ ثابت نہیں۔

**حدیث** اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کرتے جو گناہ کرتے تاکہ اون کی مغفرت فرماتے اور ایک لفظ میں یہ ہے کہ تمکو (اس عالم سے) لیجاتے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ایوب کی حدیث سے اور لفظ ثانی کو ابوہریرہ کی حدیث سے

استغنا ایزد تعالیٰ از استکمال بالغیر
استحالہ استکمال حق تعالیٰ بالغیر

۱۱۸

قربًا منه وتمامه وجاء بخلق آخرين نبون فيغفر لهم **ف** فيه حكمة لوجود الذنب تكوينا من الخالق لان حسن لا صادرا من الخلق لانه قبيح وحاصلها ظهور المغفرة ولم يصل اليها ذهن غير العارفين

**الحديث** حديث عائشة قلت يا رسول الله الذين يؤتون ما أتوا وقلوبهم وجلة هو الرجل ليسرق ويزني

اوسکے قریب اور تتمہ اوسکا یہ ہے کہ (تم کو تو اس عالم سے لیجاتے) اور (بجاے تمہارے) ایک دوسری مخلوق کو لاتے جو گناہ کرتے پھر اون کی مغفرت فرماتے۔ **ف** اسمیں گناہ کے وجود کی حکمت (مذکور) ہے (مگر) اس حیثیت سے کہ وہ حق تعالے کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ایجاد حسن ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ خلق سے صادر ہوا ہے کیونکہ یہ صدور قبیح ہے اور حاصل اوس حکمت کا ظہور مغفرت ہے اور اس نکتہ تک بجز عارفین کے کسی کے ذہن کی رسائی نہیں ہوئی۔

**حدیث**۔ حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو آیت ہے یوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ (یعنی دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور اونکے دل خوف زدہ ہیں) یہ تمام افعال کو عام ہے کیونکہ سب ہیں اون کو عدم سے ہستی میں لانا اور وجود دینا ہے) کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو چوری اور زنا کرے۔ (کیونکہ خوف تو ان ہی افعال کے بعد

لبعض الکلمات المشکلۃ ایجاد ذکر دا الذنب
بعض معانی کی تفسیر: تکوین: پیدا کرنا۔ ذنب: گناہ۔ خلق: مخلوق

119

۱۲۰

عدم الاتکال علی الاعمال
بوجہ غرور کردن بر طاعات

قال لا الحديث الترمذي و
ابن ماجه والحاكم وقال
صحيح الاسناد قلت بل
منقطع بين عائشة وبين
عبد الرحمن بن سعد بن
وهب قال الترمذي وروي
عبد الرحمن بن سعد عن ابي
حازم عن ابي هريرة وتمامه
بل الرجل يصوم ويصلي
ويتصدق ويخاف ان
لا يقبل منه **ف** فيه
عدم الاتكال على
الاعمال + وقطع الغرور
والادلال + الا ان يغلب الخوف
على الرجاء من الرحيم ذي
الافضال + فان الثابت
هو عكسه لمن له بالطاعات
اشتغال + من الصلوة و
الصوم والتصدق بالاموال
ومر قريبا تحت حديث لو
تعلمون ما اعلم

ہوتا ہے) آپ نے فرمایا نہیں (آگے تتمہ
آتا ہے) اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے
اسکو صحیح الاسناد کہا میں (یعنی عراقی) کہتا
ہوں کہ بلکہ یہ منقطع ہے عائشہ اور عبدالرحمن
ابن سعد بن وہب کے درمیان میں ترمذی نے
کہا ہے کہ یہ حدیث عبدالرحمن بن سعد سے
بھی مروی ہے وہ ابو حازم سے روایت کرتے
ہیں وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور
تتمہ حدیث کا (حضور کے اوس ارشاد کے
بعد کہ نہیں) یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) بلکہ
مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے اور نماز
پڑھے اور صدقہ دیوے اور (پھر) ڈرے
کہ یہ اوس سے قبول نہ کیا جاوے **ف**
اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ اعمال پر
اعتماد نہ چاہیئے اور نیز اسمیں قطع ہے غرور
ناز کا اور یہ مضمون نہیں ہے کہ خوف کو غالب کیا جاوے رجاء رحیم
ذی افضال پر امید کرنے پر کیونکہ جس شخص کو طاعات میں
مشغولی ہو جیسے نماز ہو روزہ ہو اموال کا تصدق کرنا ہو تو اسکے
لیئے تو اسکا عکس ثابت ہے چنانچہ یہ مضمون قریب ہی گذر
چکا ہے اس حدیث کے تحت میں لو تعلمون ما اعلم الخ

(باقی)

## الحدیث

حدیث حنظلۃ کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوعظنا وفیہ نافق وفیہ ولکن یا حنظلۃ ساعۃ وساعۃ مسلم مختصرا

**ف** فیہ ان التغیر الطبعی لا یخلو عنہ کامل وھو غیر مضر بل فیہ من المصالح ما یذوقہ اھل الطریق

**حدیث** حضرت حنظلہ کی حدیث ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپ نے ہم کو نصیحتیں فرمائیں اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ (حضرت حنظلہ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے یہ کہا کہ حنظلہ (یعنی میں) تو منافق ہوگیا جسکی وجہ یہ بیان کی کہ جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا جنت و دوزخ کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بیوی بچوں میں مشغول ہوکر وہ حالت نہیں رہتی اور یہ بظاہر نفاق ہے حضرت صدیق بولے کہ یہ حالت تو میری بھی ہے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ (پھر دونوں صاحب حضور میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کی سی حالت رہے تو تم سے ملائکہ مصافحہ کیا کریں) لیکن اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت کیسی روایت کیا اسکو مسلم نے مختصراً **ف** اس حدیث میں یہ ہے کہ تغیر طبعی سے کامل بھی خالی نہیں (چنانچہ صحابہ سب کامل تھے

۱۲۱

التغیر الطبعی لا ینافی الکمال

تغیر طبعی کمال کے منافی نہیں

الحدیث قال یوم بدر اللهم ان تہلك هذه العصابة لم یبق علی وجه الارض احد یعبد له البخاری من حدیث ابن عباس بلفظ ان شئت لم تعبد بعد الیوم ف سیاق ما فیه

خصوص حضرت صدیق اکبرؓ) اور یہ تعبیر (مقصود نہیں) مضر نہیں بلکہ ایسی ایسی صلحتیں ہیں جو اہل طریق کو ذوقی طور پر معلوم ہوتی ہیں

حدیث آپ نے یوم بدر میں فرمایا اے اللہ اگر یہ جماعت (مسلمانوں کی) ہلاک ہو جاوے گی تو روئے زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہ رہیگا جو آپ کی عبادت کرے گا روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عباس کی حدیث سے ان الفاظ سے کہ اگر آپ کو یہی منظور ہے تو آج کے دن کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جاوے گی ف اس کا فائدہ آگے آتا ہے۔

۱۲۲

الحدیث کان اذا دخل فی الصلوة سمع لصدره ازیز کازیز المرجل ابو داؤد الترمذی فی الشمائل والنسائی من حدیث عبد الله بن الشخیر ف فی الحدیثین اجتماع غلبة الحال مع الکمال ولو

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز میں داخل ہوتے تھے تو آپ کے سینہ کی ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسے ہنڈیا کے جوش کی آواز ہوتی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن الشخیر کی حدیث سے ف اس حدیث میں اور حدیث سابق میں دلالت ہے اسپر کہ غلبہ حال کا کمال کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے اگرچہ یہ علی سبیل القلۃ ہوتا ہے (چنانچہ حدیث سابق میں دعا کا انداز اور اس حدیث میں

اجتماع غلبۃ الحال مع الکمال

اجتماع حال باکمال

علی المنزلۃ۔

سینہ کی آواز اسی غلبۂ حال سے ناشی ہے)

# كتاب الفقر والزهد

الحديث ابو نعيم في الحلية من حديث الحسين بن علي بسند ضعيف اتخذوا عند الفقراء ايادي الخ في الحاشية عن البرهان الحلبي عن ابن تيمية بخط بعض الفضلاء حديث اتخذوا مع الفقراء ايادي وكذا حديث الفقر فخري كلاهما كذب وفي المقاصد الحسنة الفقر فخري قال شيخنا باطل موضوع والديلمي عن معاذ ابن جبل رفعه تحفة المؤمن في الدنيا الفقر وسنده لا بأس به ف واصل معنى الحديثين من فضل الفقر والفقراء والاحسان اليهم ثابت بلا امتراء

الحديث لقد هممت ان لا

# کتاب الفقر والزہد

حدیث۔ ابونعیم نے حسین بن علی سے بسند ضعیف حلیہ میں روایت کیا ہے کہ فقراء کے پاس احسانات مہیا کیا کرو الی آخرہ حاشیہ میں برہان حلبی سے انہوں نے بخط بعض فضلاء ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث مذکور اور اسیطرح حدیث الفقر فخری دونوں غلط ہیں اور مقاصد حسنہ میں ہے کہ الفقر فخری کو ہمارے شیخ نے باطل موضوع کہا ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں (اشارہ ہے قدرے ضعف کی طرف) ف اور اصل یعنی اون دونوں حدیثوں کی (جنکو موضوع کہا گیا ہے) یعنی فقر اور فقراء کی فضیلت اور اون کے ساتھ احسان کرنا یہ بلا کسی اشتباہ کے ثابت ہے۔

حدیث۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی کا

فضل الفقر

مضامین

اتهب الا من قرشي او ثقفي او انصاري او دوسي الترمذي من حديث ابي هريرة وقال روي من غير وجه عن ابي هريرة قلت ورجاله ثقات **ف** فيه اصل لتقييد قبول الهدية بشرائط تقتضيه مصالح الوقت

ہبہ قبول نہ کرونگا بجز قریشی یا ثقفی یا انصاری یا دوسی کے (یہ اوسوقت فرمایا تہا جبکہ ایک اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ ہدیہ دیا تہا اور آپنے اوس کے عوض میں کئی اونٹ عطا فرمائے مگر وہ راضی نہ ہوا اوسکو توقع اور زیادہ کی تہی اِس فرمانے کا حاصل یہ تہا کہ یہ خاص قبائل یا ان کے امثال عالی حوصلہ ہوتے ہیں کہ محض محبت سے ہدیہ دیتے ہیں کسی غرض کی طمع سے نہیں دیتے) روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور کہا کہ یہ حدیث کئی طریق سے ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے میں (عراقی) کہتا ہوں کہ اِس کے رجال ثقہ ہیں **ف** اس حدیث میں اصل ہے اسکی کہ قبول ہدیہ کو ایسے خاص شرائط کے ساتہ مقید کر دیا جاوے جن کو مصالح مقتضی ہوں (اور اون شرائط کے نہ ہونے پر رد ہدیہ کو خلاف سنت نہ کہا جاوے *

۱۲۴ تقیید قبول الهدیة بشرائط تقتضیها مناسبة — مشروط کردن ہدیہ بشرائط مناسب

(باقی آیندہ)

**الحدیث** فی الصحیحین من حدیث عمرؓ ما اتاک من ھذا المال وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ الحدیث **ف** فیہ بعض الادب بقبول الھدیۃ من اشتراط بعدم الاشراف وعلامتہ التاذی بعدم اتیانہ

**الحدیث** للسائل حق وان جاء علی فرس ابوداؤد من حدیث الحسین بن علی ومن حدیث علی وفی الاول یعلی بن ابی یحییٰ جھلہ ابوحاتم ووثقہ ابن حبان فی الثانی شیخ لم یسم وسکت علیھما ابوداؤد وما ذکر ابن الصلاح فی علوم الحدیث انہ بلغہ عن احمد بن حنبل قال اربعۃ احادیث تدور فی الاسواق

**حدیث** صحیحین میں ہے حضرت عمرؓ کی حدیث سے کہ جو مال تمہارے پاس اس حالت میں آوے کہ تم کو نہ اوس کا انتظار ہوا اور نہ تم اوس کا سوال کرو تو اوسکو لے لیا کرو **ف** اس حدیث میں قبول ہدیہ کا ایک ادب ہے یعنی اوسمیں شرط یہ ہے کہ اوس کا انتظار نہ ہو اور انتظار کی یہ علامت ہے کہ اوس مال کے نہ آنے سے اسکو ناگواری ہو۔

**حدیث** سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر آوے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حسین بن علیؓ کی حدیث سے اور نیز حضرت علی کی حدیث سے اور اوّل طریق میں یعلی ابن ابی یحییٰ ہیں جسکو ابوحاتم نے مجہول کہا ہے اور ابن حبان نے اوس کی توثیق کی ہے اور دوسرے طریق میں ایک شیخ ہے جس کا نام معلوم نہیں ہوا اور دونوں (طریق کی) حدیثوں پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے (تو ثابت ہوا کہ حدیث بے اصل نہیں) اور ابن الصلاح نے جو علوم حدیث میں (اس کے خلاف) ذکر کیا ہے کہ اونکو احمد بن حنبل سے یہ خبر پہونچی کہ چار حدیثیں ہیں جو بازاروں میں

اشتراط قبول الھدیۃ بعدم الاستشراف

مشروط ہونا قبول ہدیہ کا عدم اشراف سے

۱۲۵

لیس لہا اصل منہا السائل حق الحدیث فانہ لا یصح عن احمد فقد اخرج حدیث الحسین بن علی فی مسندہ

ف فیہ عدم الحکم بالقرائن الظنیۃ فیما یضر صاحبہ لکون السائل غنیا وھو من اخلاق القوم۔

الحدیث لما قال لہ حارثۃ انا مؤمن حقا فقال وما حقیقۃ ایمانک الحدیث البزار من حدیث انس والطبرانی من حدیث الحارث بن مالک و کلا الحدیثین ضعیف وتمامہ قال عزفت[1] نفسی فاستوی عندی حجرہا وذہبہا وکانی بالجنۃ والنار وکانی

دائر ہیں جن کی کوئی اصل نہیں انہیں سے ایک یہ ہے للسائل حق الخ تو یہ قول احمد سے صحیح نہیں ہے کیونکہ خود احمد نے اس حدیث کو اپنی مسند میں حسین بن علی سے روایت کیا ہے ف اس میں یہ مضمون ہے کہ صاحب معاملہ کو جس میں ضرر ہو انہیں قرائن ظنیہ پر حکم نہ کرنا چاہیئے جیسے سوال دیکھ کر اسکو غنی سمجھ لیا جاوے اور یہی عادت ہے صوفیہ کی

حدیث جب آپ سے حارثہ نے عرض کیا کہ میں مومن ہوں آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے الخ روایت کیا اسکو بزار نے حدیث انس سے اور طبرانی نے حدیث حارث بن مالک سے اور دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ حارثہ نے (حقیقت ایمان کے سوال کے جواب میں) عرض کیا کہ میرا نفس دنیا سے ہٹ گیا پھر میرے نزدیک دنیا کا سنگ اور زر برابر ہوگیا اور (مجھکو مشاہدہ قلب سے نہ کہ مشاہدہ عین سے ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا میں جنت و دوزخ پر مطلع ہوں اور گویا میں اپنے

عدم الحکم بالقرائن الظنیۃ
عدم حکم بقرائن ظنیہ

۱۲۶

[1] فی القاموس عزفت نفسی عنہ زہدت فیہ وانصرفت عنہ او ملتہ ۱۲

بعرش ربي بارزا
فقال صلى الله عليه
وسلم عرفت فالزم
عبد نور الله قلبه
بالايمان **ف** فيه
صفات الكاملين
ومعنى الحديث اورده
الرومي في مثنويه
بعد اربعة اخماس
من الدفتر الاول مع
معنى الحديث الاول من كتاب
الخوف والرجاء وخلط بينهما
مع تعددهما وسأذكرهما في الشطر
الباقي عن غير العراقي مفصلا
ان شاء الله تعالى وفيه عوف
ابن مالك مكان
حارثة
**الحديث** الطبراني من
رواية ابي العالية ان
العباس بنى غرفة
فقال له النبي صلى الله

پروردگار کے عرش پر مطلع ہوں کہ نمایاں
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
(واقعی) تمکو معرفت حاصل ہوگئی پس اسی پر
جمے رہو (اور اونکی نسبت یہ بھی فرمایا کہ)
یہ ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے
قلب کو ایمان سے منور فرمایا ہے **ف** اسمیں
صفات کاملین کی مذکور ہیں اور اس
حدیث کے مضمون کو مولانا رومی اپنی
مثنوی میں دفتر اول کے چار خمس کے بعد لائے
ہیں مع مضمون اوس حدیث کے جو کتاب
الخوف میں سب سے پہلی حدیث ہے اور
دونوں حدیثوں کو ایک کر دیا حالانکہ
دونوں الگ الگ ہیں (مگر اس سے
اصل مقصود میں کوئی خلل نہیں ہوا) اور
اس تعدد کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ شطر باقی
من غیر العراقی میں آوے گی اور اوس میں
بجائے حارثہ کے عوف بن مالک ہیں
**حدیث** طبرانی نے ابو العالیہ کی
روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت
عباس نے ایک بالاخانہ بلا ضرورت
بنایا تھا ورنہ بضرورت خود حضور کے یہاں

ف بعض صفات الکاملین
ف بعض صفات کاملین

۱۲۷

علیہ وسلم اهدمها الحدیث
وهو منقطع وحدیث مر
بجنبذة معلاة فقال
لمن هذه قالوا لفلان
فلما جاءه الرجل اعرض
عنه الحدیث ابوداؤد
من حدیث انس باسناد
جید بلفظ فرأى قبة
مشرفة وتمامه فلم
یکن یقبل علیه کما کان
فسأل الرجل اصحابه عن
تغیر وجهه صلی الله علیه
وسلم فاخبر فذهب فهدمها
فمر رسول الله صلی الله علیه
وسلم بالموضع فلم یرها
فاخبر بانه هدمها فدعا له

ف فیهما ذم للتفاخر
والترفع والتکلف فوق الحاجة
والمسئلة کالمتفق
علیه بین القوم
علما وعملا (باقی آیندہ)

بالاخانہ تھا) اون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسکو منہدم کراو والخ اور یہ حدیث
منقطع ہے اور یہ حدیث کہ آپ ایک
بلند قبہ پر گذرے اور پوچھا کہ یہ کس کا ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں کا ہے جب وہ
شخص آپکے پاس حاضر ہوا آپنے اوس سے
موہنہ پھیر لیا اس حدیث کو ابوداؤد نے
حدیث انس سے باسناد جید نقل کیا ہے
اِن الفاظ سے کہ حضور نے ایک بلند قبہ
دیکھا اور تتمہ اوسکا یہ ہے کہ آپ (آنے
کے وقت) اوس کی طرف استنے متوجہ
نہیں ہوئے جیسے پہلے ہوتے تھے اوس نے
اپنے دوستوں سے یا آپکے اصحاب سے آپکے رخ بدلنے
کیوجہ پوچھی۔ لوگوں نے تبلا دیا اوس نے جا کر
اوسکو منہدم کردیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس
موقع پر گذر ہوا تو اوسکو نہ دیکھا اور آپ کو خبر دی
گئی کہ اوس نے اوسکو منہدم کردیا آپنے اوس کے
لیئے دعائے خیر فرمائی ف ان دونوں حدیثوں
میں مذمت ہو تفاخر اور ترفع او تکلف کی
از حاجت کی اور یہ مسئلہ علماً و عملاً اہل طریق
میں مثل متفق علیہ کے ہے (باقی آیندہ)

مسرب گنبد ۱۲
۱۲۸
ذم التکلف والترفع
ذم تکلف اور ترفع

# كتاب التوحيد والتوكل

**الحديث** ابن عدى وابو نعيم فى الحلية من حديث ابن عمر القدر سر الله فلا تفشوا الله عز وجل سره لفظ ابى نعيم وقال ابن عدى لا تكلموا فى القدر فانه سر الله الحديث وهو ضعيف **ف** فى تسمية القدر بسر الله والنهى عن التكلم فيه دلالة على امرين احدهما جواز انكشاف مسئلة القدر فى الدنيا بقدر الاستعداد والا لما نهى عن افشائه لان النهى يقتضى المقدورية وثانيهما النهى عن افشاء المكشفات

# کتاب توحید و توکل

**حدیث** ابن عدی اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ (مسئلہ) قدر اللہ تعالیٰ کا راز ہے سو اللہ عزوجل کے راز کا افشا مت کرو یہ الفاظ ابونعیم کے ہیں اور ابن عدی نے (بجائے ان الفاظ کے یہ) کہا ہے کہ قدر میں کلام مت کرو کیونکہ وہ راز ہے اللہ تعالیٰ کا (اسکا یہی وہی حاصل ہے) اور یہ حدیث ضعیف ہے (یعنی لفظاً باقی معنًی حدیث صحیح سے ثابت ہے جسمیں قدر میں کلام کرنے پر ناخوشی ظاہر فرمائی ہے) **ف** مسئلہ قدر کو سر الٰہی فرماتے ہیں اور اُس میں کلام کرنے سے ممانعت فرماتے ہیں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ مسئلہ قدر دنیا میں بھی بقدر استعداد منکشف ہو سکتا ہے ورنہ اُس کے افشا سے ممانعت نہ فرمائی جاتی کیونکہ ممانعت کرنا اسکو مقتضی ہے کہ اُس چیز پر قدرت بھی ہو (اور قدرت علی الافشا موقوف ہے انکشاف پر)

۱۲۹ نسبت حدیث سر القدر والنہی عن کشف الغوامض

والغوامض التی لا یتحملها غیر الاهل والثانی معروف فی کلام القوم والاول معلوم للخواص وما قاله بعضهم من امتناع انکشافه حتی فی الجنة فالمراد انکشافه بکنهه لتوقفه علی تحقیق الصفات بکنهها وهو ممتنع لاستلزامه احاطة الممکن بالواجب۔

اور دوسرا امر یہ کہ امور کشفیہ کے اور ایسے غوامض کے افشاء سے ممانعت ہے کہ نااہل اوس کا تحمل نکر سکے اور یہ دوسرا امر تو (عام طور سے) کلام قوم میں معروف ہے اور امر اول (صرف) خواص کو معلوم ہے (باقی عام خیال یہی ہے کہ سر قدر دنیا میں منکشف نہیں ہو سکتا گو آخرت میں ہو جائے) اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ اس کا انکشاف (مطلقاً) ممتنع ہے حتے کہ جنت میں بھی انکشاف نہیں ہوگا) تو مراد انکشاف بکنہہ ہے کیونکہ وہ موقوف ہے انکشاف صفات (الٰہیہ) بکنہہا پر اور وہ ممتنع ہے (حتی کہ آخرت میں بھی) کیونکہ اُس سے ممکن کا احاطہ کرنا واجب کو لازم آتا ہے (اور یہ احاطہ عقلاً ممتنع ہے جمیں سب مواطن برابر ہیں)

**الحدیث** مرض علی فسمعه رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یقول اللهم صبرنی علی البلاء فقال لقد سالت الله

**حدیث** حضرت علی رضی مریض ہوئے سو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھکو بلا پر صبر دیجئے آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے بلا مانگی (کیونکہ صبر تو اُسی میں ہوتا ہے) سو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (عراقی کہتے ہیں کہ

۱۳۰

البلاء فسل الله العافية
تقدم مع اختلاف قلت لم
اظفر بهذا المحل ورأيت
في الفصل الثاني من باب
الدعوات في الاوقات من
المشكوة عن الترمذي
سمع النبي صلى الله عليه وسلم
رجلا وهو يقول اللهم اني
اسئلك الصبر فقال سألت البلاء
فاسئل العافية ف فيه نكير
على ما يوهم دعوى القوة فكيف
بدعواها كما قد يصدر
عن بعض المغلوبين كقول
سمنون المحب ؎
فليس لي في سواك حظ
فكيف ما شئت فاختبرني
وعوتب وابتلى فاستغفر
وعوفي وما ورد من
سوال الصبر في النصوص
فهو في الاعمال مثل
الثبات في الجهاد

یہ حدیث پہلے گذر چکی مع کسیقدر اختلاف کے
میں (اشرف) کہتا ہوں کہ مجکو وہ موقع نہیں
ملا اور مشکوٰۃ کے باب عوات فی الاوقات کی
فصل ثانی میں ترمذی سے منقول دیکھا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ
دعا کرتے سنا کہ اللہ میں آپسے صبر مانگتا
ہوں آپنے فرمایا تو نے اللہ سے بلا مانگی
سو اُس سے عافیت مانگ ف اس
حدیث میں ایسے امر پر نکیر ہے جو دعوے
قوت کو موہم ہو چہ جائیکہ قوت کا دعوے
ہو جیسے بعض مغلوبین سے اس کا صدور
ہو جاتا ہے جیسے سمنون محبؒ کا قول ہے

جز تیرے مجکو کوئی بھاتا نہیں
آزمالے جس طرح چاہے مجھے

اور اسی سے اُنپر عتاب ہوا۔ اور (جس بول
میں) مبتلا ہوگئے پھر استغفار کیا اور
آرام ہوگیا اور وہ جو نصوص میں صبر کا
سوال آیا ہے وہ صبر فی الاعمال ہے
جیسے جہاد میں ثابت قدم رہنا۔ اور
اُسی کے ساتھ ساتھ غلبہ علی الکفار کا
بھی سوال ہے جو زوال بلا کے سوال کو

۱۳۱

وامرهم بسوال الغلبة
على الكفار المستلزم للسوال
زوال البلاء فافترقا ۔

مستلزم ہے سو دونوں سوالوں میں
فرق ہوگیا (یعنی جس سے نہی آئی اور جس کا
امر آیا ہے)

# كتاب المحبة والشوق

# کتاب المحبۃ والشوق

**الحديث** ان ابراهيم
قال لملك الموت اذ جاءه
ليقبض روحه هل رأيت
خليلا يقبض خليله
الحديث لم اجد له اصلا
وتمامه فاوحى الله تعالى
اليه هل رأيت محبا
يكره لقاء حبيبه
فقال يا ملك الموت
الآن فاقبض قلت
معناه مركب من الادلال
والشوق وهما
ثابتان ومن كراهة
الله مساءة المؤمن
وقد ورد صريحا
وقد تقدم

**حدیث** ابراہیم علیہ السلام نے ملک
الموت سے فرمایا جب وہ آپکی روح قبض
کرنے آئے کیا آپنے کبھی دوست کو
دیکھاہے کہ اپنے دوست کی جان لیتا ہو
(عراقی کہتے ہیں) میں نے اسکی کوئی
اصل نہیں پائی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ
اللہ تعالے نے اُنپر وحی فرمائی کیا تمنے
کسی محب کو دیکھاہے کہ اپنے محبوب سے
ملنا ناگوار سمجھتا ہو اُنہوں نے فرمایا اے
ملک الموت بس اب جان لیلو **ف**
میں کہتاہوں اس کے معنے مرکب ہیں
ادلال اور شوق سے اور یہ دونوں ثابت
ہیں اور نیز ایک تیسرے جزو سے بھی
یعنی اللہ تعالیٰ کا مومن کے رنج کو ناگوار
سمجھنا اور یہ مضمون (حدیث میں) صریحاً
وارد ہوا ہے (کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

باقی آئندہ

۱۳۲

فی کتاب النکاح من
الرسالۃ فمعناہ ثابت
لکن لیس روایۃ
بالمعنی بل للمعنی وقلت
وفی ذکرها اصلہ لم
یوجد فائدتان احدٰهما
ما فی خطبۃ الرسالۃ
من قولی عسی ان یظفر
بہ احد وثانیتہما
الاحتیاط عن
روایۃ ما لم یوجد
لہ سند

**الحدیث** ابونعیم فی الطب
النبوی من حدیث ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
یحب ان ینظر الی الخضرۃ
والی الماء الجاری واسنادہ
ضعیف **ف** فیہ ان الاستمتاع
بالمباح ما لم یغل فیہ
لا ینافی کمال الزهد کما
یزعمہ المتقشفون +

مجکو مومن کا رنج گوارا نہیں اور اوسکو موت
سے رنج ہوتا ہے) اور یہ حدیث اِس رسالہ کے
کتاب النکاح میں گذر چکی ہے پس اِس
روایت کا مضمون (جو کہ اصل مقصود ہے وہ)
ثابت ہے لیکن اسکو روایت بالمعنی نہ کہیں
گے گو للمعنی کہدیں اور سند نہیں کہتا ہوں کہ
ایسی روایات کے ذکر کرنے میں جسکی اصل
نہیں پائی گئی دو فائدے ہیں ایک تو وہی جو
اسی رسالہ کے خطبہ میں میرے اس قول میں
مذکور ہے کہ شاید کسیکو وہ روایت (مع سند)
ملجاوے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اوسکی روایت سے
احتیاط رکھی جاوے جبتک کہ سند ملجاوے

**حدیث** ابونعیم نے طب نبوی میں حضرت
ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سبزی اور آب جاری
کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے
اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** اِس
حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ مباح سے
انتفاع جب تک کہ اوس میں غلو نہ کرے
کمال زہد کے منافی نہیں جیسا کہ خشک
لوگ سمجھتے ہیں ..

۱۳۳

عدم التنافی بین التوسع بالمباحات وبین کمال الزهد

عدم تنافی درمیان توسع بالمباحات کے اور کمال زہد

الحدیث حدیث فما تعارف منها ائتلف وقد تقدم فی اداب الصحبۃ وسیاقہ فیما تقدم ھکذا الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف مسلم من حدیث ابی ہریرۃ والبخاری تعلیقا من حدیث عائشۃ **ف** فیہ اصل لما تقرر عند القوم من اشتراط التناسب بین المفید والمستفید لانہ ھو الغرض من الحکایۃ +

**حدیث** فما تعارف منها ائتلف یہ آداب صحبت میں گذر چکی ہے اور اوس مقام پر اس طرح بیان کی گئی ہے۔ کہ ارواح (اپنے عالم میں) جمع کی ہوئی جماعتیں ہیں سو جن (ارواح) میں (وہاں) تعارف ہوگیا (یہاں) اونمیں باہم الفت ہوگی اور جن میں (وہاں) اجنبیت رہی (یہاں) اونمیں باہم اختلاف رہیگا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور بخاری نے معلقا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے **ف** اس حدیث میں اصل ہے اوس مسئلہ کی جو صوفیہ کے نزدیک مقرر ہے کہ شیخ اور طالب میں مناسبت شرط ہے کیونکہ اہم مقصود اس واقعہ کی خبر دینے سے یہی ہے۔

الحدیث فی الصحیحین انہا ای عائشۃ قالت من حدثک ان محمدا رای ربہ فقد کذب والمسلم من حدیث ابی ذر سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل رایت

**حدیث** صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُسنے جھوٹ بولا اور مسلم کے نزدیک ابوذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپنے اپنے

١٣٤ اشتراط التناسب بین الشیخ والطالب — شرط بودن مناسبت درمیان شیخ و طالب

تحقیق اثبات الرویۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم ونفیہا — تنقیح اثبات رویت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و نفی آن

ربك قال نورانی اراه وذهب
ابن عباس واکثر العلماء الی
اثبات رویته له رقلت
واورد السیوطی فی تفسیره عن
مستدرك الحاکم عن ابن عباسؓ
قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم رایت ربی عزوجل ا م)
وعائشه لم ترو ذلك عن النبی
صلی الله علیه وسلم رقلت ورواه
ابن عباس عنه صلی الله علیه وسلم
ولا یحتمل الحکم بالاثبات
ان یکون اجتهادا
ویحتمل النفی کونه
بالاجتهاد بقوله تعالیٰ
لاتدرکه الابصار (م)
وحدیث ابی ذر قال
فیه احمد مازلت
له منکرا وقال
ابن خزیمة فی
القلب من صحة
اسناده شئ

رب کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں
اوسکو کہاں دیکھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباسؓ
اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب
کیطرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلال
سیوطی نے اپنی تفسیر (جلالین) میں مستدرک
حاکم سے وارد کیا ہے وہ ابن عباس سے
نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا
ہے ا م) اور حضرت عائشہ نے اسکو (یعنی
نفی رویت کو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل نہیں کیا (محض اونکی رائے ہے میں
کہتا ہوں اور ابن عباسؓ نے اثبات رویت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا
ہے اور حکم بالاثبات میں اِس کا احتمال
نہیں کہ اجتہاد سے ہو اور نفی میں اِس کا
احتمال ہے اس آیت کیوجہ سے لاتدرکہ
الابصار (م) اور ابوذر کی جو حدیث ہے
(جسمیں نفی رویت مذکور ہے) امام احمد فرماتے
ہیں کہ میں اسکو ہمیشہ منکر سمجھتا رہا۔ اور
ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ قلب میں اسکی
صحت اسناد کیطرف سے کھٹک ہے

۱۳۵

معًا ان في رواية لاحمد
في حديث ابي ذر رايته
نورًا الحديث ورجال
اسنادها رجال الصحيح
(قلت وفي الحاشية على
مسلم عن فتح الباري
ولابن خزيمة عنه
اي عن ابي ذر قال
رآه بقلبه ولم يره
بعينه وبهذا يتبين
مراد ابي ذر بذكره
النور اي ان النور
حال بين رؤيته
وبصره اه ما في
الحاشية قلت هذا راي
من ابي ذر يجمع به بين روايتي
الاثبات والنفي والجمع
فرع التعارض ولا تعارض
لتقدم النص وهو الاثبات
على الظاهر وهو النفي ولو سلم
يمكن الجمع بوجه اخر

۱۳۶

اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک
روایت میں ابوذر کی حدیث میں یہ ہے
کہ میں نے اوسکو ایک نور دیکھا الحدیث (آپ
یہ صریح ہے اثبات رویت میں) اور اس
روایت کے سند کے رجال صحیح کے رجال
ہیں (اور کسی امام نے) اوسپر نکارت یا تردد
کا حکم نہیں کیا پس اسکو ترجیح ہوگی میں کہتا
ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری سے
یہ مضمون ہے کہ ابن خزیمہ کے نزدیک
ابوذر رض کا یہ قول ہے کہ آپ نے رب کو قلب سے
دیکھا اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس سے
ابوذر کی مراد ذکر نور سے ظاہر ہوتی ہے
یعنی نور درمیان رویت اور بصر کے حائل
ہوگیا۔ حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابوذر
کی ایک رائے ہے جس سے اثبات و نفی
کی روایتوں کے درمیان وہ جمع کر رہے
ہیں اور جمع فرع ہے تعارض کی اور تعارض
ہی نہیں کیونکہ نص اور وہ اثبات ہے ظاہر
پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی۔ اور اگر
تعارض تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی
دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے۔

باقی آئندہ

وهو حمل الاثبات على مطلق الرؤية والنفي على الادراك بالكنه وهكذا يكون يوم القيمة وهذه الرؤية في هذه الحيوة من خواص نبينا صلى الله عليه وسلم بدليل النصوص الاخر المانعة للرؤية قبل الموت والعبارات المندرجة مني ابتدأت بقولي قلت وانتهت بقولي اه واليافي من العراقي۔)

اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق رؤیت پر محمول کیا جاوے اور نفی کو ادراک بالکنہ پر اور قیامت میں بھی رؤیت ایسی ہی ہوگی اور یہ رؤیت اس حیات میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہے بدلیل دوسرے نصوص کے جو رؤیت قبل الموت کو ممتنع قرار دے رہی ہیں اور درمیان درمیان کی عبارتیں میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں اور اس لفظ پر ختم ہو جاتی ہیں کہ اھ یعنی انتہے اور باقی عبارت عراقی کی ہیں)

الحديث حديث انس اذا احب الله عبدا لم يضره ذنب والتائب من الذنب كمن لا ذنب له ذكره صاحب الفردوس ولم يخرجه ولده في مسنده ف صريح في ابطال مذهب الاباحة والالم يؤذنبا

حدیث جب اللہ تعالے کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں اسکو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور گناہ سے توبہ کرنیوالا اسکے مشابہ ہے جس کے پاس کوئی گناہ ہی نہیں ذکر کیا اس کو صاحب فردوس نے اور ان کے ولد نے اسکو مسند الفردوس میں تخریج نہیں کیا۔

ف یہ فرقہ اباحیہ کے مذہب کے ابطال میں صریح ہے (جو کہتے ہیں کہ بعد تقرب کے معاصی بھی مباح ہو جاتے ہیں) ورنہ وہ گناہ ہی نہ رہتا پس اسکو گناہ فرمانا صاف اباحۃ کی نفی کر رہا ہے)

اما عدم الضرر
فاما لعدم الحوبة
ويجعل ما بعده
مقابلا له واما
لتوفيق التوبة
ويجعل ما بعده
مفسرا له واما لغلبة
الحسنات ويجعل
ما بعده مستقلا
في مقصوده
قلت وكذا
حديث فقد
غفرت
لكم في اهل
بدر قال
الشيخ الاكبر
فيه لم يقل
ابحت
لكم او
احللت
لكم

باقی ضرر نہ کرنا اوسکی وجہ یا یہ ہے کہ گناہ اس سے لاحق
ہی نہیں ہوتا (یعنی اس سے گناہ کا صدور ہی نہیں ہوتا
تاکہ ضرر پہنچا سکے) اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اس کا مقابل ہوگا (یعنی بعض وہ ہیں جن سے
گناہ ہی نہیں ہوتا اور بعض ان کے مقابلہ میں وہ ہیں
جن سے گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کرکے ایسے ہو جاتے ہیں
جن سے نہیں ہوا) اور یا (عدم ضرر) توفیق توبہ
کی وجہ سے ہے اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اس کا مفسر ہو جائیگا (یعنی عدم ضرر کی تفسیر یہ ہے
کہ وہ توبہ کرلیتا ہے) اور یا (عدم ضرر) غلبہ
حسنات کے سبب سے ہے (جس سے گناہوں کا کفارہ
ہو جاتا ہے) اور (اس صورت میں) اس کا
مابعد اپنے مقصود میں مستقل ہو جائیگا (نہ مقابل ہوگا
نہ مفسر ہوگا) نیز میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اہل بدر
کے باب میں جو حدیث میں ہے فقد غفرت
لکم وہ بھی (ابطال اباحۃ کی دلیل ہے چنانچہ)
شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اوس حدیث (سے استدلال
میں کہا ہے کہ (حدیث میں غفرت لکم فرمایا ہے
جو خود دلیل ہے اوس فعل کے ذنب ہونے کی)
ابحت لکم یا احللت لکم نہیں فرمایا۔
(جو اباحت پر دال ہو۔)

۱۳۸

الحدیث لا یتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ متفق علیہ من حدیث انس ف دل ھذا التقیید علی الاذن بالتمنی شوقا الی لقاء اللہ ونقل عمن لا یحصی

**حدیث** تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کے سبب جو اسپر نازل ہو روایت کیا اسکو شیخین نے انسؓ کی حدیث سے **ف** یہ قید (الضر) اسپر دال ہے کہ شوق لقاء اللہ کے سبب جو موت کی تمنا ہو اوسکی ممانعت نہیں اور یہ بیشمار بزرگوں سے منقول ہے۔

الحدیث روی ابو نعیم فی الحلیۃ المرفوع منہ من حدیث عمرؓ ان سالما یحب اللہ حقا من قلبہ وفی روایۃ لہ ان سالما شدید الحب للہ عز وجل لو لم یخف اللہ عز وجل ما عصاہ وفیہ عبد اللہ بن لھیعۃ **ف** فیہ ان الاصل فی ترک المعصیۃ ھو الحب واما الخوف فدونہ ولاجلہ یعتنی المحققون بالقاء المحبۃ فی قلوب الطالبین

**حدیث** ابو نعیم نے حلیہ میں اس کا مرفوع حصہ حضرت عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ سالم اللہ تعالے کے ساتھ دل سے محبت رکھتے ہیں اور اون کی ایک روایت میں ہے کہ سالم کو اللہ تعالی سے بہت شدید محبت ہے (حتی کہ) اگر انکو اللہ عز وجل کا خوف بھی نہ ہوتا تب بھی یہ اوس محبت کے سبب) اللہ تعالے کی نافرمانی نکرتے اور (اسکی سند) میں عبد اللہ بن لہیعہ ہے (جو ضعیف ہے) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اصل (موثر) ترک معصیت میں محبت ہی ہے رہا خوف سو وہ (اس تاثیر میں) اوس (محبت) سے بعد کے درجہ میں ہے اور اسی وجہ سے محققین اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ طالبین کے قلوب میں محبت کا القاء کریں

مایتعلق بالموت شوقا

۱۳۹

(ماتعلق بالحب والخوف)

**الحدیث** قال اللہ انا اللہ لا الہ الا انا من لم یصبر علی بلائی الحدیث الطبرانی فی الکبیر وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی ھند الداری مقتصرا علی قولہ من لم یرض ویصبر علی بلائی فلیلتمس ربا سوای واسنادہ ضعیف **ف** صریح فی وجوب الصبر والرضا۔

**حدیث** حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص میری بلا پر صبر نکرے الحدیث (احیاء میں اس حدیث میں یہ بھی ہے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری قضاء پر راضی نہ ہو الخ) روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے ضعفاء میں ابی ہند داری کی حدیث سے جسمیں صرف یہی قول ہے کہ جو شخص میری بلا پر صبر و رضا نکرے (اس میں شکر کا مضمون نہیں) اوسکو چاہیئے کہ میرے سوا کسی اور رب کو تلاش کرے اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** یہ حدیث صریح ہے وجوب صبر و رضا میں (جو کہ مقامات سلوک میں سے ہیں)

**الحدیث** الدال علی الشر کفاعلہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس باسناد ضعیف **ف** صریح فی النہی عن التسبب للشر قولا کان او فعلا لعموم الدلالہ لھما ومن ثم تری اھل الخشیۃ یحبون الخمول لئلا یقتدی بھم

**حدیث** دلالت کرنے والا شر پر مثل اوسکے کرنیوالے کے ہے روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسناد ضعیف ہے **ف** صریح ہے تسبب للشر سے ممانعت میں خواہ قول ہو یا فعل کیونکہ لفظ دلالت (دلالت کے تسبب) کو عام ہے اور اسیوجہ سے تم اہل خشیت کو دیکھتے ہو کہ گمنامی کو پسند کرتے ہیں تاکہ کوئی اُن کا ایسے امر میں اقتداء

۱۴۰ الرضا و الصبر رضا و صبر

النہی عن التسبب للشر ضرر از سبب شر

فبما عسی ان یضر بالدین ولم تقبل نظرهم الی ضرره۔

**الحدیث** حدیث جابر یبعث کل عبد علی ما مات علیہ رواہ مسلم **ف** لما کان الموت غیر موقت وکان البعث علی ما مات فلاجلہ تری القوم یعتنون اشد اعتناء باصلاح ظواهرهم وبواطنهم کل وقت

**الحدیث** من تطیب للّٰہ جاء یوم القیمۃ وریحہ اطیب من المسک الحدیث ابو الولید الصفار فی کتاب الصلاۃ من حدیث اسحق بن ابی طلحۃ مرسلاً **ف** فیہ اصل لما قد سمعت شیخی ان بیتنا فی التطیب ان نستحسن فی نظر اللّٰہ تعالیٰ

نکرنے پاوے جسمیں یہ احتمال ہو کہ وہ دین کو مضر ہو اور ان کی نظر اس کے ضرر (فی الدین) تک نہ پہونچے۔

**حدیث** جابر رضی کی حدیث کہ ہر بندہ اسی حالت پر مبعوث ہوگا جس پر مرا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **ف** چونکہ موت کا کوئی وقت نہیں اور بعث ہوگا موت کی حالت میں اسی لیے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنی اصلاح ظاہر و باطن کا ہر وقت شدت سے اہتمام رکھتے ہیں۔

**حدیث** جو شخص اللہ کے لیے خوشبو لگائے وہ قیامت میں اس حالت میں آویگا کہ اسکی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگی روایت کیا اسکو ابو الولید صفار نے کتاب الصلاۃ میں اسحق بن ابی طلحہ کی حدیث سے مرسلاً **ف** اسمیں اس مضمون کی اصل ہے جو میں نے اپنے شیخ رہ سے سنا ہے کہ ہماری نیت تو خوشبو لگانے میں یہ ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے معلوم ہوں کیونکہ جو چیز واقع میں اچھی ہے وہ خدا تعالیٰ کو بھی اچھی ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ انکا علم مطابق واقع کے ہے اور اللہ ہیں اور سب نیک نیتیں بھی اصل گئیں

ف: الاهتمام بالاصلاح فی کل حین
اصلاح کا ہر وقت اہتمام رکھنا

۱۴۱

ف: التطیب للّٰہ و دخل فیہ التطیب للاخوان
خوشبو لگانا اللہ کے لیے اور اس میں داخل ہے دوستوں کے لیے

**الحدیث** نیۃ المومن خیر من عملہ الطبرانی من حدیث سہل بن سعد ومن حدیث النواس بن سمعان وکلاھما ضعیف **ف** والوجہ فیہ ان النیۃ لایحتمل لغائلۃ والعمل یحتملھا ومن ثم تری القوم ینظرون الی مناشی الاعمال مالاینظرون الی الاعمال۔

**حدیث** نیت مومن کی زیادہ بہتر ہے اس کے عمل سے روایت کیا اسکو طبرانی نے سہل بن سعد کی حدیث اور نواس بن سمعان کی حدیث سے اور دونوں کے دونوں ضعیف ہیں **ف** اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نیت میں کوئی آفت کا احتمال نہیں (کیونکہ اوسپر کسیکو اطلاع ہی نہیں) اور عمل میں اسکا احتمال ہے (مثلاً ریاء وغیرہ) اور اسی وجہ سے تم اس جماعت (صوفیہ) کو دیکھتے ہو کہ مناشی اعمال پر اس قدر نظر کرتے ہیں کہ عمل پر اوسقدر نہیں کرتے (اور منشاء عمل وہی نیت ہے)

اصلاح القلب منشأ صلاح العمل
نیت خود عمل سے افضل ہے

۱۴۲

**الحدیث** ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح سائر الجسد متفق علیہ من حدیث النعمان بن بشیر **ف** صریح فی کون اصلاح القلب اصل مدار الاصلاح والمسئلۃ کانھا روح الفن

**حدیث** بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ جب سنور جاتا ہے تو تمام جسد سنور جاتا ہے (مراد قلب ہے) کہ اوسکی صلاح سے تمام جسد کے اعمال درست ہو جاتے ہیں) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے **ف** یہ حدیث صریح ہے اسمیں کہ صلاح قلب اصل مدار ہے تمام اصلاح کا اور یہ مسئلہ گویا فن کی روح ہے۔ (باقی آئندہ)

کون القلب مناط الاصلاح
ہونا قلب کا مدار اصلاح

# تنبیہ متعلق مابعد

حدیث آئندہ یعنی مصعب بن سعد کی حدیث رسالہ ہذا ہی کا جزو ہے مگر اوس کے مدلول کے مہتم بالشان ہونے کے سبب اسکو مستقل رسالہ کی شکل میں لکھدیا گیا ہے اِس کا مابعد اوس کے ماقبل ہی کی صورت میں رکھا گیا ۱۲۔

# الحدیث

## معہ الملقب بالادراک والتوصل الی حقیقۃ الاشراک والتوسل

بعد البسملۃ والحمدلۃ والصلوٰۃ - یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جسمیں وہ معرکۃ الآرا مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غالبًا نہ تلاش سے ملتی ہی نہ ہر ذہن کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں داخل ہونے کے سبب قصدًا وارد کیا گیا ہے دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمنًا مذکور ہوا ہے - ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے معتنے بہ ہونے کے سبب کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنا دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر اس کا ایک لقب بھی رکھدیا گیا جو عنوان میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اسکو نافع اور شبہات کے لیئے دافع فرما دیئے - کتبہ اشرف علی آغاز محرم ۱۳۴۶ھ

حدیث مصعب بن سعد عن ابیہ انہ ظن ان لہ فضلا علی من دونہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما نصر اللہ

حدیث مصعب بن سعدؓ کی حدیث ہے روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہو گیا کہ مجکو دوسرے صحابہؓ پر بوجہ ریاست کے کچھ فوقیت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت

ھذہ الامۃ بضعفائھا ودعوتھم واخلاصھم رواہ النسائی وھو عند البخاری بلفظ ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم

ف دل علی امرین الاول فضل الضعفاء ومن ثم ترے اھل اللہ یقدمون الضعفا علی الکبراء والثانی ثبوت التوسل بالمقبولین ذواتھم واعمالھم الظاھرۃ واعمالھم الباطنۃ کما تدل علیہ بضعفائھا ودعوتھم و اخلاصھم التفصیل فی المسئلۃ ان التوسل بالمخلوق لہ تفسیر ثلثۃ الاول دعاءہ واستغاثتہ کدید ن المشرکین وھو حرام اجماعًا

اِس امت کی ساتھہ ہی وہ بدولت اُس کے عاجزوں کے اور اُنکی دعا و اخلاص ہی کے ہے (تو رؤسا اُن کے محتاج ہوئے نہ کہ برعکس) روایت کیا اسکو نسائی نے اور یہ حدیث بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔ تمھاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق ملتا ہے یہ صرف تمھارے عاجزوں کے بدولت ہے ف یہ حدیث دو امر پر دال ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور اسیوجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو رؤسا پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا مقبولین سے توسل کا ثبوت اُنکی ذات سے بھی اور اُن کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ بھی چنانچہ اِس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ بدولت اُس کے عاجزوں کے اور اُنکی دعا و اخلاص کے (الفاظ عاجز ذات پر دال ہے اور دعا عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر) اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین تفسیریں ہیں ایک مخلوق سے دعا کرنا اور اُس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی

| یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سو اس کا معیار[۱] یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کے | ابانۃ شرک جلی ام لا معیارہ |
|---|---|

[۱] حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرمادی ہے کہ اس کا اپنے معتقد و مخالف کو نفع و ضرر پہونچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دیدیتے ہیں کہ اون کا اجرا اوسوقت سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے آلہہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا" اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کیلئے سفارش کرتے ہیں پھر اوس سفارش کے بعد قبول میں تخلف کبھی نہیں ہوتا اور اوس سفارش کی تحصیل کے لئے اُسکے ساتھ بلاواسطہ یا بواسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت اعتقادیہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اسکو مشرک کہدیا جاتا ہے۔ ھذا ما سنح لی واللہ اعلم"

# تتمیم لزیادۃ التفہیم

تقریر مذکور فارق بین الشرکین جو کہ ماخوذ ہے کلیات شرعیہ سے اپنے دونوں دعوؤں کے اعتبار سے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف مقید بالاذن کا قائل ہونا شرک اکبر نہیں زیادت اتناع میں محتاج تھی دلائل جزئیہ کی جنسے ایک مدت تک باوجود فکر ذہن خالی رہا الحمد للہ کہ پرسوں اور کل میں علی التواقب تین دلیلیں قرآن اور تفسیر میں مذکور جن کا مجموعہ دونوں دعووں میں تردد کے لئے کافی ہے

دلیل اول عقلی بر اصول منیر ثنیں جو اپنی جزئیت کے سبب کلیات سے زیادہ کافی و شافی ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ توحید الٰہی واجب عقلی ہے خواہ بدیہی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا وجوب عقلی مستلزم ہوتا ہے اسکی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم ممتنع ہوگا اور اس نقیض کی دو قسمیں ہیں ایک نفی آلہہ کہ کفر ہے دوسری تشریک الہ آخر معہ کہ شرک ہے اور بہر تقدیر امتناع

| انہ ان اعتقد استقلالہ بالتاثیر فھو شرک کفری اعتقادًا کما ان الصلوٰۃ | موثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک کفری ہے جیسا کسی مخلوق کے لئے نماز و روزہ ایسی |
|---|---|

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

مستلزم ہوتا ہے اوس کے سب اقسام کے امتناع کو پس شرک کے لئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر ممتنع کا اعتقاد ہوگا اور اس امتناع و استحالہ کیطرف نصوص بھی مشیر ہیں۔

کقولہ تعالیٰ۔ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا وقولہ تعالیٰ لوکان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا وقولہ تعالیٰ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذھب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض وقولہ تعالیٰ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء سبحانہ۔ ونحوھا من الآیات علی ما فسرت فی بیان القرآن۔

اور تصرف مقید بالاذن عقلاً ممتنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گو کسی تصرف منفی بالنص کا اعتقاد بوجہ مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص و مراتب المخالفۃ مگر شرک کسی حال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا مشرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لا محالہ وہ تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ اس سے بحمد اللہ دونوں دعوے ثابت ہو گئے ۔

۱۴۶

دلیل ثانی نقلی من الاقوال المنقولۃ عن العلماء الربانیین جو بوجہ صراحت موافقت اکابر کے دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے۔ قال القاضی محمد اعلی التھانوی فی کتاب کشاف اصطلاحات الفنون الشرک علی اربعۃ انحاء الی ان قال منھم من یقول ان اللہ سبحانہ خلق ھذہ الکواکب وفوض تدبیر العالم السفلی الیھا وقال بعد ورقۃ ان القوم یعتقدون ان اللہ فوض تدبیر کل من الاقالیم الی ملک معین وفوض تدبیر کل قسم من اقسام العالم الی روح سماوی

بعینہ (ص ۷۷۳، ۷۷۲)

وقال ابن القیم فی اغاثۃ اللھفان ما حاصلہ انہ تعالیٰ قال ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعا لہ ملک السمٰوات والارض اخبر ان الشفاعۃ لمن لہ ملک السمٰوٰت والارض وھو اللہ وحدہ فھو الذی یشفع بنفسہ الی نفسہ فیرحم عبدہ فیاذن ھو لمن یشاء ان یشفع فیہ فصارت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

| | |
|---|---|
| والصوم مما يختص بالله تعالى للمخلوق شرك كفري عملا ومعاملة لا سجدة التحية وان كانت معصية الا ما كان شعار الكفر كسجدة الصنم وشد الزنار | عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ عملاً و معاملۃً شرک کفری ہے نہ کہ سجدہ تحیت گو معصیت ہے باستثناء اوس فعل کے جو شعار کفر ہو جیسے سجدہ صنم شد زنار ورنہ نہیں |

الشفاعة في الحقيقة انما هي له والذي يشفع عنده انما يشفع باذنه وامره بعد شفاعته سبحانه تعالى وهي ارادته من نفسه ان يرحم عبده

وهذه ضد الشفاعة الشركية التي اثبتها هؤلاء المشركون ومن وافقهم وهي التي ابطلها سبحانه وتعالى في كتابه بقوله ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع فاخبر سبحانه انه ليس للعباد شفيع من دونه بل اذا اراد الله تعالى رحمة عبده اذن هو لمن يشفع فيه بشفاعته باذنه وليست بشفاعة من دونه والفرق بين الشفيعين كالفرق بين الشريك والعبد المامور الى ان قال فالرب تعالى هو الذي يحرك الشفيع حتى يشفع والشفيع عند المخلوق هو الذي يحرك المشفوع اليه حتى يفعل (ص ۱۱۵ الى ۱۱۸)

۱۲۷

ان اقوال سے دعوے اولے منطوقاً اور دعوے ثانیہ مفہوماً ثابت ہے۔

دلیل ثالث نقلی من آیات رب العلمین جو عالم السرائر والضمائر کی شہادت ہونے کے سبب حجیت میں سب سے زیادہ وافی ہے وهو قوله تعالى قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا، وقوله تعالى ولا يملك الذين يدعون من دونه الشفاعة الا من اذن، وامثالهما من الآيات التي تفوت الحصر وجہ دلالت دعوے اولے پر یہ ہے کہ ان نصوص میں ملک تصرفات کی نفی کی گئی ہے اور ملک من حیث الملک کا مقتضا بلکہ حقیقت تصرف غیر مقید باذن ہے اور سیاق سے مقصود مزعومات مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ایسے اختیارات و تصرفات کے قائل تھے جو کہ مقید باذن نہوں پس دعوے اولے ثابت ہوگیا۔ اور محل ذم کی قیود میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اس سے دعوی ثانیہ پر بھی دلالت ہوگئی

والحمد لله على اتمام النعم والهام الحكم۔ سلخ ج ۲ سنہ ۱۳۴۶ھ ۲۔ منہ

والا فلا ومعنی استقلاله ان الله قد فوض
اليه الامور بحيث لا يحتاج في
امضائها الى مشيته الجزئية و
ان قدر على عزله عن هذا التفويض
والثاني طلب الدعاء
منه وهذا جائز فيمن
يمكن طلب الدعاء منه
ولم يثبت في الميت بدليل
فيختص هذا المعنى بالحي
والثالث دعاء الله ببركة
هذا المخلوق المقبول وهذا
قد جوزه الجمهور ومنع منه
ابن تيمية واتباعه زعما
منهم انه لم يذكر
احد من العلماء انه يشرع
التوسل والاستسقاء
بالنبي والصالح
بعد موته ولا في
مغيبه كما في رسالته
زيارة القبور
والعجب منه

(صرف معصیت ہے) اور مستقل بالتاثیر ہونے
کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے یہ کام اوسکے
سپرد ایسے طور پر کر دیے ہیں کہ وہ اون کے
نافذ کرنے میں حق تعالی کی مشیت خاصہ کا
محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالی کو یہ قدرت ہے
کہ اوسکو اس تفویض (واختیارات) سے
معزول کر دے اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق سے
دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے
حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست
ممکن ہے اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے
ثابت نہیں پس یہ معنی (توسل کے) زندہ
کے ساتھ خاص ہوں گے۔ اور تیسری تفسیر یہ
اللہ تعالی سے دعا کرنا اوس مقبول مخلوق
کی برکت سے اور اسکو جمہور نے جائز کہا ہے
اور ابن تیمیہ نے اور اون کے اتباع نے
منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء
میں سے اسکو ذکر نہیں کیا کہ توسل یا استسقاء
کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے اونکی وفات
یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے
جیسا کہ اون کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ
تقریر مذکور ہے اور اون سے تعجب ہے کہ خود

۱۴۸

انه نفسه قد ذكر في رسالته
المذكورة قول المجوزين
ودليلهم بما لفظه قالوا
وليس في التوسل دعاء
المخلوقين ولا استغاثة
بالمخلوق لكن
فيه سوال بجاهه
كما في سنن ابن
ماجه بحق
السائلين عليك و
بحق ممشاى هذا
والله تعالى قد
جعل على نفسه حقا
الى اخر ما قال
واطال وسرد الآيات
والاحاديث ولم يجب عن هذه
الدلائل لكن مع هذا ثبت على
المنع وحقيقة هذا المعنى
الثالث اللهم ان العبد
الفلاني او العمل الفلاني لنا
او لفلان مقبول ومرضي

انہوں نے اپنے رسالہ مذکورہ میں مجوزین کا قول
اور اونکی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر
کی ہے کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ
مخلوق سے دعا ہے اور نہ اون سے استغاثہ ہے
لیکن اوسمیں صرف اوسکی جاہ (و مقبولیت)
کے ذریعے سے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے
جیساکہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں
اُن لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں
جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس
چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض
اخلاص کے ساتھہ واقع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے
اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا ہے
اپنے قول کے ختم تک اور دور تک کہتے
چلے گئے اور (اس حق کے اثبات کے لئے)
آیات و احادیث بیان کی ہیں (غرض مجوزین
کی دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دلائل کا
کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجود اس جواب
نہ دینے کے) اس کے منع ہی پر جمے
رہے اور اس معنی ثالث کی حقیقت یہ ہے
کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا
یا فلاں بندہ کا عمل آپکے نزدیک مقبول [illegible] [illegible]

١٢٥

| | |
|---|---|
| عندك ولنا تلبس | اور ہم کو اوس (بندہ یا عمل) سے تلبس اور |
| وتعلق به اما | تعلق ہے خواہ تو اوس عمل میں ارتکاب کا |
| مباشرة له في العمل | اور خواہ اوس بندہ یا اوس کے عمل سے اوس میں اوس |
| واما محبة له في العبد | محبت رکہنے کا اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت |
| او عمله وانت وعدت | فرمانے کا وعدہ کیا ہے جسکو یہ تلبس (و تعلق) |
| الرحمة بمن له هذا | ہو پس ہم اوس رحمت (موعودہ) کا آپ سے |
| التلبس فنسئلك هذه | سوال کرتے ہیں (یہ حقیقت ہے اس |
| الرحمة فياليت | توسل کی) پس کاش مجکو کوئی یہ بتلائے |
| شعري اي محذور فيه | کہ اس (معنے) میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی |
| نقلا او عقلا نعم | ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے |
| لومنع عنه لمصلحة | لئے اس سے منع کیا جاوے تو ہم بہی ابن تیمیہ |
| العوام لما خالفناه لكن | کی مخالفت نکرینگے لیکن کلام مسئلہ کی |
| الكلام في تحقيق المسئلة | تحقیق میں ہے سو اوسمیں حق ہمارے ساتہ[1] |
| فالحق فيه معنا انشاء | ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اس تحریر کو غنیمت |
| الله تعالى فاغتنم هذا | سمجہو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت |
| التحرير الكاشف | شرک کی منکشف ہوگئی جنمیں بہت فضلاء و عقلاء متحیر |
| لحقيقة التوسل وحقيقة | ہیں۔ تنبیہ مسئلہ توسل کیضروری تحقیق مع احادیث |
| الشرك اللتين | رسالہ نشر الطیب کی آخر تیسویں فصل میں بہی قابل ملاحظہ ہے فقط |
| يتحير فيهما كثير | خاتمہ مصعب بن سعد کی حدیث جو مشکل رسالہ |
| من الفضلاء والعقلاء | مستقلہ ہے ختم ہوئی + |

۱۵

[1] اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانی رح کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گذری چونکہ ابن تیمیہ رح کے

(دیکھو الہادی بابت ماہ محرم ۱۳۴۶ھ صفحہ ۱۵۱)

معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اسلئے اوسکو نقل کرنا نافع معلوم ہوا وہو ہذا (از الہدیٰ ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ)

قاضی شوکانی کا بیان۔ رہی یہ بات کہ انسان اپنے مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالےٰ کے دربار میں کسی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ عزالدین عبدالسلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص کو اللہ تعالےٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہاں نبی کریم کو وسیلہ بنانا جائز ہوگا۔ لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلعم کے اثبات میں پیش کیجاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلعم سے شیخ عزالدین کی مراد وہ حدیث ہو جو نسائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنے صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں باسند نقل کی ہے کہ ایک اندھا دربار نبی صلعم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اندھا ہوگیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر یہ دعا پڑھو اے اللہ میں تیرے نبی کی طفیل تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں اپنی بینائی واپس کرانے میں تجھے (خدا کے دربار میں) سفارشی پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما۔ پھر نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمھیں کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ (اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ بنایا اور آنکھوں کے لئے دعا کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا علماء حدیث مذکورہ بالا حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے جو حضرت فاروق نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تھا تو ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم پر بارش کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمر کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے تو حضرت عمر رض کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں بارش کی دعا کے وقت صحابہ کرام آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباس رض کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے اس طرح طلب باران کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صحابہ کے لیے خدا کے دربار میں وسیلہ ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل

|۵۱|

بالنبی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ نبی کریم کو حاجات میں وسیلہ بنانا صرف زندگی کی حالت سے مخصوص نہ تہا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپ سے توسل جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز تہا - یہ بالکل واضح ہے کہ نبی کریم کو آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے اجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاروق رضؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا تو کسی صحابی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا - میرے خیال میں جواز توسل کو نبی کریم سے مخصوص کر دینا جیساکہ عزالدین کو وہم ہوا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو دلیلیں ہیں پہلے تو وہی صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے کے دربار میں ارباب فضل اور کمال کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا دراصل یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ بننے کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ اعمال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ بنانا بلحاظ کمال کے ہوگا - اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم و بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ نبی کریم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جو غار میں تھے اور غار کے منہ پر پتھر آگیا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور پتھر غار سے ہٹ گیا تو اگر اعمال صالحہ سے توسل ناجائز ہوتا یا شرک ہوتا جس طرح عزالدین وغیرہ سخت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور نبی کریم صلعم ان کا قصہ بیان کرنے کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرور ناجائز قرار دیتے (قاضی مرحوم توسل کو ثابت کرکے اب منکرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے کہ جب یہ واضح ہوگیا کہ توسل جائز ہے تو) اب معلوم ہوگیا کہ جو دلائل منکرین توسل پیش کرتے ہیں - مثلاً (ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى) اور (فلا تدعوا مع الله احدا) اور (له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشئ) ہمارے دعوی جواز توسل بالنبی والصالحین کے لیے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لیئے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزع اور امتناع

۱۵۲

توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے (کہ ما نعبدھم الا الخ) صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھکر خدا کے دربار میں اس کی عزت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسی طرح یہ آیت (فلا تدعوا مع اللہ الخ) جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں تو صرف یوں کہا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ہاں اللہ کے کسی نیک آدمی کو بوجہ کمال وسیلہ بناتا ہے جسطرح ان غار والے تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیۃ والذین یدعون من دونہ الخ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو انکو بلاتے تھے جو ان کی سنتے نہیں تھے۔ اور خدا کو جو ان کی سنتا ہے اس کو نہیں بلاتے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانیوالا تو صرف اللہ کو بلاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بلاتا۔

ہمارے کلام سابق سے منکرین توسل کے تمام دلائل کی بھی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں مثلاً ان کا یہ استدلال کہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ الخ) جواز توسل کے منافی نہیں کیونکہ اس آیت میں صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے۔ اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا کبھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیارات اخروی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اسی طرح منکرین توسل کا آیت لیس لک من الامر شئی و آیہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلعم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور یہ کہ نبی کریم جب اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں۔ لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم کے توسل کے عدم جواز میں۔ ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع نقصان میں کوئی اختیار ہے۔

توسل کا انکار نبی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلعم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت ملنے کے

اعزاز سے مشرف فرمایا ہے۔ اور مخلوق کو یہ ہدایت کی ہے کہ آپ کے لیئے اللہ تعالے سے اس شرف عظیم کی درخواست کیا کریں۔ اور اللہ تعالے نے نبی کریم کو فرمایا ہے کہ مقام محمود کی بابت درخواست کیا کرو۔ آپ کو دیا جائے گا اور امت کے سفارش کرو۔ تمہاری سفارش مقبول ہوگی۔ ہاں شفاعت کا حق اللہ کی اجازت سے ہوگا۔ پھر خاص اس کو جس کو اللہ پسند فرمائیں اسی طرح منکرین توسل کا نبی کریم کے اس ارشاد کو کہ اے فلاں بن فلاں میں اللہ کی طرف سے تیرے لیئے کسی چیز کا مالک نہیں۔ پیش کرنا۔ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جب کسی کو اللہ نفع یا نقصان پہنچانا چاہے۔ تو میں اس کا خلاف نہیں کرسکتا۔ اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ توسل ناجائز ہے۔ کیونکہ متوسل کا یہ عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ وسیلہ امر اللہ میں دخیل ہے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اختیار کلی صرف اللہ کو ہے۔ اور میں اسی سے درخواست کرتا ہوں۔ ہاں کسی اپنے بزرگ کو جس کے طفیل دعا قبول ہو سفارشی بناتا ہوں اور وسیلہ پیش کرتا ہوں +

(ترجمہ در تضید مصنفہ قاضی شوکانی)

۱۵۴

کتبہ اشرف علی تھانوی

**الحديث** حديث ابن عباس رضـ
ان قوما تفكروا فى الله عز وجل
فقال النبى صلى الله عليه وسلم
تفكروا فى خلق الله ولا تتفكروا
فى الله فانكم لن تقدروا
قدره ابو نعيم فى الحلية
بالمرفوع منه باسناد
ضعيف ورواه الاصبهانى
فى الترغيب والترهيب من
وجه اخر اصح منه **ف** صريح
فيما قالوا من امتناع ادراك
كنهه تعالى ذاتا او صفة لا فعلا
لكونه داخلا فى المخلوق

**حدیث** حضرت ابن عباسؓ کی حدیث
کہ ایک قوم نے حق تعالیٰ میں تفکر کیا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے (اطلاع پاکر) فرمایا خلق اللہ میں
تفکر کرو اللہ میں تفکر مت کرو تم اوسکا اندازہ
نہ کرسکوگے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ
میں اس کے مرفوع حصہ کو اسناد ضعیف سے
اور روایت کیا اسکو اصبہانی نے ترغیب و ترہیب
میں دوسرے طریق سے جو اوس سے صحیح ہے
**ف** یہ صریح ہے اوس مضمون میں جو عارفین
نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات
کا ادراک بالکنہ ممتنع ہے مگر فعل کا ادراک
ممتنع نہیں کیونکہ فعل مخلوق میں داخل ہے
(جسمیں تفکر کی اجازت ہے)

۱۵۵

## كتاب ذكر الموت

## کتاب ذکر الموت

**الحديث** تحفة المؤمن الموت
رواه ابن ابى الدنيا فى كتاب الموت
والطبرانى والحاكم من حديث
عبد الله بن عمرو مرسلا باسناد حسن
**الحديث** الموت كفارة لكل مسلم

**حدیث** مومن کا تحفہ موت ہے روایت
کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الموت
میں اور طبرانی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر
کی حدیث سے مرسلا سند حسن سے
**حدیث دیگر** موت کفارہ ہے ہر مسلمان

**تصحیح** رسالہ تشرف بابت ربیع الاول ۱۳۴۶ھ ص ۳۸ س ۱۹ (غلط) لکھدیا گیا ہے اس کا مابعد (صحیح) لکھدیا گیا ہے یہ اوس کا مابعد ۱۲

ابو نعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی الشعب والخطیب فی التاریخ عن حدیث انس قال ابن العربی فی شرح المریدین انہ حسن صحیح وضعفہ ابن الجوزی وقد جمعت طرقہ فی جزء **ف** صریحان فی فضل الموت ومن ثم یحبہ اہل اللہ

(رکے گناہ) کا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں اور خطیب نے تاریخ میں انسؓ کی حدیث سے ابن العربی نے شرح المریدین میں کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے اور ابن الجوزی نے اسکو ضعیف کہا ہے اور میں نے اس کے طرق کو ایک جزو میں جمع کر دیا ہے۔ **ف** یہ دونوں حدیثیں فضیلت موت میں صریح ہیں اسی لئے اہل اللہ اوس کو محبوب رکھتے ہیں (اوس سے متوحش نہیں ہوتے)

**الحدیث** قال لعبداللہ بن عمر اذا اصبحت فلا تحدث نفسك بالمساء ابن حبان ورواہ البخاری من قول ابن عمر فی آخر حدیث کن فی الدنیا کانك غریب

**حدیث** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر کو فرمایا کہ جب تم صبح کرو تو اپنے نفس سے شام کی بابت باتیں مت کرو (کہ شام کو یہ کروں گا)

**الحدیث** حدیث ابن عباس کان یخرج یہریق الماء فیتمسح بالتراب فاقول الماء منك قریب فیقول ما یدرینی لعلی لا ابلغہ ابن المبارک فی الزہد وابن ابی الدنیا فی قصر الامل والبزار

**حدیث دیگر** ابن عباس کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیجاتے اور پیشاب کرتے اور دروازہ پر تیمم فرما لیتے میں عرض کرتا کہ پانی تو آپ سے قریب ہے آپ فرماتے شاید میں پانی تک نہ پہونچ سکوں اس روایت کیا اسکو ابن المبارک نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے قصر امل میں اور بزار نے

فضل الموت
فضیلۃ حب الموت
۱۵۶

بسند ضعیف **ف** صریحان
فی استحضار الموت وھو
کالعادۃ العامۃ للقوم

**الحدیث** حدیث عائشۃ
مامن رجل یزور قبر
اخیہ ویجلس عندہ
الا استأنس بہ ورد علیہ
حتی یقوم ابن ابی الدنیا
فی القبور وفیہ
عبد اللہ بن سمعان
ولم اقف علی حالہ
ورواہ ابن عبد البر
فی التمھید من حدیث
ابن عباس نحوہ وصححہ عبد الحق
الاشبیلی **ف** صریح
فی ادراک المیت واتفق علیہ
اھل الکشف۔

**الحدیث** ما المیت فی
قبرہ الا کالغریق المتغوث
ینتظر دعوۃ تلحقہ من ابیہ
اومن [illegible] صدیق لہ

بسند ضعیف **ف** دونوں حدیث صریح ہیں
استحضار موت میں اور یہ صوفیہ کی مثل
عادت عامہ کے ہے۔

**حدیث** حضرت عائشہؓ کی حدیث کوئی
ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت
کرے اور اوس کے پاس بیٹھے مگر وہ اس سے
مانوس ہوتا ہے اور اوسکو (سلام کا) جواب
دیتا ہے یہاں تک کہ یہ اوٹھ کھڑا ہوا
روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے قبور
میں اور اس (کی سند) میں عبد اللہ
بن سمعان ہے اور میں اوس کے حال سے
واقف نہیں ہوں اور روایت کیا اسکو
ابن عبد البر نے تمہید میں ابن عباس کی
حدیث سے اسی کی قریب قریب اور تصحیح کی
اسکی عبد الحق اشبیلی نے **ف** صریح ہے
میت کے صاحب ادراک ہونے میں، و
اسپر اہل کشف متفق ہیں +

حدیث میت کی حالت قبر میں
بالکل [illegible] جیسے کوئی ڈوبتا ہو [illegible]
[illegible] منتظر رہتا ہے [illegible]
[illegible]

۱۵۷

الحديث ابو منصور الديلمي
في مسند الفردوس
من حديث ابن عباس
وفيه الحسن بن علي بن
عبد الرحمن قال
الذهبي حدث عن
هشام بن عمار بحديث
باطل وتمامه فاذا
لحقته كانت احب اليه
من الدنيا وما فيها
وان هدايا الاحياء
للاموات الدعاء
والاستغفار **ف** صريح
في نفع اعمال الاحياء
للاموات سواء كانت دعاء
كما في هذا الحديث او طاعة مالية
وبدنية كما في نصوص اخرى والاول
متفق عليه بين الامة والثاني
بين اهل السنة والثالث فيه
اختلاف اهل السنة واثبته الحنفية

طرف سے پہونچ جاوے الحدیث روایت
کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابن عباس کی حدیث سے اور اسمیں حسن بن علی
بن عبد الرحمن ہے ذہبی نے کہا ہے کہ اس نے
ہشام بن عمار سے ایک غلط حدیث روایت
کردی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ جب وہ دعا
اوسکو پہونچتی ہے تو وہ اوس کے نزدیک تمام
دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور
احیار کے ہدایا اموات کے لیے دعا و استغفار
ہے **ف** یہ صریح ہے اسمیں کہ احیار کے
اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں خواہ دعا
ہو جیسا اس حدیث میں ہے خواہ طاعت
مالیہ ہو خواہ طاعت بدنیہ ہو۔ جیسا
دوسری نصوص میں ہے اور اول تمام
امت میں متفق علیہ ہے (حتی کہ فرق باطلہ
بھی اس کے قائل ہیں اسی لیے اس حدیث
کا مجروح ہونا مضر نہیں اجماع سے اس کا
مضمون ثابت ہے) اور ثانی اہل سنت کے درمیان
(متفق علیہ ہے) اور ثالث میں اہل سنت کا بھی
اختلاف ہے اور حنفیہ اوسکا اثبات کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

۱۵۸

نفع اعمال الاحیاء للاموات

| | |
|---|---|
| **الحدیث** حدیث صھیب فی قوله تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة رواه مسلم کما ذکره المصنف قلت وھو قال (صھیب) قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم قوله تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة قال اذا دخل اھل الجنة الجنة واھل النار النار نادیٰ منادیا اھل الجنة ان لکم عند الله موعدا یرید ان ینجزکموه قالوا ما ھذا الموعد الم یثقل موازیننا ویبیض وجوھنا ویدخلنا الجنة ویجرنا من النار قال فیرفع الحجاب وینظرون الی وجه الله عزوجل فما اعطوا شیئا | **حدیث** صہیب کی حدیث اس آیت کے متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کیے ان کے لیے اجر نیک ہے اور ایک زائد انعام ہے روایت کیا اسکو مسلم نے جیسے کہ مصنف نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة (جس کا ترجمہ اوپر گذرا ہے اور) فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل نار میں داخل ہو چکیں گے ایک پکارنیوالا پکاریگا اے اہل جنت تمھارے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک وعدہ ہے وہ تم سے اسکو پورا کرنا چاہتا ہے اہل جنت (تعجب سے) کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری میزان کو (نیکیوں سے) وزنی نہیں بنا فرمادیا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کردیا اور کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کردیا اور کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچایا (بھلا اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا جو ابھی باقی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس حجاب اٹھادیا جاویگا اور حق تعالیٰ کے |

۱۵۹

التحقیق مسائل التصوف (؟)

احب الیہم من النظر الیہ **ف**
دل علی رویتہ تعالی وھو ظاہرہ
یدل علی رویۃ الذات وھو
مذھب الجمہور وذھب
البعض الی کونہا تجلیا مثالیا
کما فی حدیث مسلم ایضا
عن ابی ھریرۃ لما سألوہ صلی
اللہ علیہ وسلم ھل نری ربنا
یوم القیمۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
فیاتیھم اللہ فی صورتہ التی یعرفون
فیقول انا ربکم فیقولون انت
ربنا الحدیث واللہ تعالی منزہ
عن الصورۃ فاقرب تاویلاتہا
ھو التجلی المثالی والمبہم یحمل علی
المفسر ھذا ما قالوہ لکن الظاھر ان
ھذہ الرؤیۃ فی الموقف یوم القیمۃ
غیر الرؤیۃ التی فی الجنۃ لکرامۃ
اولیاء اللہ تعالی وانما ھذہ للامتحان
صرح بہ الخطابی کما نقلہ عنہ النووی
فی شرح مسلم ولا نسلم الابہام
فان قولہ علیہ السلام ینظرون

۱۶۰

روئے مبارک کی طرف نظر کریں گے سو انکو
کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے
نزدیک حق تعالی کیطرف نظر کرنے سے
زیادہ محبوب ہو۔ **ف** یہ حدیث رویت
باریتعالی پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے
ظاہر الفاظ سے رویتِ ذات پر دلالت
کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعضے
اس رویت کے تجلی مثالی ہونے کی طرف گئے
ہیں جیساکہ مسلم ہی کی دوسری حدیث میں
حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جبکہ
بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا کیا ہم قیامت کے دن
اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے اس ارشاد
تک کہ پھر اللہ تعالی ان کے پاس تشریف
لاویں گے اپنی اس صورت میں جس کو
یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں
تمہارا رب ہوں وہ لوگ عرض کریں گے
آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیث
میں اللہ تعالی کے لئے لفظ صورت وارد ہے)
اور اللہ تعالی صورت سے منزہ ہیں (پس
لامحالہ یہ ماؤل ہوگا) اور سب تاویلات

الیٰ وجہ اللہ تعالیٰ صریح فی رؤیۃ
العین فلا یفسرہا بالتجلی المثالی
ولتمیم الفائدۃ انقل لک ذالک
الحدیث مع توجیہ بعض اجزائہ
علی اصول القوم واللفظ لابی سعید
الخدری حین یقال لاہل الموقف
لیتبع کل امۃ ما کانت تعبد و فی
اخرہ حتی اذا لم یبق الا من کان
یعبد اللہ تعالیٰ من برو فاجر اتاہم
رب العالمین فی ادنی صورۃ من
التی راوہ فیہا ای عرفوہ بہا
کما فی لفظ ابی ہریرۃ وتبقی ہذہ
الامۃ فیہا منافقوہا فیاتیہم اللہ
فی صورۃ غیر صورتہ التی یعرفون
الحدیث ای قبل ذلک فی الدنیا
ویکون ہذا تجلیا مثالیا کما ھو
ظاہر ہد لول لفظ الصورۃ
قال فماذا تنتظرون تتبع کل امۃ ما کانت تعبد
قالوا یا ربنا فارقنا الناس
فقرما کنا الیہم ولم
نصاحبہم فیقول انا ربکم

میں قریب تر تاویل تجلی مثالی ہے اور مبہم کو
مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا
بطریق مثالی ہونا ثابت ہو گیا) یہ وہ قول
ہے جو اپنے مطلوب پر استدلال میں)
انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی
نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت
کے دن موقف میں ہو گی اس رویت سے
مغائر ہو گی جو جنت میں مقبولان حق کے
اکرام کے لیئے ہو گی اور یہ (موقف کی رویت)
تو محض امتحان کے لیئے ہو گی (جیسا عنقریب
آتا ہے) خطابی نے اس تغائر کی تصریح کی
ہے جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں ان سے
نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے۔
کیونکہ یہ قول ینظرون الیٰ وجہ اللہ تعالیٰ
رویت عین میں صریح ہے پس اسکی تجلی مثالی
کے ساتھ مفسر نکریں گے اور تتمیم فائدہ کیلئے
میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزا
کی توجیہ بنا بر اصول قوم کے ابو سعید خدریؓ
کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل موقف
سے کہا جاویگا ہر جماعت کو چاہیئے کہ اپنے
معبود کے ساتھ ہو جاوے اور اس حدیث کے

فيقولون نعوذ بالله منك
لا نشرك بالله شيئا مرتين او ثلثا
حتى ان بعضهم ليكاد ان ينقلب
عن الصواب ويرجع عنه
للامتحان الشديد الذى
جرى قال النواوى ولعل
وجه انكارهم ان الوجه الذى
يعرفون به الحق فى الدنيا
تجلى مثالى ايضا على اوضاع
مختلفة فى اذهان مختلفة
ويكون هذا التجلى المثالى المحشرى
كما دل عليه قوله عليه
السلام فى ادنى صورة من
التى رأوه فيها الحديث ولعل
حكمة الامتحان كما سبق
عن الخطابى والنواوى يعنى
امتحان ايمانهم ودعواهم
التوحيد وقولهم فارقنا
الناس فتجلى لهم فى غير
صورتهم الذهنية ولم
يخلق فيهم علما ضروريا بكونه تجليا له

۱۶۲

آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی
نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد
اسوقت رب العالمین ان کے پاس ایسی صورت
میں تشریف لاویں گے جو اس صورت سے ما بعد
کے درجہ میں ہوگی جسمیں پہلے دیکھا تھا یعنی
جس صورت سے پہلے معرفت حاصل تھی جیسے
ابوہریرۃ رضہ کے الفاظ میں اس طرح ہے
کہ یہ امت باقی رہ جاوے گی جسمیں منافقین بھی
ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک
ایسی صورت میں آویں گے جو ادنیٰ اس صورت
سے غیر ہوگی جسکی ان لوگوں کو معرفت
حاصل تھی یعنی اس سے قبل دنیا میں پس ہمنے
جو دیکھنے کی تفسیر معرفت سے کی ہے وہ اس
دلیل سے ثابت ہوگئی اور یہ رویت تجلی
مثالی ہوگی جب لفظ صورت کا ظاہر مدلول ہے)
پھر ارشاد ہوگا تم کس چیز کے منتظر ہو ہر
جماعت اپنے معبود کے ساتھ جاوے
وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب
ہم (صرف آپ کے لیے) دوسرے لوگوں سے
ایسی حالت میں جدا ہوئے۔

(باقی آئندہ)

فلما انكروها ظهر صدق دعواهم
التوحيد حيث نفوا ربوبية
ما زعموه غير الرب ولعل
الانقلاب عن الصواب
هو لغلبة الاهوال على
عقولهم بحيث لا يبعد ان
ينكروا التجلي المثالي
الاخر الاتي فيما بعد
قياسا لاحدهما
على الآخر) فيقول
هل بينكم وبينه
آية فتعرفونه
بها فيقولون نعم
فيكشف عن ساق.
فلا يبقى من كان
يسجد لله من تلقاء
نفسه الا اذن له
بالسجود ولا يبقى
من كان يسجد اتقاء
ورياء الا جعل الله
ظهره طبقة واحدة

کہ ہم کو اون کی طرف سخت احتیاج تھی اور
اون کا ساتھہ نہیں دیا پس اسوقت آپ کو
چھوڑ کر کہاں جائیں) حق تعالیٰ ارشاد فرماوینگے
گے میں تمہارا رب ہوں (چونکہ اوس تجلی میں حق
تعالیٰ کو پہچانیں گے نہیں اسلئے) وہ لوگ
کہینگے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں
تجھ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسیکو شریک
نہیں کرتے دو بار یا تین بار ایسا کہینگے
یہاں تک کہ بعضے تو بالکل اس کے قریب
ہو جاینگے کہ (امر صواب سے منقلب
ہو جائیں (اور اوس سے ہٹ جائیں
بسبب امتحان شدید کے جو کہ جاری
ہوگا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں
کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں
شاید یہ وجہ ہے کہ جس وصف سے حق تعالیٰ
کی اونکو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی
تجلی مثالی ہے جو اذہان مختلفہ میں اوضاع
مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی اسوقت
کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہوگی نہیں
جیسا کہ اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد دال ہے فی ادنیٰ صورۃ من

۱۶۳

فلما اراد ان
يتجلى عليهم
فقال القاضي
عياض كما نقله
عنه النووي
قيل المراد
بالساق هنا
نور عظيم وورد
ذلك في حديث
عن النبي صلى الله
عليه وسلم قلت
ولم يخلق الله
فيهم علما
ضروريا بكونه
تجليا ربانيا
وان لم يعرفوه
به قبل ذلك
والله اعلم ثم
يرفعون رؤسهم
وقد تحول
في صورته التي

التی راؤہا اور شاید حکمت اِس تغائر تجلی
کی امتحان ہو جیسا خطابی ونووی سے
اوپر مذکور ہوا ہے یعنی امتحان اون کے
ایمان کا اور اُن دعوے توحید کا اور
اون کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے
جدا ہو گئے تھے پس اس امتحان کے
لئے اون کے سامنے اون کی صورت
ذہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی
فرمائی اور اسکی ساتھ اون میں اس کا
علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی
ربانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت
کا انکار کیا تو اون کے دعوے توحید
کا صدق ظاہر ہو گیا کہ اونہوں نے غیر کی
ربوبیۃ کا انکار کر دیا اور شاید انقلاب
عن الصواب کا سبب اون کے عقول
پر اہوال کا غلبہ ہوا اس طرح کہ مستبعد نہ
تھا کہ اسپر قیاس کر کے اوس تجلی مثالی
کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب
اسی حدیث میں آتا ہے) پھر ارشاد فرماویں
گے کیا تمھارے اور رب تعالیٰ کے
درمیان کوئی علامت ہے جس سے

۱۶۴

رواه فيها اول مرة
فقال انا ربكم
فيقول انت ربنا
الحديث رباب
اثبات رؤية
المؤمنين ج ۱)
والذی ارے
ان هذا التحول
هو ظهوره في
الصورة الذهنية
المثالية
التي كانوا يعرفونه
بها قبل ذلك
وهذا هو الذي
وعدنا باتيان
ذكره بقولنا
سياتي في
الحديث ويجوز
هذا التحول
في التجليات
المثالية من

تم اوسکو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پس
ساق کو کھول دیا جاوے گا پس کوئی
ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ
کرتا ہو دل سے مگر اوسکو سجدہ کی توفیق
ہو جاوے گی اور کوئی ایسا شخص باقی
نہ رہے گا جو تقیہ اور ریاء سے سجدہ کرتا
ہو مگر اللہ تعالے اوسکی کمر کو ایک تختہ
کر دیں گے وہ جب بھی سجدہ کرنا
چاہے گا فوراً ہی قفا کے بل گر پڑیگا
(قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی
نے اون سے نقل کیا ہے کہ بعض نے
کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک
نور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اھ
میں اشرف کہتا ہوں کہ اون لوگوں میں
اوسوقت اللہ تعالے اوس کے تجلی ربانی
ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے
اگرچہ اس کے قبل اس تجلی سے اونکو
اوسکی معرفت نہ تھی واللہ اعلم) پھر یہ
لوگ سجدہ سے اپنا سر اوٹھاویں گے
اور اللہ تعالی اپنی ایسی صورت میں منتقل

۱۶۵

بعضہا الی بعض وھذا الصورۃ وان کانت واحدۃ بالشخص لکنہا یمکن ان ترے مختلفۃ فی ابصار مختلفۃ فلا یشکل انطباق التصورات المختلفۃ علی الصورۃ المتعینۃ ھذا وانما لم یتجل بصورۃ اعلی مما عرفوہ مغائرۃ لہ لعدم حصول حکمۃ الامتحان بہ لان کل مؤمن یعتقد ان اللہ تعالی لیس دون ما اعتقدناہ

ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں نے اون کو اول بار (یعنی دنیا میں) دیکھا تھا (یعنی پہچانا تھا) پھر فرماویں گے میں تمہارا رب ہوں وہ لوگ کہیں گے آپ ہمارے رب ہیں الحدیث (مسلم ج ۱ باب اثبات رؤیۃ المومنین) اور اسمیں میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال کی حقیقت اوس صورت مثالیہ ذہنیہ میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ حق تعالیٰ کو اس کے قبل دنیا میں پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس قول میں وعدہ کیا تہا وہ قول یہ ہے "جس کا ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے" اور تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک سے دوسری کی طرف جائز ہے اور یہ صورت مثالیہ اگرچہ واحد بالشخص ہوگی لیکن ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں جب تصورات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر آوے پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتا کہ تصورات مختلفہ صورت متعینہ پر کیسے منطبق ہونگے



١٦٦

ولا يعتقد انه ليس فوق
ما اعتقدناه
فلو تجلى بصورة اعلى لسوغ
احتمال كونه تجليا ربانيا وما
نفاه فلم يحصل الامتحان فلما
تجلى بصورة ادنى وكان يعتقد
انه ليس ادنى حكم بالنفي فافهم
واعلم ان كل ما ذكرته هنا في
شرح الحديث على اصول القوم
ليس شئ منها قطعيا نعم هو
اقرب من كل ما ذكره آخرون
من العلماء كقول بعضهم في التجلي
الادنى انه بعض الملائكة
ظهر لهم ولا يخفى عليك بعده
واما قوله عليه السلام
اتاهم رب العالمين عن هذا
الحمل وكانت عثرت بهذا
التقرير على ما ادعينا من ان
التجلي في الجنة يكون برؤية
الذات وان لم يدرك كنهها
وفي الموقف بالمثال كما كان

خوب سمجھ لو اور (بجائے ادنیٰ صورت میں
تجلی فرمانے کے) ایسی صورت میں تجلی نہ فرما
جاوان کی پہچانی ہوئی صورت سے اعلیٰ
ہو اس وجہ سے ہے کہ اس سے امتحان
کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مومن
کا یہ تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے
اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کسی کا بھی
اعتقاد نہیں کہ میرے اعتقاد سے فوق بھی
نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی
فرماتے تو اسکو یہ احتمال ہوتا کہ شاید
تجلی ربانی ہو اور اسکی نفی نکرتا پس امتحان
حاصل نہ ہوتا اور جب صورت ادنیٰ میں
تجلی فرمائی اور اسکا اعتقاد یہ تھا کہ وہ
ادنےٰ نہیں ہے اسلئے نفی کا حکم کر دیا
خوب سمجھ لو اور جاننا چاہیئے کہ میں نے
اسجگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم
پر جو کچھ ذکر کیا ہے انمیں کوئی جز قطعی
نہیں البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ
ذکر کیا ہے ان سب سے اقرب ضرور ہے
مثلاً بعض نے کہا ہے کہ ادنیٰ صورت
میں تجلی کسی فرشتہ کا ظہور ہوگا اور اسکا

۱۶۷

لموسیٰ علیہ السلام بالطور بصورۃ النار ولا یمتنع علیہ المثال بمعنی المشارک لہ فی الوصف لقولہ تعالیٰ ولہ المثل الاعلیٰ ویمتنع علیہ المثل بمعنی المشارک فی الماھیۃ لقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیٔ وھذا المثال وان لم یکن قدیما لکن لتشارک البالغ الی حد الکمال یکون مرآۃ للقدیم ولا یلتفت الذھن الی وجوہ التغائر والتمائز بینھما فتبصر وتفکر لئلا تضل ولا تزل فالمقام ادق من الشعر واحد من السیف ومما یتعلق بالحدیث ما قالہ النووی وانہ لیس فی الحدیث تصریح برؤیۃ المنافقین اللہ تعالیٰ وانما فیہ ان الجمع الذین فیھم المؤمنون والمنافقون یرون وھذا لا یقتضی ان یراہ جمیعھم وقد قامت دلائل الکتاب

پورا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اناہم رب العالمین کا اس سے آپ ہی ہونا ظاہر ہے اور غالباً تم اس تقریر سے ہمارے اس دعوے پر آگاہ ہو گئے ہو گے کہ جنت میں تجلی رؤیت ذات سے ہوگی اگرچہ اسکی کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال سے ہوگی جیسا موسےٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بصورت نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال بمعنی مشارک فی الوصف ممتنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے ولہ المثل الاعلیٰ اور مثل بمعنی مشارک فی الماہیۃ ممتنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثلہ شئ اور مثال قدیم نہیں ہوتی لیکن تشارک کامل کے سبب قدیم کا مرآۃ ہو جاتی ہے اور اسوقت ذہن کو وجوہ تغایر وتمایز کی طرف التفات نہیں ہوتا خوب بصیرت اور تفکر سے کام لو تاکہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ مقام بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اور اسی حدیث کے متعلق وہ بات بھی ہے جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی اللہ تعالےٰ کی رؤیت ہوگی صرف حدیث

۱۶۸

والسنة على ان المنافق
لا يراه سبحانه وتعالى
(كقوله تعالى في الكفار
كلا انهم عن ربهم
يومئذ لمحجوبون) و
اعلم ان الحديث
تستنبط منه مسئلة وهي
انه كما ان الله تعالى قد
عذر من نفى ما لا يعرفه
من الحق مع كونه مثبتا
في الواقع كذلك يعذر
من اثبت ما عرفه منه
مع كونه منفيا في الواقع
لاشتراك العلة وهو
التكليف حسب العلم
كما وقع لبعض المكاشفين
من توهمهم التجلي الروحي
تجليا ربانيا والظن انه يعذر
ان شاء الله تعالى وحمل بعضهم
قول ابراهيم عليه السلام
هذا ربي على مثل هذا

میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں مومنین
ومنافقین دونوں ہوں گے رؤیت ہوگی
اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو
رؤیت ہو اور کتاب وسنت کے دلائل
اسپر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ تعالےٰ
کی رؤیت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے
(کلا انھم عن ربہم یومئذ لمحجوبون)
اور جاننا چاہیئے کہ حدیث سے ایک مسئلہ
مہمہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالےٰ
نے ایسے شخص کو معذور کہا جس نے
حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی
اسکو معرفت نہ تھی باوجودیکہ کسی مرتبہ
میں وہ وصف مثبت تھا۔ اسی طرح وہ
شخص بھی معذور رکھا جاوے گا جو ایسے
وصف کو ثابت کرے جسکی اس کو
معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں منفی ہو
کیونکہ دونوں جگہ علت معذوریت
کی مشترک ہے اور وہ علت تکلیف ہے
حسب العلم جیسا بعض مکاشفین نے تجلی روح
کو تجلی حق سمجھ لیا امید ہے کہ معذور ہوں گے
اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے

١٦٩

العذر منهم العارف الرومی
فی الدفتر الخامس من المثنوی
بعد اربعة اخماس منه
قبیل قصة الشیخ محمد بقوله
گفت ہذا ربی ابراہیم راد
چونکہ اندر عالم وہم او فتاد
واختاره الشیخ عبد القادر الدہلوی من
اساتذتنا فی تفسیره لهذه
القصة وانی وان لم ارض
للانبیاء لکن ذهاب بعض
اهل الحق الیه کاف
فی جواز احتمال کونه
عذرا والله اعلم

**الحدیث** ینادی مناد
من تحت العرش یوم
القیمة یا امة محمد
اما ما کان لی قبلکم
فقد غفرته لکم
وبقیت التبعات
فتواهبوها بینکم
وادخلوا الجنة برحمتی

قول ھذا ربی کو اسی قسم کے عذر پر محمول کیا
ہے انہیں سے عارف رومیؒ بھی ہیں۔
دفتر خامس کے تین خمس کے بعد شیخ محمد کے
قصہ سے ذرا قبل اس قول میں ؎
گفت ہذا ربی ابراہیم راد
چونکہ اندر عالم وہم او فتاد
اور ہمارے مشائخ میں سے حضرت شاہ
عبد القادر دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں
اسکو اختیار کیا ہے اور اگرچہ مجکو انبیاء
علیہم السلام کے شان میں یہ پسند نہیں
لیکن بعض اہل حق کا اس طرف جانا اس کے
عذر محتمل ہونے کے لیئے تو کافی ہے
واللہ اعلم *

**حدیث** قیامت کے دن ایک ندا کرنے
والا (حق تعالیٰ کی جانب سے) زیر عرش سے
ندا کرے گا اے امت محمد میرا جو کچھ
حق تمھارے طرف تہا اسکو تو معاف
کر چکا اور تمہارے باہمی حقوق باقی رہ
گئے سو تم آپس میں ایک دوسرے کو بخشدو
اور میری رحمت سے جنت میں داخل
ہو جاؤ۔ (باقی آئندہ)

۱۷۰

رویناہ فی سباعیات
ابی اسعد القشیری
من حدیث انس وفیہ
الحسین بن داؤد البلخی
قال الخطیب لیس بثقۃ
ف فیہ تقویۃ الرجاء فی
حقوق العباد ایضا وتقوی
ھذا الرجاء لمن راقبھا
ومن شرکون رجاء
الصوفیۃ اقوی کخوفہم ایضا۔
وقد وقع الفراغ بحمد اللہ تعالیٰ
ونعمتہ من تالیف الشطر الاول
من اصل التشرف الماخوذ
من تخریج العراقی للتاسع و
العشرین من صفر یوم الجمعۃ
وقت الضحوۃ الکبریٰ
سنۃ ۱۳۵۱ من الھجرۃ فی
الخانقاہ الامدادیۃ
دامت برکاتھا
من کورۃ تھانہ بھون و
ھو مشتمل علی مائتی

ہم سے یہ حدیث سباعیات ابی اسعد
قشیری میں حدیث انس سے روایت
کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد بلخی
ہے خطیب نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے ف
اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجاء کی
تقویت ہے اور یہ رجاء اس شخص کے
لئے اور زیادہ قوی ہوجاوے گی جو حقوق
العباد کی نگرانی واہتمام رکھے اور اسی مقام
سے صوفیہ کی رجاء اوروں سے زیادہ قوی
ہوتی ہے جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی ہوتا ہے
اور بحمد اللہ تعالیٰ اصل تشرف
کی تالیف سے جو کہ تخریج عراقی سے ماخوذ ہے
انتیسویں صفر یوم جمعہ وقت چاشت
سنہ ۱۳۵۱ ہجری کو خانقاہ امدادیہ واقعہ قصبہ
تھانہ بھون میں فراغت ہوئی اور یہ حصہ
دوسو حدیثوں پر مشتمل ہے ان حدیثوں میں
وہ بھی ہیں جو مقصوداً لائی گئیں اور وہ بھی
ہیں جو کسی دوسری حدیث کے ضمن میں
لائی گئیں مع چندے دیگر حدیثوں کے
جو دوسو سے علاوہ ہیں اور یہ عدد زائد
حدیث مکرر کے عدد کے جو کہ میری تلاش میں

ف: تقویۃ الرجاء فی حقوق العباد
تقویت رجاء در حقوق العباد

۱۲۱

حدیث ما بین المقصود والضمنی مع زیادۃ قلیلۃ توازی عدد المکرر وھو الواحد فیما تتبعت و عدد ما لیس ثابتا لفظا مع ثبوت معناہ نبقی مائتان وصارت مع احادیث حقیقۃ الطریقۃ خمسمائۃ وخمسین

صرف ایک ہے (احب الاعمال الی اللہ ادومہا) اور بعض ایسی روایات کے عدد کے جو کہ لفظاً ثابت نہیں گو معنیً ثابت ہیں۔ برابر ہے پس دو سو حدیثیں باقی رہ گئیں اور یہ حقیقۃ الطریقۃ کی حدیثوں سے ملکر ساڑھے پانسو ہوگئیں اور اگر اس میں سے مشترک کو منہا کر دیا جاوے گا جو انشاء اللہ تعالیٰ پچاس سے متجاوز نہ ہونگی تب بھی باقی حدیثیں پانسو[۱] سے کم نہ رہیں گی اور فوائد کی

[۱] اور یہ سب احادیث کہ دلائل ہیں مسائل تصوف کے ان آیات کے علاوہ ہیں جو رسالہ مسائل السلوک میں ان مسائل کے اثبات کے لئے جمع کی گئی ہیں ان مسائل کی تعداد اسکی دونوں جلدوں میں جیسا کہ سلسلہ کے نمبروں میں منضبط ہیں پانچ کم چودہ سو ہیں جن میں بعض آیات سے متعدد مسائل بھی ثابت ہوئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسمیں جو رسالہ تایید الحقیقۃ ملحق ہے اوس کے مسائل کی تعداد بالاستیعاب نہیں لکھی گئی۔ اگر اس تعداد متروک اور اس تعدد کو تخمیناً برابر ہی لیا جاوے تو بھی پانچ کی کسر کا اعتبار نہ کر کے سو کم ڈیڑھ ہزار آیات کا عدد محفوظ رہے گا اور ان پانچ سو احادیث کی ملاکر سو کم دو ہزار دلائل ہوں گے اور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک رسائل و مواعظ کا (جو کہ شائع یا صالح للاشاعۃ ہو چکے ہیں) عدد (۴۴۴) تک پہونچا ہے جیسا کہ رابقۃ التابعہ مع الحاشیہ میں بذیل مضمون دوم مذکور ہے اگر انمیں سے چھوٹے رسالوں کا یا جو کسی دوسرے رسالہ کا جز و ہے ان کا عدد تخمیناً (۴۴) قرار دیکر اسکو کم کر کے پھر بھی بقیہ میں جو مسائل قواعد کلیہ شرعیہ سے کہ وہ بھی احکام کے دلائل ہیں یا نصوص جزئیہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ اگر فی وعظ اور فی کتاب میں تین تین مسئلہ کی دلیلیں فرض کی جاویں اور یہ عدد کچھ بھی نہیں واقع میں اس سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ اس وقت ایک دوست صرف مواعظ میں سے ہر نوع کے

ولو طرح منہا المشترک الذی لا یتجاوز عن خمسین انشاء اللہ تعالیٰ ما انقصت عن خمسمائۃ ووقع الفراغ من تحریر العواشی تحت کل حدیث الیوم المتاریخ المذکور والشہر المذکور

تحریر سے جو کہ ایک ایک حدیث کی تحت میں ہیں نیز تاریخ وماہ مذکور میں فراغ ہوا صرف سنہ بدل گیا یعنی ۱۳۴۵ھ تھا (اور فوائد ہی کے ساتھ ترجمے سے بھی فراغ ہوا) بجز چند سطروں کے جو ایک وقتی عذر کے سبب وقت مذکور کے بعد لکھی گئیں کہ وہ

(بقیہ تشرف صفحہ ۱۲) مضامین کا جداجدا انتخاب کر رہے ہیں جس کا ذکر ثالثہ التابعہ میں بذیل مضمون سویم کیا گیا ہے اگر یہ مکمل ہو گیا تو اس عدد کا قلیل ہونا معاینہ میں آجاوے گا اور دوسرے رسالوں کا تتبع الگ رہا۔ لیکن باوجود اس کے اگر فی الحال یہی عدد فرض کر لیا جاوے تب بھی چار سو رسالوں میں بارہ سو دلیل ہوتی ہیں اور سابق انیس سو سے ملا کر تین ہزار سے سو زیادہ ادلہ کا عدد پہونچتا ہے اور بعد فرض تساوی اثبات المتعدد بالواحد واثبات الواحد بالمتعدد کہ فرض قریب ہے اوسط عدد مسائل کا بھی اسی قدر ہوتا ہے اور اگر اس رسالہ تشرف کی دوسری جلد کی بھی توفیق ہو گئی جیسا اس کے خاتمہ کی اخیر سطروں میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے تو وہ ادلہ اسپر مزید ہیں اور اگر میں فن اعتبار کی دلالت کا بھی اخذ کرتا تو اس سے چند گونہ عدد بڑھ جاتا۔

**تحدیث بالنعمۃ**۔ اب حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتا ہوں کہ جو فن (یعنی تصوف) آج دلائل کے اعتبار سے تو گویا بے جان اور مسائل کے اعتبار سے بے نشاں ہو چکا تھا چنانچہ جو بعض دلائل اس کے زبانوں پر مشہور اور غیر محققین کے ملفوظات و مکتوبات میں مذکور تھے ان کے اکثر حصہ میں یا کتاب وسنت کی تحریف تھی یا تخیلات شاعری کی تصریف تھی جس سے وہ فن اہل ظاہر کی تکذیب بلکہ استہزاء کا محل بن گیا تھا اور محققین کے کلام سے تتبع کرنے کی کسکو ہمت خصوص جو طالب بھی نہ ہو اور اسی کے قریب قریب مسائل کی حالت تھی کہ بجز چند مسائل کے اور وہ بھی نہایت مجمل بلکہ مبہم عنوان سے کوئی مسئلہ خصوص صحیح مسئلہ کان میں بھی نہ پڑتا تھا جس فن کی یہ نوبت

۱۷۳

| | |
|---|---|
| بتبدیل السنة وهی ۱۳۴۲ من الهجرة | عذر نہ ہوتا تو یہ تاخر نہ ہوتا اور شاید اس کے |
| السطو ۲ معنی ددة حررت لعل | حصہ باقیہ کی جو کہ غیر عراقی سے ماخوذ |
| وقتی بعد الوقت المذکو لولاه لما | ہوگا تالیف کے لئے بھی مجکو توفیق |
| تاخرت ولعلی اوفق لتالیف | ہوجاوے اور سب اختیارات حق تعالی |
| شطره الباقی ویکون ماخوذا من غیر العراقی | کو ہیں اور میں اپنے سب کام اللہ ہی کے |
| والامر کله لله وافوض امری الی الله | سپرد کرتا ہوں + تمام شد |

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۳) پہونچ گئی ہو کیا خدا تعالی کی یہ تھوڑی نعمت ہے کہ وہ ایسا زندہ ہوا جیسا بفضلہ تعالی ائمہ طریقت کے عہد مبارک میں تھا اور اب انشاء اللہ تعالی قرون متطاولہ تک اس کے زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے وللہ الحمد اور اسمیں احقر کا آلیت رسمیہ بلکہ اسمیہ سے زائد کچھ دخل نہیں منعم حقیقی حضرت حق سبحانہ و تعالی ہیں اور واسطہ انعام حضرت مرشد علیہ الرحمۃ بقول ایک حکیم کے ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں — مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور بقول دوسرے حکیم کے ؎

بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم +
جمال ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اب اس حاشیہ کو اس اظہار شکر اور اقرار عجز پر ختم کرتا ہوں ؎

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو — عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

۱۲ منہ عفی عنہ

4589